١٣٠٤هـ

مقامع الحديد

على خد المنطق الجديد

شيخ الإسلام إمام أهل السنة والجماعة العلامة المجدد

الإمام أحمد رضا خان الحنفي القادري البريلوي

١٢٧٢ - ١٣٤٠هـ

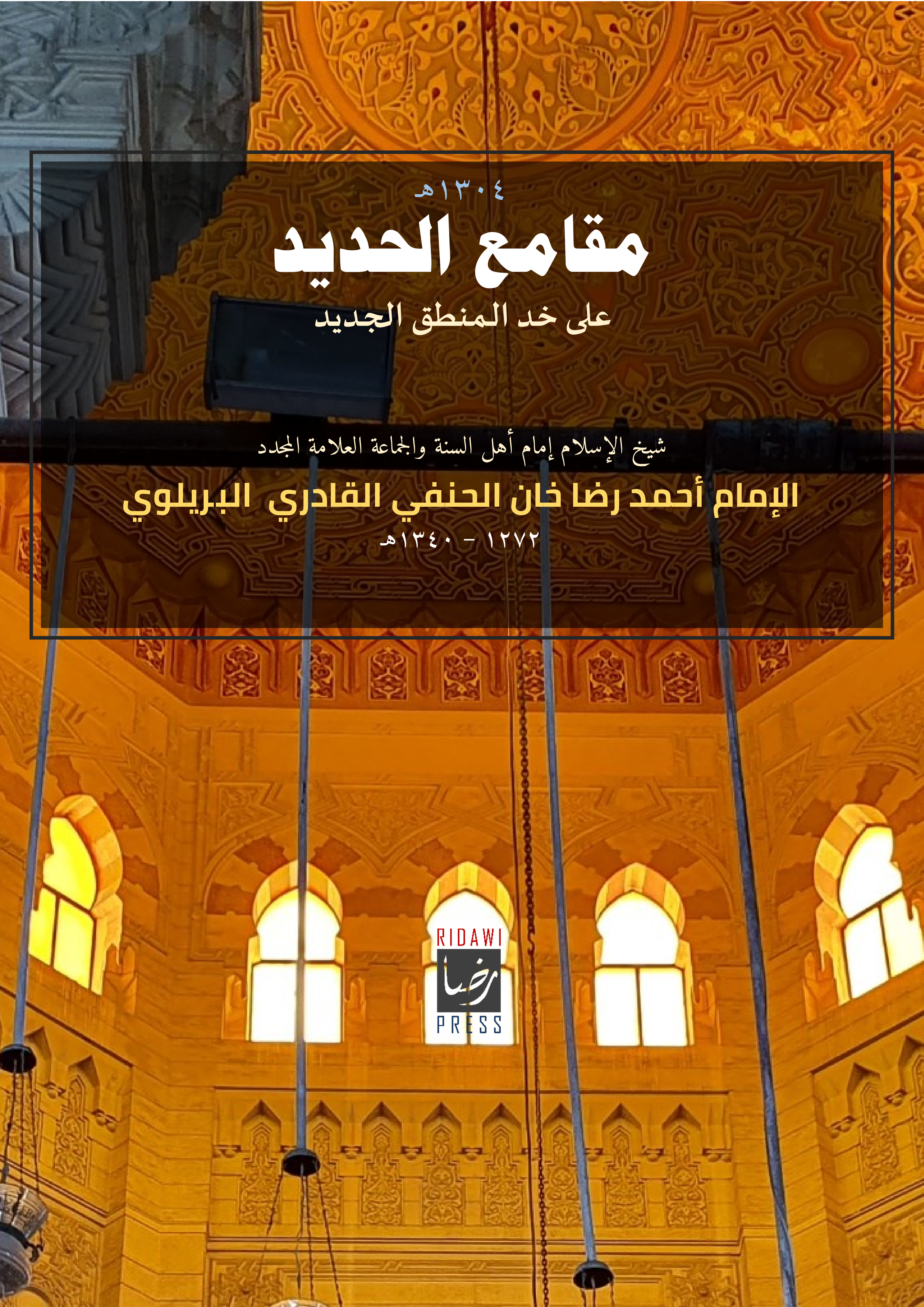

RIDAWI رضا PRESS

ضروري نوٹ

فتاوی رضویہ شریف کا دوسرا ایڈیشن علامہ مفتی عبد القیوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے شاگرد رشید علامہ حافظ عبد الستار سعیدی حفظہ اللہ تعالی کی سرپرستی میں رضا فاؤنڈیشن لاہور نے 30 ضخیم جلدوں میں شائع کیا تھا جس میں اعلیحضرت امام احمد رضا خان رضی اللہ عنہ کے 206 رسائل بھی شامل کردیے گئے تھے۔ اس مطبوعہ فتاوی کا مصورۃ یعنی ڈیجیٹل Digital نسخہ (PDF) بھی بعض حضرات کی کاوشوں سے انٹرنیٹ پر فراہم کردیا گیا ہے۔ اسی PDF سے یہ رسالہ ماخوذ ہے اور رضوی پریس نے محض اخراج کا کام کیا ہے۔ اللہ تعالی ان تمام علماء کرام اور ان کے معاونین کو جزائے خیر عطا فرمائے جن کی انتھک کوششوں کا نتیجہ تھا کہ فتاوی رضویہ کا جدید ایڈیشن منظر عام پر آیا۔ دعاؤں کے حقدار وہ حضرات بھی ہیں جن کے مساعی جمیلہ کے سبب فتاوی مبارکہ کے (PDF) تک ہر خاص و عام کی رسائی ہوئی جزاھم اللہ احسن الجزاء

RIDAWI رضا PRESS

www.alahazratnetwork.org

رسالہ

مقامع الحدید علٰی خد المنطق الجدید
۱۳۰۴ھ

(لوہے کے گُرز منطقِ جدید کے رُخسار پر)

مسئلہ ۳ از بریلی منجانب نواب مولوی سلطان احمد صاحب یکم رجب ۱۳۰۴ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رائے بیضا ضیائے حضرات علمائے دین ادام اللہ برکاتہم الٰی یوم الدین (اللہ تعالٰی قیامت تک ان کی برکتوں کو دوام بخشے۔ت) پر واضح ہو کہ ان روزوں (دنوں) زید فلسفی نے کہ اپنے آپ کو سُنّی کہتا بلکہ اَعلَمِ علمائے اہلسنت جانتا، اور اپنے سوا اور علماء کو بہ نگاہِ تحقیر واہانت دیکھتا ہے، ایک کتاب منطق میں تالیف کی اور اسے جابجا ذکرِ ہیولٰی و قِدَمِ اشیاء و عقولِ عشرہ و مزعومۂ فلاسفہ وغیر ذلک مسائلِ فلسفیہ سے مملو و مشحون کیا۔

یہ خادمِ سنّت بہ نظرِ حمایتِ ملّت اس سے چند اقوال التقاط کرکے مُشہدِ انظارِ عالیہ علمائے دین میں حاضر کرتا ہے:[ع]

ع خلاصہ اقوالِ فلسفیہ مع حکم جواب از مستفتی

قولِ اوّل: اللہ تعالٰی کے سوا عالم کے دس خالق اور ہیں۔ (باقی برصفحہ آئندہ)

www.alahazratnetwork.org

قولِ اوّل: التحقیق اَنہالیست الطبائع کلہا مجردۃ محضۃ لکن للطبائع المرسلۃ فی باب التجرد والمادیۃ مراتب (الی ان قال)

تحقیق یہ ہے کہ تمام طبیعتیں مجرد محض نہیں ہیں لیکن تجرد و مادیت کے اعتبار سے طبائع مطلقہ کے کئی مرتبے ہیں (یہاں تک کہ اس نے کہا) ساتواں

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

الجواب: یہ عقیدہ کفر ہے۔

قول دوم: مادۂ اجسام قدیم ہے۔

الجواب: یہ قول کفر ہے۔

قول سوم: صورتِ جسمیہ و نوعیہ قدیم ہیں۔

الجواب: یہ کفر ہے۔

قول چہارم: عقول عشرہ و نفوس قدیم ہیں۔

الجواب: یہ کفر ہے۔

قول پنجم: بعض چیزیں خود زیادہ استحقاقِ ایجاد رکھتی ہیں، اگر اللہ تعالٰی انھیں نہ بنائے تو بخیل ٹھہرے اور ترجیح مرجوح لازم آئے۔

الجواب: یہ قول بدعت و ضلالت و مستلزمِ کفر ہے۔

قول ششم کی دلیل میں نقل کیا کہ یہ عقولِ عشرہ ہر عیب و نقصان سے پاک و منزّہ ہیں اور محال ہے کہ تمام عالم میں کوئی ذرہ کسی وقت اُن کے علم سے غائب ہو۔

الجواب: یہ کُفر سے تمسک ہے۔

قول ہفتم حدوث و تغیر۔ نہ کوئی شے نابود تھی نہ کبھی نابود ہو بلکہ جسے ہم کہتے ہیں اب تک نہ تھی وہ فقط پوشیدہ تھی اور جسے کہتے ہیں اب نہ رہی وہ صرف مخفی ہوگئی، حقیقۃً ہر چیز ہمیشہ سے موجود ہے اور ہمیشہ رہے گی۔

الجواب: یہ کُفر ہے اور بہت سے کفروں کو مستلزم۔

قول ہشتم: میری یہ کتاب نہایت تحقیق کے پایہ پر اور فرشتہ اثر بلکہ فرشتہ گر ہے۔

الجواب: یہ قول نہایت سخت گناہ عظیم اور بہت جا روایات کی رُو سے کفر ہے۔

واللہ تعالٰی اعلم۔

www.alahazratnetwork.org

السابعة مرتبة الماهيات المجردة بالكلية، لا تعلق لها بالمادة تعلق التقويم اوالحلول او التدبير والتصرف، ولا تعلق لها الا تعلق الخلق والایجاد مثلاً وھی حقائق المفارقات القدسیة کالمعقب القدسی وسائر المعقول العشرۃ والحقیقۃ الواجبۃ اھ ملتقطا من ص ۲۵۰ الی ۲۵۱۔

مرتبہ ان ماہیتوں کا ہے جو کُلی طور پر مجرد ہیں، اُن کا مادہ کے ساتھ تقویم، حلول یا تدبیر و تصرف کا کوئی تعلق نہیں اور نہ ہی تعلقِ خلق وایجاد کے سوا ان کا کوئی اور تعلق ہے، اور وہ حقائقِ مفارقاتِ قدسیہ ہیں جیسے معقبِ قدسی، عقولِ عشرہ اور حقیقتِ واجبہ اھ ملتقطا ص ۲۵۰ تا ۲۵۱۔

دوسرے رسالہ "القول الوسیط" میں اس مسئلہ کی تحقیق یوں لکھی ہے:

العلۃ الجاعلۃ ھل یجب کونھا واجبۃ الوجود او یمکن کونھا ممکنۃ؛ المشھور الثانی فیما بین الحکماء، لکن المحققین منھم تصوا ان العلۃ المؤثرۃ بالذات ھو الباری، والعقول کالوسائط والشروط لتعلق التاثیر الواجبی بغیرھا کیف الماھیۃ الامکانیۃ انما وجودھا بالاستعارۃ عن الواجب، فھو المعطی بالذات الوجودات، فان اعطاء المستعیر لیس اعطاءً حقیقۃً وانما ھو اعطاء من تلقاء المالک کما ان استناد اضاءۃ العالم الی القمر لیس حقیقۃ بل بحسب الظاھر، وانما ھو مستندٌ الی الشمس، والقمر واسطۃ محضۃ لانتقال ضوئھا الی العالم، فالمنیر بالذات ھی لا ھو، فعلیۃ الممکن للممکن ظاھریۃ مجازیۃ، فھذا الوجود الضعیف

کیا علتِ جاعلہ کا واجب الوجود ہونا واجب ہے یا اس کا ممکن ہونا جائز ہے؛ مشہور حکماء میں قولِ ثانی ہے، لیکن ان میں سے محققین نے صراحت کی ہے کہ علتِ مؤثرہ بالذات فقط باری تعالٰی ہے اور عقول تاثیرِ واجبی کے ان کے غیر کے ساتھ متعلق ہونے کے لئے واسطوں اور شرطوں کی طرح ہیں، کیوں نہ ہو حالانکہ ماہیتِ ممکنہ کا وجود تو واجب سے مستعار ہے چنانچہ وجودوں کا بالذات معطی واجب الوجود ہی ہے کیونکہ مستعیر کا کسی کو عطا کرنا درحقیقت اس کا عطا کرنا نہیں بلکہ وہ مالک کی طرف سے عطا کرنا ہے، جیسا کہ عالم کو روشن کرنے کی نسبت چاند کی طرف کرنا حقیقت کے اعتبار سے نہیں بلکہ ظاہر کے اعتبار سے ہے درحقیقت اضاءتِ عالم سورج کی طرف منسوب ہے، چاند تو اس کی روشنی کو عالم کی طرف منتقل کرنے کا محض واسطہ ہے۔ لہذا بالذات روشن کرنے والا سورج ہے نہ کہ چاند۔ چنانچہ

www.alahazratnetwork.org

یصلح علة بمعنی الواسطة والشرط والمتمم والاٰلة لامفیدة لاوجود[عہ] حقیقة وقد استوفی ھذا التحقیق فی مقامه اھ ملخصا ص ۲ ۔

ممکن کا ممکن کے لئے علت ہونا ظاہری و مجازی ہے، تو یہ ضعیف وجود اس معنیٰ میں علت ہونے کی صلاحیت رکھتا ہے کہ یہ واسطہ، شرط، متمم اور آلہ ہے نہ کہ حقیقۃً مفید وجود ہے۔ اس کی پوری تحقیق اپنے مقام پر کردی گئی ہے اھ ملخصاً ص ۲ (ت)

قول دوم: المسئلة القائلة بان کل حادث مسبوق بالعدم مخصوصة بالحادث الزمانی، والمادة حادث ذاتی اھ مختصرا ص ۲۵۵

یہ جو کہا جاتا ہے کہ ہر حادث مسبوق بالعدم ہوتا ہے یہ مسئلہ حادث زمانی کے ساتھ مختص ہے اور مادہ حادث ذاتی ہے اھ (مختصر صفحہ ۲۵۵) (ت)

قول سوم: الصورة الجسمیة والنوعیة ایضا من الحوادث الذاتیة ص ۲ ۔

صورتِ جسمیہ اور صورتِ نوعیہ بھی حوادثِ ذاتیہ میں سے ہیں۔ ص ۲ (ت)

قول چہارم: السرمدیات والثابتات الدھریة کالعقول والنفوس القدیمة اھ ملتقطا ص ۱۵ ۔

سرمدیات (جن کی نہ ابتداء ہو نہ انتہاء) اور ثابتات دہریہ جیسے عقول اور نفوس قدیمہ اھ (التقاطاً ص ۱۵)

قول پنجم: کلی طبعی کے موجود فی الخارج ہونے پر لکھا:

اعلم ان الباقر استدل علی ھذا بان طبیعة الحیوان المرسل لیس متعلق الذات بمادة ومدة، فلایکون مرھون الوجود بالامکان الاستعدادی، فالامکان الذاتی ھناك ملاكُ فیضان الوجود، فاذا کان ھذا الحیوان المتعلق بالمادة فائض الوجود کان المرسل احق بالفیضان لاستحقاق الامکان الذاتی۔ وحاصله ان الحیوان المطلق مستحق

تو جان لے کہ میر باقر نے اس پر یوں استدلال کیا کہ بیشک حیوان مطلق کی طبیعت بالذات کسی مادہ و مدت سے متعلق نہیں ہوتی تو وہ امکان استعدادی کے ساتھ وجود کی مرہون نہ ہوگی چنانچہ امکان ذاتی یہاں پر فیضانِ وجود کی بنیاد ہوگا، پس جب یہ حیوان جو کہ مادہ سے متعلق ہے وجود کا فیضان کرنے والا ہے تو حیوان مطلق امکان ذاتی کے استحقاق کی وجہ سے فیضانِ وجود کا زیادہ حقدار ہوگا۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ حیوان مطلق امکان ذاتی کے سبب سے

عہ کذا فی المخطوطة المنقولة، ولعل فی الاصل لامفیدة وجودٍ حقیقةً ۱۲ محمد احمد

www.alahazratnetwork.org

للوجود بامكانه الذاتى، والحيوان الخاص الجزئى يتوقف فى وجوده على استعدادِ مادةٍ وغواشيها، فالمطلق الكلى احق بفيضان الوجود۔

فلا يرد ما اورده بعض الكُتّاب بانّ الامكان علة افتقار، لا علة الجعل۔ فاحقية الفيض لا يستلزم الفعلية۔ لم لا يجوز ان الطبيعة لقصورها وعدم قابليتها للوجود الخارجى، ما استفاض الوجود۔ انتهى۔

ثم هذا القول مردود بوجوه:

الاول انّ احقية الفيض مستلزمة للفعلية لانه لا بخل من جانب المبدأ[عـه] الفياض، فلو لم يوجد الاحق واستفاض منه غير الاحق لزم ترجيح المرجوح۔ اھ باختصار ص۳۴۹۔

مستحقِ وجود ہے جبکہ حیوان خاص جزئی کا توقف اپنے وجود میں استعداد، مادہ اور اس کے متعلقات پر ہوتا ہے لہٰذا مطلق کلی فیضانِ وجود کا اَحَق (زیادہ حقدار) ہوگا۔

چنانچہ اس پر بعض مصنفوں کا یہ اعتراض وارد نہ ہوگا کہ امکان تو علتِ افتقار ہے نہ کہ علتِ جعل۔ لہٰذا فیضانِ وجود کا احق ہونا اسکی فعلیت کو مستلزم نہیں۔ ایسا کیوں نہیں ہوسکتا کہ طبیعت اپنے قصور اور وجودِ خارجی کی عدمِ قابلیت کی وجہ سے مستفیضِ وجود نہ ہوئی ہو۔ انتہی

پھر یہ قول کئی وجوہ سے مردود ہے:

پہلی وجہ یہ ہے کہ فیضانِ وجود کا احق ہونا اسکی فعلیت کو مستلزم ہے کیونکہ مبدأ فیاض کی جانب سے کوئی بخل نہیں، لہٰذا اگر وہ احق کو وجود نہ بخشے اور غیر احق اس سے مستفیض ہو جائے تو مرجوح کو ترجیح دینا لازم آئے گا (اختصار ص ۳۴۹)

قول ششم: فلاسفہ نے مفہوم کی تقسیم جزئی و کلّی کی طرف کی۔ اس پر اعتراض ہوا کہ:

عـه **اقول** اللہ جل جلالہ کو مبدءِ فیاض کہنے میں نظر ہے۔

اولاً لفظ مَبْدَء شرع سے ثابت نہیں، بلکہ مُبْدِئ جو باب اکرام سے ہے۔

ثانیاً مَبْدَء ایک جانب کم متصل یا منفصل کو کہتے ہیں جہاں سے مثلاً حرکت یا شمار آگے چلے تو لفظ مُوہِم ہے۔

ثالثاً یوں ہی فیاض غیر ثابت۔

رابعاً حق تعالٰی پر اطلاقِ صیغۂ مبالغہ سماع پر موقوف۔

خامساً اس لفظ کے دوسرے معنی بھی ہیں کہ جناب باری پر محال ــ فیض ہلاک شدن۔ فیاض بسیار ہالک ۱۲ سلطان احمد خان۔

www.alahazratnetwork.org

الجزئی المجرد لایدرك الا بعنوان کلی، والمادی لایمکن ارتسامه فی العقل المجرد، والمفهوم ما حصل فی العقل۔

جزئی مجرد کا ادراک عنوان کلی کے بغیر نہیں کیا جاسکتا اور جزئی مادی کا عقل مجرد میں مرتسم ہونا ممکن نہیں، اور مفہوم وہ ہے جو عقل میں حاصل ہو۔ (ت)

زید نے اسے عبارتِ طویلہ میں بیان کر کے لکھا:

الجواب انا لا نسلم ان الجزئی المادی یدرك بعنوان کلی، بل ذلك[1] هو التحقیق عندنا لان العقول العشرة عندهم مبرأة عن جمیع شوائب النقص والقبح ومقدسة منزهة عن سائر القبائح والنقائص، والجهل اشد القبائح، فلا یعزب عن علمها ذرة من ذرات الموجود فی العالم کلیاته وجزئیاته ومادیاته ومجرداته، فلا یمکن ان لا یعلم العقل الاول مثلا تشخصات الموجودات والا لزم الجهل فیه اھ بقدر المقصود ص۲۰۶۔

جواب: بیشک ہم یہ تسلیم نہیں کرتے کہ جزئی مادی کا ادراک عنوان کلی سے ہوتا ہے بلکہ ہمارے نزدیک یہی تحقیق ہے۔ کیونکہ فلاسفہ کے نزدیک عقول عشرہ نقصان اور بُرائی کے تمام شائبوں سے بری اور تمام نقائص و قبائح سے پاک وصاف ہیں جبکہ جہالت تمام قباحتوں سے بڑی قباحت ہے، چنانچہ موجوداتِ عالم کے ذرات میں سے کوئی ذرہ عقول عشرہ کے علم سے پوشیدہ نہیں ہوسکتا چاہے کلیات ہوں یا جزئیات، چاہے مجردات ہوں یا مادیات۔ لہذا یہ ممکن نہیں کہ عقل اول مثلاً موجودات کے تشخص کو نہ جانے ورنہ اس میں جہل لازم آئیگا' اھ، بقدر مقصود ص۲۰۶۔

قول ہفتم: والمذهب المحقق عند المحققین ان الاعدام اللاحقة الزمانیة

محققین کے نزدیک مذہبِ محقق یہ ہے کہ لاحق ہونے والے اعدام زمانیہ درحقیقت اعدام نہیں بلکہ عدم لاحق

---

[1] اقول لا یخفی قلق العبارة ههنا۔ ومقصوده ...[عہ]... ان الجزئی المادی لا تدرکه العقول بوجه جزئی، بل ذلك الخ ۱۲ سلطان احمد۔

[عہ] لا یبدو ما ههنا فی الاصل۔ لعله (ان یقول ــــ ونحوه) والمعنی تام بدون ذلك ایضاً ۱۲ محمد احمد غفرله۔

www.alahazratnetwork.org

لیست اعداما حقیقة بل العدم اللاحق غیبوبة زمانیة، بناءعلی ماثبت من وجود الدھر المعبّرعنه بمتن نفس الامر وحاق الواقع الذی یسع کل موجود ـــــ وعلی ھذا فالاعدام السابقة علی الوجود اذاکان الحادث[1] متحققافی جزءٍمن اجزاء الزمان، ایضاً غیبوبات زمانیة ـ والعدم الحقیقی انما ھو بالارتفاع والبطلان عن صفحة الواقع، فلایکون العدم بانتفائه عن کل جزءٍ[2] من اجزاء الزمان، کمافی السرمدیات المتعالیة عن الزمان والتغیر ـ

وبالجملة علی ھذا التحقیق لایکون الزمانیات معدومةً عن الواقع، بل عن وقت وجوده[3] ـ اھ بالتقاط ص۱۵ ـ

تو غیبوبت زمانی کانام ہے۔ اس بات پر بنا رکرتے ہوئے کہ وجود دہر میں سے جوکچھ ثابت ہے اسکو نفس الامراورواقع سے تعبیرکیاجاتا ہےجوکہ ہر موجود کو شامل ہے۔ اور اس بنیاد پر وہ اعدام جو وجود پر سابق ہیں جب وجود زمانے کی کسی جزء میں متحقق ہو تو وہ بھی غیبوبت زمانیہ ہیں۔ اور عدم حقیقی تو فقط صفحۂ واقع سے مرتفع ہونے کا نام ہے۔ چنانچہ اجزاء زمانہ میں سے ہرجزء سے منتفی ہونے سے عدم نہ ہوگا، جیساکہ سرمدیات میں جو زمان وتغیر سے ماوراء ہیں۔ اور مختصر یہ کہ اس تحقیق کی بنیاد پر زمانیات واقع سے معدوم نہیں ہوتیں بلکہ اس کے وجود کے وقت سے معدوم ہوتی ہیں اھ التقاطات ۱۵۔ (ت)

قولِ ہشتم: خود اسی کتاب کی تعریف میں لکھا ہے:

"یہ کتاب فرشتہ اثر ملکہ فرشتہ گر ہے۔ اور صیقل ذہن کے لئے عجب اکسیر اعظم و نافع کبیر ہے۔"

---

[1] اقول ھذا مستغنیً عنه بعد ذکر السبقة علی الوجود، کمالایخفی ۱۲ س ـ

[2] اقول ھذا جھلٌ عظیم، فان الزمانی لایوجد الافی الزمان، فان خلا عنه الزمان بجمیع اجزائه خلا عنه الواقع البتة ـ وقِسهُ بالمکان ان خلت عنه الامکنة باسرھا کان معدومافی نفس الامر، والّا لم یکن المکانی مکانیا ـ ھف ـ ۱۲ س عفی عنه ـ

[3] اقول ھذا اعظم جہلا، فان الزمان ایضاً بمافیه موجودٌ فی الدھر وکذلک کون الزمانی فی الزمان، فلایمکن علی القول بالدھر ان ینعدم الزمانی عن وقت وجوده، وھل ھذا الّا کالقول بالنقیضین ـ ۱۲ س عفی عنه ـ

www.alahazratnetwork.org

اور خطبۂ کتاب میں اُس کے مضامین کو " اکتناہِ حقائق و تدقیق فصیح و تحقیق صریح " سے تعبیر کیا ۔ صـ۲ ۔
اور اس کا نام " اَلْمَنْطِقُ الْجَدِیْد لِنَاطِقِ الآلہ الحدید " رکھا ۔۔۔ لوح میں نام یُونہی مطبوع ہوا مگر متن میں بجائے لِنَاطِق ، من ناطق ہے ۔

آیا یہ اقوال شرعاً صحیح یا باطل ؟ ۔۔۔ اور یہ مدح حلیۂ صواب سے مُتحلّی یا عاطل ؟ ۔۔۔ اور اس نام میں کوئی محذورِ شرعی ہے یا نہیں ؟ بیّنوا توجروا ۔

الجواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی رضی لنا الاسلام دینا ، واغنانا عن شقاشق الفلاسفة غناءً مبینا ، وارسل نبینا بالھدٰی و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ، فاتم الحجة ، واوضح المحجة ، وصدع بالحق دقہ وجلہ ، فصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم و بارک علیہ ، وعلٰی اٰلہ و صحبہ ، حُماة السنن ، ومُحاة الفتن ، وکلّ محبوب و مرضی لدیہ ، صلاة تبقٰی وتدوم ، بدوام الملک الحق القیوم ، واشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ فی الخلق والتدبیر ، والامر والتقدیر ، والوجود القدیم والعلم المحیط ، وانّ سیدنا و مولانا محمدًا عبدہ ورسولہ ، الاُمّی

تمام تعریفیں اللہ تعالٰی کے لئے ہیں جس نے ہمارے لئے اسلام کو بطورِ دین پسند فرمایا ، اور ہمیں فلاسفہ کے جھاگ سے واضح طور پر بے نیاز کردیا ، اور ہمارے نبی کو ہدایت و دینِ حق کے ساتھ بھیجا تاکہ وُہ اُسے تمام دینوں پر غالب کرے ۔ چنانچہ اس نے دلیل کو تمام اور راستے کو واضح فرمایا ۔ اور چھوٹے بڑے حق کو کھُلم کھُلا بیان کردیا ۔ اللہ تعالٰی آپ پر درود و سلام بھیجے اور برکتیں نازل فرمائے اور آپ کی آل اور آپ کے صحابہ پر جو سنتوں کے محافظ اور فتنوں کو مٹانے والے ہیں ۔ اور ہر اُس شخص پر جو آپ کا محبوب و پسندیدہ ہے ۔ ایسا درود جو باقی رہنے والا اور دائمی ہے بادشاہ حق و قیوم کے دوام کے ساتھ ، اور میں گواہی دیتا ہُوں کہ اللہ تعالٰی کے سوا کوئی معبود نہیں ، وہ اکیلا ہے اور خلق و تدبیر ، امر و تقدیر ، وجود قدیم اور علم محیط میں اس کا کوئی شریک نہیں ، اور یہ کہ ہمارے آقا و مولٰی محمد مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

www.alahazratnetwork.org

بالملّة الغراء، والحکمة البیضاء، المنزھة عن کل خبط وتخلیط ؛ وافراط و تفریط ؛ ــــ صلوات اللّٰہ وسلامہ علیہ وعلٰی اٰلہ وصحبہ وکل منتمٍ الیہ، اٰمین، اٰمین، اِلٰہ الحق اٰمین !

اس کے بندے اور رسول ہیں، وہ ایسی چمکدار ملّت اور روشن حکمت لے کر آئے ہیں جو ہر بے راہروی، آمیزش اور کمی سے پاک ہے۔ اللہ تعالٰی کی رحمتیں اور سلام ہو آپ پر، آپ کی آل پر، آپ کے صحابہ پر اور ہر اس شخص پر جو آپ کی طرف منسوب ہے۔ اے سچے معبود! ہماری دعا قبول فرما۔ (ت)

حق جل وعلا دینِ حق پر قائم اور آفاتِ تَفَلْسُف سے محفوظ و سالم رکھے ــــ فی الواقع عامۂ اقوالِ مذکورہ سخت شنیع و فظیع ہیں۔ اور شرعِ مطہر میں اُن کے قائل کا حکم نہایت شدید و وخیم ــــ لاسیما۔

قولِ اوّل

کہ اس میں بالتصریح باری عَزَّ مَجْدُہٗ کو تدبیر و تصرفِ مادیات سے بے علاقہ مانا ــــ مثلاً بدنِ انسانی میں جو مُبین متین، ظاہر باہر، زاہر قاہر تدبیریں صبح شام، دن رات ہر وقت عیاں و نہاں ہوتی رہتی ہیں جن کی حکمتوں میں عقولِ مُتوسّطہ انگشت بدنداں ہیں، یہ سب جلیل وجمیل کام نفسِ ناطقہ کی خوبیاں ہیں ــــ اللہ تعالٰی کو اصلاً ان سے تعلق نہیں، نہ اس کا بندوں کے بدنوں میں کوئی تصرف۔

لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ (اللہ کے بغیر کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں۔ ت) ــــ استغفر اللّٰہ (میں اللہ سے مغفرت طلب کرتا ہوں۔ ت) ــــ والعیاذ باللّٰہ (اللہ کی پناہ۔ ت) ــــ ہَیہات ہَیہات!! اس سے بڑھ کر کون سا کفر ملعون ہوگا ــــ سبحٰنہ وتعالٰی عمّا یقولون علوًّا کبیرًا[1] (اُسے پاکی اور برتری اُن کی باتوں سے بڑی برتری۔ ت)

سورۂ یونس و سورۂ رعد و سورۂ الٓمٓ تنزیل السجدہ کے پہلے رکوع اس نزعۂ فلسفیہ کے رد کو بس ہیں ــــ اور سورۂ یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رکوع چہارم میں فرماتا ہے :

قل من یرزقکم من السماء والارض امن یملک السمع والابصار ومن یخرج الحی من المیت ویخرج المیت من الحی ومن

---

[1] القرآن الکریم ۱۷/ ۴۳

www.alahazratnetwork.org

8

یدبّر الامر فسیقولون اللّٰہ فقل افلا تتقون[1]

تو فرما کون تمھیں روزی دیتا ہے آسمان سے (مینہ اتار کر) اور زمین سے (کھیتی اگاکر) یا کون مالک ہے شنوائی اور نگاہوں کا — (کہ مسبّبات کو اسباب سے ربطِ عادی دیتا ہے۔ اور قرع سے ہوا کو صوت کا حامل کرتا، پھر اُسے اذن حرکت دیتا، پھر اُسے عصبہ مفروشہ تک پہنچاتا، پھر اس کے پہنچنے کو محض اپنی قدرتِ کاملہ سے ذریعۂ ادراک فرماتا ہے — اور اگر وہ نہ چاہے تو صُور کی آواز بھی کان تک نہ جائے۔ یونہی جو چیز آنکھ کے سامنے ہو اور موانع و شرائط عادیہ مرتفع و مجتمع — واللّٰہ اعلم ان ذٰلک بالانطباع او خروج الشعاع، کما قد شاع، او کیفما ما شاء (اور اللہ تعالٰی خوب جانتا ہے کہ وہ انطباع کے ساتھ ہوا یا شعاع کے نکلنے سے ہوا جیسا کہ مشہور ہے یا جیسے اس نے چاہا۔ت) اُس وقت اِبصار کا حکم دیتا ہے — اور اگر وہ نہ چاہے روشن دن میں بلند پہاڑ نظر نہ آئے) اور وہ کون ہے جو نکالتا ہے زندے کو مُردے سے (کافر سے مومن، نطفے سے انسان، انڈے سے پرند) اور نکالتا ہے مردے کو زندے سے، اور کون تدبیر فرماتا ہے ہر کام کی — (آسمان میں اس کے کام، زمین میں اس کے کام — ہر بدن میں اس کے کام، کہ غذا پہنچاتا ہے۔ پھر اُسے روکتا ہے۔ پھر ہضم بخشتا ہے۔ پھر سہولتِ دفع کو پاس دیتا ہے۔ پھر پانی پہنچاتا ہے۔ پھر اس کے غلیظ کو رقیق، لَزِج کو مُنزلِق کرتا ہے۔ پھر ثِقلِ کَیلُوس کو اَمعا کی طرف پھینکتا ہے۔ پھر ماساریقا کی راہ سے خالص کو جگر میں لے جاتا ہے۔ وہاں کَیموس دیتا ہے۔ تلچھٹ کا سودا، جھاگوں کا صفرا، کچے کا بلغم، پکے کا خون بناتا ہے۔ فُضلہ کو مثانہ کی طرف پھینکتا ہے۔ پھر انھیں بابُ الکبِد کے راستہ سے عُروق میں بہاتا ہے۔ پھر وہاں سے ۳ بارہ پکاتا ہے۔ بے کار کو پسینہ بنا کر نکالتا ہے۔ عِطر کو بڑی رگوں سے جَداوِل، جداوِل سے سَواقی، سواقی سے باریک عُروق، پیچ در پیچ تنگ بر تنگ راہیں چلاتا ہوا، رگوں کے دہانوں سے اعضاء پر اُنڈیلتا ہے۔ پھر یہ محال نہیں کہ ایک عضو کی غذا دوسرے پر گرے۔ جو جس کے مناسب ہے اسے پہنچاتا ہے۔ پھر اعضاء میں چوتھا طبخ دیتا ہے کہ اس صورت کو چھوڑ کر صورتِ عضویہ لیں۔ آن

---

[1] القرآن الکریم ۱۰/ ۳۱

www.alahazratnetwork.org

حکمتوں سے بقائے شخص کو غایتِ تحلّل کا عوض بھیجتا ہے — جو حاجت سے بچتا ہے اُس سے بالیدگی دیتا ہے — اور وہ اِن طریقوں کا محتاج نہیں، چاہے تو بے غذا ہزار برس جِلائے اور نمائے کامل پر پہنچائے — پھر جو فضلہ رہا اُسے منی بناکر صلب و ترائب میں رکھتا ہے۔ عقد و انعقاد کی قوت دیتا ہے۔ زن و مرد میں تالیف کرتا ہے۔ عورت کو باوجود مشقتِ حمل و صعوبتِ وضع شوق بخشتا ہے۔ حفظِ نوع کا سامان فرماتا ہے۔ رحم کو اذنِ جذب دیتا ہے — پھر اس کے اِمساک کا حکم کرتا ہے۔ پھر اُسے پکا کر خون بناتا ہے۔ پھر طبخ دے کر گوشت کا ٹکڑا کرتا ہے۔ پھر اس میں کلیاں، کنپھیاں نکالتا ہے۔ قسم قسم کی ہڈیاں، ہڈیوں پر گوشت، گوشت پر پوست، سیکڑوں رگیں، ہزاروں عجائب — پھر جیسی چاہے تصویر بناتا ہے۔ پھر اپنی قدرت سے رُوح ڈالتا ہے۔ بے دست و پا کو اِن ظلمتوں میں رزق پہنچاتا ہے۔ پھر قوت آنے کو ایک مدت تک روکے رہتا ہے۔ پھر وقتِ معین پر حرکت و خروج کا حکم دیتا ہے۔ اُس کے لئے راہ آسان فرماتا ہے۔ مٹی کی مورت کو پیاری صورت، عقل کا پُتلا، چمکتا تارا، چاند کا ٹکڑا کر دکھاتا ہے فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِیْنَ[1] (تو بڑی برکت والا ہے اللہ سب سے بہتر بنانے والا۔ ت) اور وہ اِن باتوں کا محتاج نہیں، چاہے تو کروروں انسان پتھر سے نکالے، آسمان سے برسالے۔

ہاں بتاؤ وہ کون ہے جس کے یہ سب کام ہیں؟ فسیقولون اللّٰہ[2] اب کہا چاہتے ہیں کہ اللہ۔ تو فرما پھر ڈرتے کیوں نہیں؟

اٰمنّا باللّٰہ وحدہٗ[3] (ہم ایک اللہ پر ایمان لائے۔ ت) — آہ! آہ!! اے متفلسف مسکین! کیوں اب بھی یقین آیا یا نہیں کہ تدبیر و تصرّف اسی حکیم علیم کے کام ہیں؟ جَلَّ جَلَالُہٗ وَعَمَّ نَوالُہٗ۔ فَبِاَیِّ حَدِیْثٍ بَعْدَہٗ یُؤْمِنُوْنَ[4] (پھر اس کے بعد کون سی بات پر ایمان لائیں گے۔ ت)

---

[1] القرآن الکریم ۲۳/ ۱۴
[2] 〃 〃 ۱۰/ ۳۱
[3] 〃 〃 ۴۰/ ۸۴
[4] 〃 〃 ۷۷/ ۵۰

www.alahazratnetwork.org

فقیر غفرالله تعالٰی لہٗ نے اس آیۂ کریمہ کی تفسیر میں یہ دو حرف مختصر بقدرِ ضرورت ذکر کئے، ورنہ روزِ اوّل سے اب تک جو کچھ ہوا اور آج سے قیامت، اور قیامت سے اَبدُ الآباد تک جو کچھ ہوگا وہ سب کا سب اِن دو لفظوں کی شرح ہے کہ؛

یُدَبِّرُ الاَمرَ[1] (وہ تمام کاموں کی تدبیر کرتا ہے۔ ت)

سُبحَانَهٗ مَا اَعظَمَ شَانَهٗ (وہ پاک ہے اور کتنی عظیم اس کی شان ہے۔ ت)

مسلمان غور کرے کہ یہ عظیم حکیم کام جن کے بحر سے ایک قطرے، اور صحرا سے ایک ذرّے کی طرف ہم نے اِجمالی اشارہ کیا، شبانہ روز انسان کے بدن میں ہوا کرتے ہیں اور لاکھوں کروڑوں نفوسِ ناطقہ کی زمین کو اُن کی خبر نہیں ہوتی ــــ ہزاروں میں دو ایک، سالہاسال کے ریاض و تعلیم میں، اُن میں سے اَقل قلیل پر بقدرِ قدرت اطلاع پاتے ہیں ــ اِس پر جو کل بگڑی بنائے نہیں بنتی ــ جو ڈور اُلجھے سلجھائے نہیں سُلجھے ـــ پھر کیسا سخت جاہل[ع] ہے جو تدبیرِ اَبدان، نفس کے سر دھرے ــــ اچھا مُدَبِّر اور اچھے مُعتَقِدْ!! ضعف الطالب والمطلوب[2] (کتنا کمزور چاہنے والا اور وہ جس کو چاہا۔ ت)

سُبحٰن اللہ! اگر یہی بات واقعی ہے، اور ہمارے رب تعالٰی کو اِن امور سے اصلاً علاقہ نہیں،

ع مگر سفہائے فلسفہ، نُظرائے ہَبَنَقَّہ سے کیا جائے شکایت کہ وہ افعالِ مُتقنہ ... تصویرِ جنین کو نفسِ حیوانی بلکہ قوتِ غیر شاعرہ کی طرف مستند کرنے میں بھی باک نہیں رکھتے ؎

ما علٰی مِثلِهِم یُعَدُّ الخَطاء

(ان جیسوں پر خطاء شمار نہیں کی جاتی۔ ت)

سبحان اللہ! خالقِ مختار جلّت قُدرتُہٗ کی طرف بلاواسطہ تمام کائنات کے استناد میں ان کیلئے وہ زہر گھلا ہے کہ یہ حق ناصع کسی طرح قبول نہیں۔ اور ایسی بدیہی خرافتیں منظور و مقبول، وَمَن لَم یَجعَلِ اللهُ لَهٗ نُورًا فَمَا لَهٗ مِن نُورٍ[3] (اور جسے اللہ نور نہ دے اس کے لئے کہیں نور نہیں۔ ت)

۱۲ منہ (من المصنف قدس سرہٗ)

---

[1] القرآن الکریم ۱۰/ ۳۱　[2] القرآن الکریم ۲۲/ ۷۳

[3] 〃 〃 ۲۴/ ۴۰

www.alahazratnetwork.org

جیساکہ اِس مُتَفَلسِف نے اِدّعا کیا تو وائے جہالت! نفس ہی کونہ پُوچھے! جو ایسی قاہر قدرت رکھتا، اور بہ طورِ خود اپنے بدن کی یہ جلیل تدبیر کیا کرتا ہے ___ وربّنا الرحمٰن المستعان علٰی ما تصفون[1] (اور ہمارے رب رحمٰن ہی کی مدد درکار ہے ان باتوں پر جو تم بتاتے ہو۔ ت)

زید کے اِس قول میں ایک کُفرِ جلی تو یہ ہے ___ **ثُمَّ اَقُوْلُ** (میں پھر کہتا ہوں۔ ت) ناظر عارف، مناظرِ منصف آگاہ و واقف کہ سوقِ عبارت سے خالقیتِ عقول متبادر[عـہ] و منکشف ___ اور قائلانِ عقول کا یہ مسلک ہونا اس کا اقوٰی مُشید و مرصف ___ اگرچہ پائے مکابر لنگ، نہ مجالِ مُناقشہ تنگ ___ اور اگر نہ سہی، تاہم[عـہ۲] تعادُلِ کفتین میں اشتباہ نہیں ___ اور نہ بھی مانو تو ایہام شدید سے بچنے کی راہ نہیں ___ اور ایسی جگہ مجرّد ایہام بحکمِ شرع ممنوع و حرام ہے، کما سیاتی۔

عـہ **اقول** فقیر ایک مثالِ واضح ذکر کرتا ہے کہ منصف کو کافی ہو اور مُتعَسّف کو دفترِ بس نہیں ___ مثلاً اگر کہا جائے کہ قرآن مجید سے علاقہ رکھنے میں لوگ مختلف رنگ پر ہیں ___ کوئی بہ قوّتِ اجتہاد اس سے استنباطِ احکام کرتا ہے، کوئی بہ حزم و احتیاط اُس کی تفسیر لکھتا ہے، کوئی حافظ ہے کوئی قاری، کوئی سامع کوئی تالی، ایک معلّم دوسرا متعلّم ___ یہ سب لوگ اُس سے سچّا عِلاقہ رکھتے ہیں ___ اور بعض وہ جن کے لئے اِن علاقوں میں سے کچھ نہیں، اور انھیں قرآن سے تعلّق نہیں مگر مثلاً عِلاقۂ عداوت و تکذیب جیسے مصنفِ منطق الجدید و مجوس و ہنود و نصارٰی و یہود۔

ایمان سے کہنا اِس کلام سے صاف صاف یہی سمجھا جائے گا یا نہیں کہ قائل نے مصنفِ منطق الجدید کو بھی دشمن و مکذّبِ قرآن بتایا ___ اگرچہ لفظ "مثلاً" میں اتنی گنجائش ہے کہ یہ عِلاقہ مذکورینِ مابعد کے لئے سمجھیں اور مصنفِ مسطور کے لئے اور کچھ تصوّر کرلیں۔ مثلاً فال کھولنا یا تجارت کرنا ___ تقصیر معاف! اس نہج خاص پر وضعِ مثال اظہارِ حق کے لئے ہے کہ آدمی اپنے مقابل میں خواہی نہ خواہی ظاہر متبادر پر جاتا ہے، اور وہاں دوسرے کی طرف سے ابدائے عذر کو احتمالاتِ بعیدہ تلاش نہیں کرتا ___ اب اس مثال کو اپنی عبارت سے ملا کر دیکھ لیجئے کہ بعینہٖ اُسی رنگ کی ہے یا نہیں؟ ___ پھر جب یہاں یہ متبادر تو وہاں سے اِدّعائے خالقیتِ عقول کیونکر ظاہر نہ ہوگا؟ واللہ تعالٰی الہادی ۱۲ عبدہ سلطان احمد خان غفرلہ

عـہ۲ یہ سب تنزّلات بہ لحاظِ مجادلین ہیں ورنہ اصل کا رُو ہی تبادُرِ خالقیت ہے کما بیّنا ۱۲ اس حفظہ۔

---

[1] القرآن الکریم ۲۱ /۱۱۲

www.alahazratnetwork.org

بہر حال اگر یہی مقصود[عہ۱]، تو اُس کا کفرِ بواح ہونا خود ایسا بیّن کہ محتاجِ بیان نہیں ــــ رب تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے:

هل من خالق غير الله[۱] — کیا کوئی اور بھی خالق ہے خدا کے سوا۔

اور ارشاد فرماتا ہے عزّ وجلّ:

یٰایها الناس ضرب مثل فاستمعوا له ان الذین تدعون من دون الله لن یخلقوا ذبابا و لو اجتمعوا له[۲] — اے لوگو! ایک کہاوت بیان کی گئی اسے کان لگا کر سُنو، بیشک وہ جنھیں تم اللہ کے سوا معبود ٹھہراتے ہو ہرگز ایک مکھی نہ بنائیں اگرچہ اس پر ایکا کرلیں۔

اور فرماتا ہے جلّت عظمتہٗ:

الا له الخلق والامر تبٰرك الله رب العٰلمین[۳] — سُن لو! خاص اُسی کے کام ہیں خلق[عہ۲] و تکوین، برکت والا ہے اللہ مالک سارے جہان کا۔

اور فرماتا ہے تعالٰی شانُہٗ:

الله الذی خلقكم ثم رزقكم ثم یمیتكم ثم یحییكم هل من شركائكم من یفعل من ذٰلكم من شیئ سبحٰنه و تعالٰی عما یشركون[۴] — اللہ وہ ہے جس نے تمھیں بنایا، پھر روزی دی، پھر مارے گا، پھر جلائے گا۔ تمھارے شریکوں میں کوئی ایسا ہے جو ان کاموں میں سے کچھ کرے؟ پاکی اور برتری ہے اُسے ان کے شرک سے۔

عہ۱ کما هو الظاهر المتبادر من انکر المکابر ۱۲ س عفی عنہ۔

عہ۲ یہاں خلق سے مراد مادّہ سے بنانا جیسے آدمی نطفہ سے۔ اور تکوین سے مراد امرِ کُن سے موجود فرما دینا جیسے ارواح کی پیدائش ۱۲ سلطان احمد خان بریلوی عفاعنہ المولی القوی

---

[۱] القرآن الکریم ۳۵/ ۳

[۲] 〃 〃 ۲۲/ ۷۳

[۳] 〃 〃 ۷/ ۵۴

[۴] 〃 〃 ۳۰/ ۴۰

www.alahazratnetwork.org

اور سُورۂ لقمان میں افلاک و عناصر و جمادات و حیوانات و آثارِ علویہ و نباتات سب کی طرف اجمالی اشارہ کرکے اِرشاد فرماتا ہے تقدّس اسمُہٗ :

هٰذا خلق الله فاروني ماذا خلق الذين من دونه بل الظّٰلمون في ضلٰلٍ مبين[1]

یہ سب تو خدا کا بنایا ہوا ہے وہ مجھے دکھاؤ کہ اس کے سوا اوروں نے کیا بنایا، بلکہ نا انصاف لوگ صریح گمراہی میں ہیں۔

صدق الله سبحٰنہٗ ـــ یہاں تک کہ اِس امر کا باری عزّ اسمُہٗ سے خاص ہونا مدارکِ مشرکینِ عرب میں بھی مرتسم تھا۔ قال جلّ ذکرُہٗ :

ولئن سالتهم من خلق السمٰوٰت والارض ليقولن الله[2]

اور بیشک اگر تو اُن سے پُوچھے کہ آسمان و زمین کس نے بنائے، ضرور کہیں گے اللہ نے۔

یہ سخافتِ جلیہ و خرافتِ علیہ جس نے انھیں امیرُ الخبیر بنایا عُقلائے فلسفہ کا حصّہ تھی۔ قاتلهم الله انّٰی یؤفکون[3] (اللہ انھیں مارے کہاں اوندھے جاتے ہیں۔ ت)

سلّمنا کہ زید کا یہ مطلب نہیں، نہ وہ عقولِ عشرہ کو خالق بالذّات و مُوجدِ مستقل مانے بلکہ انھیں صرف شرط و واسطہ جانتا، اور باری تعالیٰ کی تاثیر و فاعلیت کا متمّم مانتا ہے تو گویا "مثلاً" اسی تنویع کی طرف مُشیر، کہ علاقۂ تخلل ہو یا وساطت فی الخلق ـــ اور اِس قدر سے اُسے انکار کی گنجائش نہیں کہ دوسرے رسالہ میں خود اُس کا اقرار کیا اور اسے مذہبِ محقّق و مشربِ حق قرار دیا ـــ تو یہ خود کفرِ واضح و ارتدادِ فاضح ہونے میں کیا کم ہے کہ اس میں صراحۃً اُس قادرِ ذوالجلال، غنیِ متعال تبارک و تعالیٰ کو خلق و ایجاد میں غیر کافی، اور دوسری چیز کے توسّط و آلیت کا محتاج اور صاف صاف اس قدیرِ مجید عزّ و جلّ کو فاعلیت میں ناقص، اور عقولِ عشرہ کو اُس کا کامل و تمام کرنے والا ماننا ـــ وَاَیُّ کُفْرٍ اَفْحَشُ مِنْ هٰذَا؟ (اور کون سا کفر اس سے بدتر ہے؟ ۔ت) ـــ یہ ایک کفر نہیں بلکہ معدنِ کفر ہے۔

باری کا عجز ایک کفر ـــ دُوسرے کی طرف نیاز دو کفر ـــ آپ ناقص ہونا تین کفر ـــ غیر سے تکمیل پانا چار کفر ـــ خالقِ مستقل نہ ہونا پانچ کفر ع

---

[1] القرآن الکریم ۳۱/۱۱

[2] " " ۳۱/۲۵ و ۳۹/۳۸

[3] " " ۹/۳۰ و ۶۳/۴

www.alahazratnetwork.org

فکفر فوق کفر فوق کفر   کان الکفر[1] من کثر و وفر
کماءٍ اٰسنٍ[2] فی نتنٍ دفرٍ   تتابع قطرۃً من ثقب کفرٍ[3]

(وہ ایک کفر ہے اوپر کفر کے اوپر کفر کے۔ گویا کہ کفر اس کی کثرت و بہتات سے ہے۔ جیسے گندہ بدبودار متعفن پانی، جس کے قطرے بڑے پہاڑ کے سوراخ سے پے درپے نکل رہے ہیں۔ ت)

ولاحول ولا قوۃ الّا باللہ العلی العظیم۔

ثمّ اقول (پھر میں کہتا ہوں۔ ت) استقصار کیجئے تو ہنوز تعدد خالق کے لوائح، کلام زید سے علانیہ لائح۔ قول وسیط کی تقریر۔ اس میں چاند سورج کی تنظیر۔ قید "بالذات" کی بار بار تکریر صاف صاف بتا رہی ہے کہ عقول سے صرف خالقیت ذاتیہ منتفی مانتا ہے۔ نہ خالقیت مستفادہ۔ اور اس قدر واقع و نفس الامر میں صدقِ خالق کا منافی نہیں۔ یوں تو علم و سمع و بصر و حیات بلکہ نفس وجود تمام عالم منفی اور حضرت حق جل وعلا سے خاص۔ پھر بایں ہمہ انّہ لذو علم[1] (بیشک وہ صاحب علم ہے۔ ت) فجعلنٰہ سمیعًا بصیرًا[2] (ہم نے اسے سنتا دیکھتا کر دیا۔ ت) و بل احیاءٌ عند ربّھم[3] (بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں۔ ت) و فانما یقول لہ کن فیکون[4] (تو اس سے یہی فرماتا ہے کہ ہو جا

عہ[1] فیہ توجیھان، الاول أن من بما بعدہ متعلق بالشطر الاٰتی، وخبر کان قولہ کماء الخ فمن علٰی ھذا للتعلیل۔ والثانی انھا ھی الخبر بعد تعلقھا بما خوذ او نحوہ۔ واللام فی الکفر للعھد۔ ای کان کفرہ ھذا ماخوذ من الکثر والوفر باسقاط بعض الحروف منھا ۱۲ س۔

عہ[2] ماء اٰسن متغیر الطعم والرائحۃ۔ نتن گندہ شدن وگندگی۔ دفر بدال مہملہ مفتوحہ بوئے بغل ۱۲ س

عہ[3] کفر بالفتح کوہ بزرگ۔ تتابع پے درپے آمدن ۱۲ س۔

---

[1] القرآن الکریم ۱۲/ ۶۸

[2] " " ۷۶/ ۲

[3] " " ۳/ ۱۶۹

[4] " " ۲/ ۱۱۷

www.alahazratnetwork.org

تو وہ فوراً ہوجاتی ہے۔ ت) قضایائے حقہ صادقہ ہیں۔ اور حقائق الاشیاء ثابتۃ[1] (اشیاء کی حقیقتیں ثابت ہیں۔ ت)۔

پہلا عقیدہ خود اپنی ہی نظیر میں دیکھئے کہ نورِ قمر تابِ آفتاب سے مستفاد ہونا جعل الشمس ضیاءً والقمر نوراً[2] (اس نے سورج کو جگمگاتا بنایا اور چاند چمکتا۔ ت) کے مخالف نہ ٹھہرا۔

ع۵ آیہ کریمہ نص واضح ہے کہ قمر مستنیر ہوکر انارۂ عالم کرتا ہے۔

هو الراجح من جهة العقل ایضا والیه جنح المحققون منهم الامام الرازی۔ عقل کے اعتبار سے بھی وہی راجح ہے اور محققین کا میلان بھی اسی کی طرف ہے جن میں امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ بھی شامل ہیں۔ (ت)

نہ یہ کہ بے استنارہ صرف ضوءِ شمس کا ادا کرے کما ظنۃ بعض الفلاسفۃ (جیسا کہ بعض فلاسفہ نے اس کا گمان کیا ہے۔ ت)

رہا یہ کہ وہ خود نورانی نہیں بلکہ پرتو مہر سے روشن ہوتا ہے **اقول** اس کی نہ ہم نفی کریں لعدم ورود السمع بتکذیبه (اس کی تکذیب پر دلیل نقلی وارد نہ ہونے کی وجہ سے۔ ت) نہ اس پر جزم ضرور ہے لعدم قیام البرهان علی تصویبه (اس کی درستگی پر برہان قائم نہ ہونے کی وجہ سے۔ ت)

والدوران لیس فی شیئ من البرهان۔ وان زعموا انه بدیهی ثابت بالحدس، کیف ولا قاطع بابطال قول ابن الهیثم فی الاهلة۔ وما ذکروه من حدیث الخسوف فیجوز ان یکون ذلك لان القادر تعالٰی ینزع منه النور متی شاء من دون ان تکون

اور دوران برہان میں سے کچھ نہیں، اگرچہ ان کا گمان یہ ہے کہ یہ بدیہی ہے حدس سے ثابت ہے، یہ کیسے ہوگا، حالانکہ چاندوں کے بارے میں ابن ہیثم کے قول کے ابطال کا کوئی قاطع نہیں ہے، اور چاند گرہن کے بارے میں جو حدیث انھوں نے ذکر کی تو ایسا ہونا ممکن ہے کیونکہ اللہ تعالٰی اس پر قادر ہے کہ جب چاہے چاند کا نور سلب فرمادے بغیر اس کے کہ سورج اور چاند کے درمیان

(باقی برصفحہ آئندہ)

---

[1] شرح العقائد النسفیۃ دار الاشاعۃ العربیۃ قندھار پاکستان ص ۸

[2] القرآن الکریم ۱۰/ ۵

www.alahazratnetwork.org

اور لفظ "مجازی" جس طرح "حقیقت" کے مقابل بولتے ہیں، یُونہی بمقابلہ ذاتی اطلاق ، اور

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

الحیلولۃ ھی الموجبۃ لہ۔ والمعیۃ لا تفید العلیۃ۔ بل ھذا الذی ذکرنا ھو المستفاد من ظواھر الاحادیث۔ وقد رأینا کذبھم فی کسوف وقع علی عھد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لعشر خلون من شوال۔ مع ان قاعدتھم تقضی بان لایقع الا آخر الشھر، اذ المقارنۃ لاتکون الا اذ ذاک۔ فلما ظھر لنا انتقاض الدوران فی الکسوف عسی ان یظھر ایضا فی الخسوف۔ علٰی ان فی الباب احتمالات اُخر لایتکأ فیھا الدلیل۔ وبالجملۃ مالم یخبر عنہ نراہ مضطربا ھٰکذا الٰی یوم القیٰمۃ۔ فاستفدہ فانہ مھم۔ نعم افاد الامام عبدالوھاب الشعرانی فی میزان الشریعۃ الکبرٰی اجماع اھل الکشف علٰی ان نور القمر مستفاد من نور الشمس[1] فمن ھذا الوجہ نحن نقول بہ۔ واللہ تعالٰی اعلم ۱۲ منہ (ای من المصنف قدس سرہٗ)

زمین حائل ہو جو کہ چاند گرہن کا موجب ہے اور معیت مفید علیت نہیں، بلکہ یہ جو کچھ ہم نے ذکر کیا ہے یہی ظاہر حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے، اور بیشک فلاسفہ کا جھوٹ ہم نے دیکھ لیا اس سورج گرہن میں جو رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں دس شوال کو واقع ہوا، باوجودیکہ ان کے قاعدہ کا تقاضا یہ ہے کہ سورج گرہن صرف مہینہ کے آخر میں واقع ہوسکتا ہے کیونکہ مقارنت اسی وقت ہوتی ہے جب ہمارے لئے سورج گرہن میں دوران کا ٹوٹ جانا ظاہر ہوگیا ہے تو چاند گرہن میں بھی ظاہر ہوجائے گا۔ علاوہ ازیں اس باب میں اور بھی کئی احتمال ہیں جن میں کوئی قابلِ اعتماد دلیل نہیں خلاصہ یہ کہ جس کے بارے میں خبر نہیں دی گئی ہم اُسے قیامت تک یُوں ہی مضطرب دیکھیں گے۔ اس سے فائدہ حاصل کر کیونکہ یہ بہت اہم ہے۔ ہاں امام عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمۃ نے میزان الشریعۃ الکبرٰی میں افادہ فرمایا کہ نور قمر کے نور شمس سے مستفاد ہونے پر اہلِ کشف کا اجماع ہے۔ اسی وجہ سے ہم اس کے قائل ہیں اور اللہ تعالٰی خوب جانتا ہے ۱۲ منہ (یعنی مصنف علیہ الرحمہ کی طرف سے) (ت)

[1] میزان الشریعۃ الکبرٰی

www.alahazratnetwork.org

ذاتی کو بہ لفظ حقیقت خاص کرتے ہیں ــــ ہماری مِلک مِلکِ مجازی ہے یعنی بعطائے الٰہی، نہ اپنی ذات سے ــــ نہ یہ کہ حقیقت ونفس الامر میں باطل ہے۔

قال تعالٰی: فھم لھا مالکون[1] (تو یہ اُن کے مالک ہیں۔ت) وقال تعالٰی: ماملکت ایمانھم[2] (وہ جس کے مالک ہوئے ان کے دائیں ہاتھ۔ت)

ولہذا واسئل القریۃ[3] (اور اس بستی سے پُوچھ۔ت) مجاز ہوا کہ علم وسماع وقدرت علی الجواب جو مُصحّحِ استفسارِ حقیقی ہیں وہاں مسلوب ومعدوم ــــ اور سلھم ایھم بذٰلک زعیم[4] (تم اُن سے پُوچھو ان میں کون سا اس کا ضامن ہے۔ت) قطعاً حقیقت کہ ثبوت یقینی ــــ اگرچہ عطائی ہے۔

ہر عاقل جانتا ہے کہ مدارِ حقیقت ثبوت فی الواقع پر ہے ــــ اور وہ ذاتی ومُستفاد دونوں سے عام ــــ ع

ھٰذا الذی تعرف البطحاء وطأتہ

(یہ وہی ہے جس کے روندنے کو وادیٔ بطحا پہچانتی ہے۔ت)

اور ــــ ع

العرب تعرف من انکرت والعجم

(جس کا تُو نے انکار کیا اس کو عرب وعجم پہچانتے ہیں۔ت)

میں جو فرقِ استعمال ہے عاقل پر مستور نہیں ــــ ہیہات! اگر حقیقت منُوط بہ ذاتیت ہو تو لازم آئے کہ معاذ اللہ خَلقِ اشیاء حقیقۃً جناب باری سے مسلوب بلکہ محال ہو، اور اُس کا اثبات فقط مجازی خیال ــــ کہ جب حقیقۃً اِفاضۂ وجود نہ ہوا تو واقع میں کچُھ نہ بنا ــــ اعطٰی کُلَّ شیٍٔ خَلقَہٗ[5] (اس نے ہر چیز کو اُس کے لائق صورت دی۔ت) کیونکر صادق آئے وقس علٰی ھٰذا شنائع اُخرٰی (اسی پر دوسری برائیوں کو قیاس کرلو۔ت)

---

[1] القرآن الکریم ۳۶/ ۷۱
[2] 〃 〃 ۱۶/ ۷۱
[3] 〃 〃 ۱۲/ ۸۲
[4] 〃 〃 ۶۸/ ۴۰
[5] 〃 〃 ۲۰/ ۵۰

www.alahazratnetwork.org

لاجرم ایسی مجازیت صدقِ حقیقی کی نافی، نہ ثبوتِ واقعی کے منافی ـــ تو زید کا یہ بیان علی الاعلان مُنادی کہ عقولِ عشرہ سے صرف خالقیتِ ذاتیہ مَنفی، ورنہ حقیقۃً وہ خالقِ عالم ہیں۔ جیسے چاند مُنیرِ زمین اگرچہ یہ خالقیت حق جلّ وعلا سے مُستعار، جس طرح شمس سے قمر کے انوار۔

قرآن و اہلِ قرآن سے پُوچھ دیکھئے کہ یہ عقیدہ انکے نزدیک کس درجہ بُطلان پر ہے۔ حاشَ للہ! اللہ کے سوا کوئی خالق بالذات، نہ ہرگز ہرگز اُس نے منصبِ ایجادِ عالم کسی کو عطا فرمایا کہ قدرتِ مُستفادہ سے خالقیت کیا کرے۔ سبحٰنہ وتعالٰی عمّا یشرکون[1] (اسے پاکی اور برتری ہے ان کے شرک سے۔ ت)

---

[2] انی اخلق لکم من الطین کھیئۃ الطیر ـــ فلا یخفی علٰی ذی لُبٍ انّ فیہ تبدیل الجسم التعلیمی، دون ایجاد الطبعی، بل ذٰلک ایضًا ـــ اعنی زوال ابعاد وحدوث اُخرٰی ـــ انّما ھو علٰی طریقۃ الحکماء القائلین بالکم المتصل واما المتکلمون فلم یحدث عندھم فی الطین شیئ لم یکن، ولم یزل عنہ شیئ قد کان ـــ وانما انتقلت الجواھر الفردۃ من طول الی عرض او بالعکس مثلاً کما صرحوا بہ فی الشمعۃ ـــ وھذا ھو معنی تصویر الملک الموکل بالرحم الجنین فیھا۔ فلیس الا ابداء ھیأت لاجزاء الجسم، لا ایجاد لحم او شحم اوعظم۔ واللہ تعالٰی اعلم ۱۲ منہ (قدس سرہ)

بے شک میں تمہارے لئے مٹی سے پرندہ کی سی صورت بناتا ہُوں کسی عقلمند پر پوشیدہ نہیں کہ یہ جسم تعلیمی کی تبدیلی ہے نہ کہ جسم طبعی کی ایجاد بلکہ یہ بھی یعنی بعض ابعاد کا زوال اور دوسرے ابعاد کا حدوث بھی ان حکمائے کے طریقہ پر ہے جو کم متصل کے قائل ہیں۔ رہے متکلمین تو ان کے نزدیک گارے میں کوئی ایسی شے پیدا نہیں ہوئی جو پہلے نہ تھی اور نہ کوئی شَے زائل ہوئی جو پہلے وہاں نہ تھی۔ بلکہ فقط جواہرِ فردہ کا طول سے عرض یا عرض سے طول کی طرف انتقال ہوا جیسا کہ موم کے بارے میں انھوں نے تصریح کی۔ ماں کے پیٹ میں مؤکل فرشتے کے جنین کی صورت بنانے کا بھی یہی معنی ہے۔ یہ تو محض اجزاءِ جسم کو ایک ہیأت دینا ہے نہ کہ گوشت، چربی اور ہڈیوں کو موجود کرنا۔ اور اللہ تعالٰی خوب جانتا ہے ۱۲ منہ (قدس سرہ)

---

[1] القرآن الکریم ۱۰/۱۸ و ۱۶/۱ و ۳۰/۴۰
[2] القرآن الکریم ۳/۴۹

www.alahazratnetwork.org

كان كافرا عندنا وعند الله تعالٰی[1]

زبان سے کفر بول دیا تو وہ ہمارے نزدیک اور اللہ تعالٰی کے نزدیک کافر ہوگیا۔(ت)

بحرالرائق میں ہے:

والحاصل ان من تكلم بكلمة الكفر هازلًا او لاعبًا كفر عند الكل، ولا اعتبار باعتقاده، ومن تكلم بها خطأً او مكرهًا لايكفر عند الكل، ومن تكلم بها عالمًا عامدًا كفر عند الكل[2]

خلاصہ یہ کہ جس شخص نے بطور ہزل (مذاق) بطور کھیل کلمۂ کفر بکا وہ سب کے نزدیک کافر ہوگیا، اس کے اعتقاد کا کوئی اعتبار نہیں۔ جس نے خطاءً یا مجبورًا کلمۂ کفر کہا وہ سب کے نزدیک کافر نہ ہوگا اور جس نے جان بوجھ کر قصدًا کلمۂ کفر کہا وہ سب کے نزدیک کافر ہوگیا۔(ت)

طریقۂ محمدیہ وحدیقہ ندیہ میں ہے:

التكلم بما يوجبه (اى الكفر) طائعًا من غير سبق اللسان عالمًا بانه كفرٌ كفر بالاتفاق، وكذا الفعل ولو هزلًا ومزاحًا بلا اعتقاد مدلوله، بل مع اعتقاد خلافه (بقلبه) فانه يكفر عندالله تعالٰی ايضًا فلا يفيده (فی عدم الكفر) اعتقاد الحق (بقلبه) لان ذٰلك جُعِلَ كفرًا فی الشرع، فلا تعمل النية فی تغييره[3] اھ ملخصًا۔

موجبِ کفر کے ساتھ تکلم جبکہ بخوشی بغیر سبقت لسانی کے ہو اور متکلم جانتا ہو کہ یہ کلمۂ کفر ہے بالاتفاق کفر ہے۔ یہی حکم فعلِ کفر کا ہے اگرچہ ہزل و مزاح کے طور پر ہو اور اس کے مدلول کا اعتقاد نہ رکھتا ہو تو وہ اللہ تعالٰی کے نزدیک بھی کافر ہوگا اور دلی طور پر حق کا معتقد ہونا اس کے عدمِ کفر میں مفید نہ ہوگا کیونکہ اس کو شرع میں کفر قرار دیا گیا ہے لہٰذا نیت اس کی تبدیلی میں عمل نہیں کرسکتی اھ تلخیص۔(ت)

رہا یہ کہ فلاسفہ کے طور پر کہا، **اقول** سچ ہے، ہم کب کہتے ہیں کہ مسلمانوں کے طور پر کہا۔ آخر جو کلمۂ کفر کہا جائے گا والعیاذ باللہ تعالٰی (اللہ تعالٰی کی پناہ۔ت) وہ غالبًا کسی نہ کسی فرقۂ کافرہ

---

[1] مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر کتاب السیر باب المرتد دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/۶۸۸
[2] البحر الرائق ” باب احکام المرتدین ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۵/۱۲۵
[3] الحدیقۃ الندیۃ شرح الطریقۃ المحمدیۃ الخلق الخامس مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۱/۲۵۰

www.alahazratnetwork.org

کے طور پر ہوگا۔ پھر کیا اس قدر اُس حکم سے نجات دے سکتا ہے؟ ـــ حاشا وکلا (ہرگز ہرگز نہیں۔ت)

زید متفلسف سے استفسار کیجئے، بھلا اُسے کفر تو جانتا تھا کہیں اس عبارت میں اُس کے رد یا اُس سے تبری کی طرف بھی اشارہ کیا؟ ـــ کسی کلمہ، کسی حرف سے کراہت و ناپسندی کی بُو بھی آتی ہے؟ ـــ ہیہات ہیہات!! نہ ہرگز ہرگز کوئی لفظ ایسا لکھا جس سے معلوم ہوتا کہ دوسرے کا قول نقل و حکایت کرتا ہے، بلکہ اس سب کے برعکس اسے لفظ التحقیق کے نیچے داخل کیا، اور "قولِ وسیط" میں ھذا التحقیق کہا جس نے رہا سہا بھرم کھول دیا فانا للہ وانا الیہ راجعون (بے شک ہم اللہ ہی کے لئے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ت)

ائمہ دین، یہاں تک کہ خود منقح مذہب حضرت امام ربانی ابوعبداللہ محمد بن حسن شیبانی رضی اللہ تعالٰی عنہ تصریح فرماتے ہیں کہ:

"جو شخص اپنی زبان سے المسیح ابن اللہ (مسیح اللہ تعالٰی کا بیٹا ہے۔ت) کہے اور کوئی لفظ ایسا کہ حکایت قولِ نصارٰی پر دلیل ہو ذکر نہ کرے، اگرچہ قصدِ حکایت کا دعوٰی کرتا رہے، ہرگز سچا نہ ٹھہرائیں گے اور عورت نکاح سے نکل جانے کا حکم دیں گے"۔

علامہ بدرالدین رشید حنفی رسالہ الفاظِ مکفرہ میں فتاوٰی صغرٰی وغیرہا سے ناقل:

لو قالت للقاضی سمعت زوجی یقول المسیح ابن اللہ ـــ فقال انما قلت حکایۃ عمن یقولہ، فانہ اقر انہ لم یتکلم الا بھذہ الکلمۃ بانت امرأتہ[1]

اگر کسی عورت نے قاضی کے پاس آکر کہا کہ میں نے اپنے شوہر کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ "مسیح اللہ کا بیٹا ہے" اس پر شوہر نے کہا کہ میں نے یہ کلمات اس شخص کی طرف سے نقل کرتے ہوئے کہے جو اس کا قائل ہے اور شوہر نے اقرار کیا کہ اس نے یہی کلمات کہے ہیں تو اس کی عورت بائنہ ہوجائے گی۔ (ت)

اُسی میں ہے:

قال محمد ان شھد الشھود انھم سمعوہ یقول المسیح ابن اللہ، و

امام محمد علیہ الرحمہ نے فرمایا اگر گواہ گواہی دیں کہ انہوں نے شوہر کو یہ کہتے ہُوئے سُنا کہ

---

[1] منح الروض الازہر شرح الفقہ الاکبر فصل فی الکفر صریحا وکنایۃ مصطفی البابی مصر ص ۱۹۴

www.alahazratnetwork.org

لم یقل غیر ذٰلک: یفرق القاضی بینھما ولا یصدّقہ[1]

"مسیح اللہ تعالٰی کا بیٹا ہے"، اور اس کے علاوہ کوئی کلمہ اس نے نہیں کہا تو قاضی اس شوہر اور اس کی بیوی کے درمیان تفریق کردے گا اور شوہر کی تصدیق نہیں کرے گا۔ (ت)

سبحان اللہ! جب اس مسئلہ میں ــ جہاں قرینِ قیاس کہ اس نے لفظِ حکایت کہا ہو اور زن وشہود نے نہ سنا ــ حکمِ بینونت دیتے ہیں تو آدمی کفرِ صریح سے کتاب کو گندہ کرکے اور اسے وھٰذا التحقیق کے زیور پہنا کے کیونکر سبیلِ نجات پاسکتا ہے! ونسأل اللہ العافیۃ (ہم اللہ تعالٰی سے عافیت مانگتے ہیں۔ ت)

سیدنا امام اجل، عالم المدینہ مالک بن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ایک شخص کی نسبت سوال ہوا کہ اس نے قرآنِ عظیم کو مخلوق کہا۔ فرمایا: کافر ہے، قتل کردو۔ اس نے عرض کی: میں نے تو اوروں کا قول ذکر کیا ہے۔ فرمایا: ہم نے تو تجھ سے سُنا ہے۔

اِعلام بقواطعِ الاسلام میں ہے:

سأل رجل مالکا عمن یقول القراٰن مخلوق، فقال مالک: کافر، اقتلوہ۔ فقال: انما حکیتہ عن غیری۔ فقال مالک: انما سمعناہ منک[2]

ایک شخص نے امام مالک سے اُس شخص کے بارے میں سوال کیا جو کہتا ہے کہ قرآن مخلوق ہے۔ آپ نے فرمایا: وہ کافر ہے اس کو قتل کردو۔ اس شخص نے کہا: میں نے تو دوسروں کی بات نقل کی ہے۔ تو آپ نے فرمایا: ہم نے تو تجھ ہی سے یہ سُنا ہے۔ (ت)

بلکہ علمائے دین تصریح فرماتے ہیں کہ ایسی باتیں بہ تصریحِ حکایت بیان کرنا بھی حرام و ناروا، اور حکایت کنندہ مستحقِ سزا، جب تک غرضِ محمود و مُہم عند الشرع ــ مثلِ تحذیرِ خلق و اظہارِ حق و ابطالِ باطل ــ یا دار الحکم میں دعوٰی وشہادت بہ غرضِ قتل وعقوبتِ قائل وغیرہا ضروراتِ دینیہ پر مبنی ومشتمل، اور علانیہ اظہارِ بیزاری وکراہت وتبرّی سے مقرون ومتصل نہ ہو۔

امام علامہ قاضی عیاض مالکی قُدِّسَ سِرُّہٗ شفا شریف اور علامہ شہاب الدین احمد خفاجی حنفی

---

[1] منح الروض الازہر شرح الفقہ الاکبر فصل فی الکفر صریحًا وکنایۃً مصطفی البابی مصر ص ۱۹۴

[2] اعلام بقواطع الاسلام الفصل الثالث مکتبۃ الحقیقۃ استنبول ترکی ص ۳۸۵

www.alahazratnetwork.org

رحمہ اللہ تعالٰی اس کی شرح نسیم الریاض میں فرماتے ہیں :

9 اماذکرھا علٰی غیر ھذا (الوجہ من الرّد والابطال ونحوہ ممّا مرّ) علٰی وجہ الحکایات والخوض فی قیل وقال ومالا یعنی فکلّ ھذا (المُحْکِیّ) ممنوع (غیرجائز شرعًا) وبعضہ اشدّ فی المنع والعُقُوبۃ من بعض ۔ فما کان من قائلہ الحاکی لہٗ (عن غیرہ) علٰی غیر قصدٍ ومعرفۃ بمقدار ماحکاہ ، ولم یکن عادتہ (حکایتہ وانّما وقع منہ نادرًا) ولم یکن الکلام (الذی حکاہ) من البشاعۃ حیث ھو، ولم یظھر علٰی حاکیہ استحسانہ واستصوابہ زُجِرَ (وَوُبِّخَ) ونھی عن العود الیہ ۔ وان قُوِّمَ ببعض الادب فھو مستوجب لہ ۔ وان کان لفظہ من البشاعۃ حیث ھو، کان الادب اشدّ[1] اھ ملخصًا ۔

ان کلماتِ کفریہ کو رَد و ابطال وغیرہ وجوہ مذکورہ کے علاوہ بطور حکایت نقل کرنا یا لایعنی قیل وقال کے طور پر ذکر کرنا سب ممنوع اور شرعًا ناجائز ہے، اور ممانعت وعقوبت میں بعض کلمات بعض سے شدید تر ہیں۔ چنانچہ جو کچھ ناقل نے بلاقصد تحقیر حکایت کیا جبکہ وہ اس کی شناعت کی حد سے بے خبر ہے اور وہ ایسا کلام نقل کرنے کا عادی بھی نہیں بلکہ محض نادرًا اس سے ایسے کلام کا صدور ہوا، اور وہ کلام بھی حد درجے کا قابلِ اعتراض نہیں اور یہ بھی ظاہر نہیں ہوا کہ ناقل نے اُس کلام کو مستحسن وپسندیدہ سمجھا ہے تو اس کو زجر و توبیخ کی جائے گی اور ایسے کلام کے اعادہ سے منع کیا جائے گا۔ اگر اس کو کچھ سزا دی جائے تو وہ اس کا مستحق ہے۔ اور اگر اس کے الفاظ زیادہ قابلِ اعتراض ہیں تو ناقل کو سزا بھی زیادہ سخت دی جائے اھ ملخصًا (ت)

اقول اور کیونکر حرام نہ کہیں گے حالانکہ علماء تصریح فرماتے ہیں کہ حدیثِ موضوع کی روایت بے ذکرِ رَدّ وانکار ناجائز ہے۔ وھذا مما اُخِذ بہ علی الحافظین المعاصرین ابی نعیم وابن مندۃ (اور اسی وجہ سے دو ہمعصر حافظوں ابونعیم اور ابن مندہ کا مواخذہ کیا گیا۔ ت) اور یہاں مجرد بیانِ سند سے براءتِ عہدہ نہیں۔ صرّح بہ الشمس الذھبی وغیرہ من ائمۃ الشان (امام شمس الذہبی اور دیگر عظیم الشان ائمہ نے اس کی تصریح فرمائی ہے۔ ت) ___ تو جب وہاں یہ حکم ہے باآں کہ صدہا

---

[1] الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰی فصل الوجہ السادس المطبعۃ الشرکۃ الصحافیہ ۲/ ۲۳۵-۳۶
نسیم الریاض فی شرح شفا القاضی عیاض " " مرکز اہلسنت برکات رضا گجرات ہند ۴/ ۳۴۲ تا ۳۴۴

www.alahazratnetwork.org

احادیثِ موضوعہ کے مضمون حق ونافع ہوتے ہیں، تو اُن اختلافاتِ ملعونہ کی مجرد حکایت کیونکر حلال ہو گی جو صریح مخالفِ اسلام و مُہلکِ باطل و مُضرِ عظیم وسمِ قاتل ہیں۔ نسْأَلُ اللّٰہَ الْعَافِیَۃَ (ہم اللہ تعالٰی سے عافیت کا سوال کرتے ہیں۔ ت)

بلکہ بہت ائمہ ناصحین رحمۃ اللہ تعالٰی علیہم اجمعین تو بروجہِ رَدّ و ابطال بھی ایسی بلکہ ان سے بدرجہا کم خرافات کی اشاعت پسند نہیں کرتے۔ اور ایک یہ وجہ بھی ہے جس کے سبب کلامِ متاخرین پر ہزاراں ہزار طعن و انکار فرماتے ہیں، کما فصّل بعضہ الفاضل علیٌّ القاری فی شرح الفقہ الاکبر (جیسا کہ اس میں سے بعض کی تفصیل امام فاضل ملّا علی قاری نے شرح فقہ اکبر میں کی ہے۔ت) حتی کہ سیدنا امام ہمام عماد السنہ احمد بن حنبل رضی اللہ تعالٰی عنہ نے سیدنا عارف باللہ امام الصوفیہ حارث مُحاسبی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اس وجہ پر ملاقات ترک کر دی اور فرمایا:

ویحك، الست تحکی بدعتھم اولاً ثم تَرُدُّ علیھم، الست تحمل الناس بتصنیفك علٰی مطالعۃ البدعۃ، والتفکر فی الشبھۃ، فیدعوھم ذٰلك الی الرّای والبحثِ والفتنۃ[1]

تجھ پر افسوس، کیا تُو پہلے اُن کی بدعات کو نقل نہیں کرتا پھر اُن کا رَد کرتا ہے، کیا تُو اپنی تصنیف کے ذریعے لوگوں کو بدعت کے مطالعہ اور شبہات میں غور کرنے پر برانگیختہ نہیں کرتا ہے؟ چنانچہ یہ بات ان کو رائے، بحث اور فتنہ کی طرف دعوت دیتی ہے۔ (ت)

اگرچہ ہے یوں کہ رَدِّ اہلِ بدعت، وقتِ حاجت اہم فرائض سے ہے۔ اور خود امام احمد رضی اللہ تعالٰی عنہ نے رَدِّ جہمیہ میں کتاب تصنیف فرمائی۔ وفی حدیثٍ عند الخطیب وغیرہ انہٗ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال (خطیب وغیرہ کے نزدیک ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:۔ ت)

اذا ظھرت[عہ] الفتن او قال البدع وسُبَّ اصحابی فلیظھر العالم

جب فتنے ظاہر ہوں یا فرمایا جب بدعتیں ظاہر ہوں اور میرے اصحاب کو سب وشتم کیا جائے تو

عہ اقول فانظر الٰی قولہ "ظَھَرَتْ" یظھر لك الماخذ ان۔ واللہ تعالٰی اعلم ۱۲ منہ (قدس سرہٗ)

---

[1]

www.alahazratnetwork.org

علمه، فمن لم یفعل ذٰلک فعلیہ لعنة الله والملٰئکة والناس اجمعین، لا یقبل الله منه صرفًا ولا عدلًا۔[1]

اہلِ علم کو اپنا علم ظاہر کرنا چاہیے۔ جس نے ایسا نہ کیا اس پر اللہ تعالٰی، تمام فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔ اللہ تعالٰی اس کے فرض و نفل کو قبول نہیں کرے گا۔ (ت)

بالجملہ اس میں شک نہیں کہ زید کی دونوں عبارتیں صریح کلمۂ کفر ——— اور انھیں یوں داخل کتب کرنے میں کوئی عذر قابلِ قبول نہیں، والله المستعان (اور اللہ تعالٰی ہی سے مدد طلب کی جاتی ہے۔ ت)

قولِ دوم وسوم وچہارم

کا بھی بعینہٖ یہی حال کہ اُن میں ہیولٰی وصورتِ جسمیہ وصورت نوعیہ وعقول عشرہ وبعض نفوس کو قدیم زمانی مانا۔ اور یہ سب کفر ہیں۔

ائمۂ دین فرماتے ہیں، جو کسی غیرِ خدا کو ازلی کہے باجماعِ مسلمین کافر ہے۔ شفاء ونسیم میں فرمایا:

من اعترف بالٰهیة الله تعالٰی ووحدانیته لکنه اعتقد قدیمًا غیرہٗ (ای غیر ذاته وصفاته عــه، اشارة الی ماذھب الیه الفلاسفة من قدم العالم والعقول) او صانعًا للعالم سواہ (کالفلاسفة الذین یقولون ان الواحد لا یصدر عنه الّا واحد) فذٰلک کلّه کفر (ومعتقدہ کافر باجماع المسلمین،

جس نے اللہ تعالٰی کی الوہیت ووحدانیت کا اقرار کیا لیکن اللہ تعالٰی کے غیر کے قدیم ہونے کا اعتقاد رکھا (یعنی اللہ تعالٰی کی ذات وصفات کے علاوہ، یہ فلاسفہ کے مذہب یعنی عالم وعقول کے قدیم ہونے کی طرف اشارہ ہے) یا اللہ تعالٰی کے سوا کسی کو صانع عالم مانا (جیسے فلاسفہ جو کہ کہتے ہیں واحد سے نہیں صادر ہوتا مگر واحد) تو یہ سب کفر ہے (اور اس کے معتقد کے کافر

عــه اقول توضیح لا توجیه — فان صفاته سبحٰنه وتعالٰی لیست عندنا غیرہ کما ھی لیست عینه ۱۲ منه۔

میں کہتا ہوں یہ توجیہ نہیں بلکہ توضیح ہے کیونکہ اللہ سبحٰنہ وتعالٰی کی صفات ہمارے نزدیک اس کا غیر نہیں ہے جیسا کہ اس کا عین بھی نہیں ۱۲ منہ (ت)

[1] الفردوس بماثور الخطاب حدیث ۱۲۷۱ دار الکتب العلمیة بیروت ۱/ ۳۲۱

کنز العمال بحوالہ ابن عساکر حدیث ۹۰۳ ۱/ ۱۷۹ وحدیث ۲۹۱۴۰ ۱/ ۲۱۶

رسالہ دررد روافض امام ربانی نولکشور لکھنؤ ص ۱

www.alahazratnetwork.org

كالالٰهيين من الفلاسفة والطبائعيين[1] اھ ملخصًا

ہونے پر مسلمانوں کا اجماع ہے جیسے فلاسفہ کا فرقہ الٰہیہ اور فرقہ طبائعیہ) اھ، تلخیص (ت)

اور فرمایا:

نقطع بكفر من قال بقدم العالم او بقائه او شك فى ذٰلك على مذهب بعض الفلاسفة (ومنهم من ذهب[ع]

ہم اس شخص کے کفر کا قطعی حکم لگاتے ہیں جو عالم کے قدیم وباقی ہونے کا قائل ہے یا اُسے اس میں شک ہے بعض فلاسفہ کے مذہب پر (اور ان

ع اقول اوتكون البعضية راجعة الى الشك فهى اشارة الى ما حكى عن جالينوس انه قال فى مرضه الذى توفى فيه لبعض تلامذته اكتب عنى انى ما علمتُ ان العالم قديم او محدَث، وان النفس الناطقة هى المزاج او غيره ـ قد طعن فيه اقرانه بذلك حين اراد من سلطان زمانه تلقيبه بالفيلسوف ـ ذكره فى شرح المواقف[2] اقول ان كان الطعن للتردد الاخير، فهو بذاك حرى وجدير والا فمن العجب ان معتقد القدم يسمّٰى فلسفيا دون الشاك مع ان جهل ذالك مركب وجهل جالينوس بسيط

میں کہتا ہوں یا بعضیت شک کی طرف راجع ہوگی، یہ اشارہ اس حکایت کی طرف ہے جو جالینوس کے بارے میں منقول ہے کہ اس نے اپنے مرض الموت میں اپنے کسی شاگرد کو کہا میری طرف سے یہ لکھ لو کہ میں نہیں جانتا عالم قدیم ہے یا حادث۔ اور یہ کہ نفسِ ناطقہ ہی مزاج ہے یا اس کا غیر۔ یہی وجہ ہے کہ جب بادشاہِ وقت نے جالینوس کو فیلسوف کا لقب دینے کا ارادہ کیا تو اس کے معاصرین نے اس پر طعن کیا۔ یہ شرح مواقف میں مذکور ہے۔ میں کہتا ہوں اگر یہ طعن آخری تردد کی وجہ سے ہے تو وہ اس کے لائق ومناسب ہے۔ ورنہ تعجب خیز بات ہے کہ عالم کے قدیم ہونے کا اعتقاد رکھنے والا تو فلسفی کہلائے اور شک کرنے والا نہ کہلائے باوجودیکہ قدم کے معتقد کا

(باقی برصفحہ آئندہ)

---

[1] الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰی فصل فی بیان ما ھو من المقالات کفر الخ المطبعۃ الشرکۃ الصحافیہ ۲/ ۲۶۸
نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض " " " " مرکز اہلسنت برکات رضا گجرات ہند ۴/ ۵۰۵
[2] شرح المواقف القسم الخامس المرصد الثانی منشورات الشریف الرضی ۷/ ۲۲۲

www.alahazratnetwork.org

لغیرہ۔ وقد کفرھم اھل الشرع بھذا، لما فیہ من تکذیب اللہ ورسلہ وکتبہ، الی ان قال فلاشك فی کفر ھٰؤلاء قطعا اجماعا وسمعا[1] اھ ملتقطا۔

میں سے بعض اس کے غیر کی طرف گئے ہیں۔ اہل شرع نے اس قول کی وجہ سے ان کی تکفیر کی ہے کیونکہ اس سے اللہ تعالٰی، اس کے رسولوں اور اس کی کتابوں کو جھٹلانا لازم آتا ہے) یہاں تک کہ فرمایا ان کے کفر میں قطعی، اجماعی اور سمعی طور پر کوئی شک نہیں اھ التقاط (ت)

علامہ ابن حجر مکی ہیتمی اعلام میں فرماتے ہیں:

اعتقاد قدم العالم او بعض اجزائہ کفر، کما صرحوا بہ[2]

عالم یا اس کے بعض اجزاء کے قدیم ہونے کا اعتقاد کفر ہے جیسا کہ مشائخ نے اس کی تصریح کی ہے۔ (ت)

اسی میں ہے:

من المکفرات القول الذی ھو کفر، سواء صدر عن اعتقاد او عناد او استھزاء، فمن

کلمہ کفر کے ساتھ تکلم کافر بنا دینے والی چیزوں میں سے ہے چاہے اس کو اعتقاد کے طور پر صادر کرے یا ضد

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

فان کان مثل[عـہ] الجھل لاینافی حکمۃ الحکیم فالبسیط اولٰی بہ۔ الا ان یقال ان الفلسفی ھو المتناھی فی الخباثۃ وذٰلك فی المرکب ۱۲ منہ۔

جہل مرکب ہے اور جالینوس کا جہل بسیط ہے۔ جب جہل مرکب حکیم کی حکمت کے منافی نہیں تو بسیط بدرجہ اولٰی اس کے منافی نہ ہوگا مگر یہ کہ یُوں کہا جائے کہ فلسفی وہ ہے جو خباثت میں انتہا کو پہنچا ہوا ہو اور ایسا جہل مرکب ہوتا ہے ۱۲ منہ (ت)

عـہ کذا فی المخطوطۃ، ویخالج صدری ان العبارۃ "مثل ذا الجھل او امثل الجھل"۔ ویصح "مثل الجھل" ایضا بجعل اللام للعھد لکن السیاق یستدعی مقابلۃ البسیط ۱۲ محمد احمد المصباحی۔

[1] نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض فصل فی بیان ماھو من المقالات کفر مرکز اہلسنت برکات رضا گجرات ہند ۴/ ۵۰۵
الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰی " " " " " المطبعۃ الشرکۃ الصحافیۃ ۲/ ۲۶۹ و ۲۷۱

[2] اعلام بقواطع الاسلام مع سبل النجاۃ الفصل الاول مکتبۃ الحقیقۃ دار الشفقۃ استنبول ترکی ص ۳۷۵

www.alahazratnetwork.org

ذٰلك اعتقاد قِدَمِ العالم[1] اھ ملتقطاً۔

استہزاء کے طور پر، عالم کے قدیم ہونے کا اعتقاد بھی ان ہی میں سے ہے اھ ملتقطاً۔ (ت)

طوالع الانوار من مطالع الانظار میں ہے:

القول بالذوات القدیمۃ کفر۔[2]

ذواتِ قدیمہ کا قائل ہونا کفر ہے۔ (ت)

شرح مواقف میں ہے:

اِثبات المتعدد من الذوات القدیمۃ ھو الکفر اجماعاً۔[3]

متعدد ذوات قدیمہ کو ثابت کرنا بالاجماع کفر ہے۔ (ت)

شرح فقہ اکبر میں ہے:

مَن یؤوّل النصوص الواردۃ فی حشرِ الاجساد وحدوثِ العالَمِ وعِلمِ الباری بالجزئیات فانّہ یکفر۔[4]

جو شخص حشر اجساد، حدوث عالم اور اللہ تعالٰی کے علم جزئیات کے بارے میں وارد ہونے والی نصوص میں تاویل کرے وہ کافر ہوجاتا ہے۔[5]

بحرالرائق میں جمع الجوامع اور اس کی شرح سے منقول:

من خرج ببدعتہ من اھل القبلۃ کمنکری حدوثِ العالم، فلا نزاعَ فی کفرھم لِاِنکارِھم بعضَ ما عُلِمَ مجیئُ الرسول صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بہ ضرورۃً اھ مختصراً۔

جو کوئی بدعقیدگی کی وجہ سے اہل قبلہ سے خارج ہوجائیں ان کے کفر میں کوئی نزاع نہیں کیونکہ وہ بعض ایسی چیزوں کے منکر ہیں جن کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا تشریف لانا بالبداہت معلوم ہے اھ مختصراً (ت)

ردالمحتار میں شرح تحریر علامہ ابن الہمام سے منقول:

لاخِلافَ فی کفرِ المخالف فی ضروریات الاسلام من حدوثِ العالم وحشرِ الاجساد

ضروریاتِ اسلام کے مخالف کے کفر میں کوئی اختلاف نہیں جیسے حدوث عالم، حشر اجساد اور (باری تعالٰی کے)

---

[1] اعلام بقواطع الاسلام مع سبل النجاۃ الفصل الاول مکتبۃ الحقیقۃ دارالشفقۃ استنبول ترکی ص ۳۵۰

[2] طوالع الانوار من مطالع الانظار

[3] شرح المواقف المرصد الثالث فی الوجوب الخ المقصد الخامس منشورات الشریف الرضی ۳/ ۱۹۸

[4] منح الروض الازہر شرح الفقہ الاکبر الایمان ھو التصدیق والاقرار مصطفی البابی مصر ص ۸۶

[5] البحرالرائق کتاب الصلٰوۃ باب الامامۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/ ۳۵۰

www.alahazratnetwork.org

ونفی العلم[علہ] بالجزئیات، وان کان من اھل القبلۃ المواظب طُولَ عُمرِہٖ علی الطاعات[لہ]۔ علمِ جزئیات کا منکر ہونا اگرچہ وہ اہلِ قبلہ میں سے ہو اور تمام عمر عبادات کی پابندی کرنے والا ہو۔ (ت)

اور اسی طرح امام ابوزکریا یحیٰی نووی نے روضہ اور فاضل سید احمد طحطاوی[ٰٓ] نے حاشیہ درمختار میں نقل کیا۔ غرض تصریحیں اس کی کُتبِ ائمہ میں بکثرت ہیں۔ ولا مطمع فی الاستقصاء (اور احاطہ مقصود نہیں۔ ت) ۔ حتی کہ اہلِ بدعت بھی اس میں مخالف نہیں۔ کما یرشدك الیہ قولہ "باجماع المسلمین" (جیسا کہ اس کا قول "اجماعِ مسلمین" اس کی طرف تیری راہنمائی کرتا ہے۔ ت)

امام فخرالدین رازی رحمہ اللہ تعالٰی محصّل میں فرماتے ہیں:

اتّفق المتکلّمون[عـ۲] علی اَنّ القدیم یستحیل متکلمین کا اس پر اتفاق ہے کہ قدیم کو فاعل کی

عـلہ اقول ھکذا وقع فی الکتاب۔ والصواب اسقاط النفی۔ فانہ ھوالکفر اجماعًا، والضروریّ ھوالاثبات۔ وکانّہ رحمہ اللہ تعالٰی لما اراد تمثیل مخالفۃ الضروریات وکان الیہ سبیلان: احدھما بتعدید المخالفات، والاخرٰی بذکر الضروریات فالتبست فی البیان احداھما بالاخرٰی۔ فسلك الاخرٰی فی الاولین، والاولٰی فی الاٰخر۔ والامر واضح، فلیتنبہ ۱۲ منہ۔

میں کہتا ہوں کتاب میں یونہی واقع ہوا جبکہ صحیح یہ ہے کہ لفظ "نفی" کو ساقط کیا جائے کیونکہ علمِ جزئیات کی نفی ہی بالاجماع کفر ہے، اور ضروری اس علم کا اثبات ہے گویا کہ مصنف علیہ الرحمہ نے جب ضروریاتِ اسلام کی مثال ذکر کرنے کا ارادہ فرمایا تو اس کے دو طریقے تھے: پہلا یہ کہ مخالفات کو گنواتے، اور دوسرا یہ کہ ضروریات کو ذکر کرتے تو بیان میں دونوں ایکدوسرے سے خلط ملط ہوگئے، چنانچہ مصنف علیہ الرحمہ نے پہلی دونوں مثالوں میں دوسرے طریقے کو جبکہ تیسری مثال میں پہلے طریقے کو اختیار کیا معاملہ واضح ہے، آگاہ ہونا چاہئے ۱۲ منہ۔ (ت)

عـ۲ ھو لفظ یعم جمیع النظّار من اھل القبلۃ، المقتدرین علی اثبات عقائدھم

یہ لفظ اہلِ قبلہ میں سے تمام اہلِ نظر کو شامل ہے جو اپنے عقائد کو جس کے ذریعے انھیں اللہ تعالٰی کا

(باقی اگلے صفحہ پر)

لہ ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ باب الامامۃ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/۳۷۷

ٰٓ حاشیۃ الطحطاوی " " المکتبۃ العربیۃ کوئٹہ ۱/۲۴۳

www.alahazratnetwork.org

استنادہ الی الفاعل علہ

طرف منسوب کرنا محال ہے۔ (ت)

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ

التی انوارہا اللہ تعالٰی، بایراد الحُجَج وادحاض الشُّبَہ۔ سواء کانوا مُصیبئین کمعشر اھل السنۃ والجماعۃ حفظھم اللہ تعالٰی او خاطئین کمن عداھم۔ کما صرح بہ فی المواقف وغیرھا۔ فالحاصل "اتفق المسلمون"۔ ۱۲ منہ۔

قُرب حاصل ہوتا ہے ایراد دلائل وازالہ شبہات کے ساتھ ثابت کرنے کی طاقت رکھتے ہیں چاہے وہ صحیح ہوں جیسے اہلسنّت کا گروہ۔ اللہ تعالٰی انکی حفاظت فرمائے، یا وہ غلط ہوں جیسے اہلسنت و جماعت کے علاوہ دیگر گروہ۔ جیسا کہ مواقف وغیرہ میں صراحت کردی گئی ہے۔ حاصل اس کا یہ ہے کہ "تمام مسلمانوں کا اس پر اتفاق ہے ۱۲ منہ (ت)

علہ **اقول** یعنی الفاعل المختار اذلا فاعل مُوجبًا۔ عندنا۔ وھذا ھو الذی قالوا: انہ اجمع علیہ المتکلمون۔ اما ان القدیم لا یمکن اسنادہ الی الفاعل مطلقا حتی الموجب لوکان، فمسلکٌ خاص للامام الرازی لم یوافقہ علیہ کثیرون۔ حتی قالوا: ان القول بقدم العالم انما ساغ للفلاسفۃ لقولھم بالفاعل الموجب ولولا ذٰلک و اٰمنوا بالفاعل المختار۔ لاَذْعَنُوْا بحدوث العالم عن اٰخرہ۔ وکذا ایجاب المسلمین حدوث کل مخلوق لقولھم بالفاعل المختار۔ ولولا ذٰلک لقالوا بالقِدم **قلت** المقصود نفی الاجماع علی التعمیم۔ وھو حاصل۔ وان کان فی الکلام کلام۔ واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم ۱۲ منہ۔

اقول فاعل سے مراد فاعل مختار ہے کیونکہ فاعل موجب یعنی غیر مختار نہیں ہوتا۔ اسی موقف کے بارے میں مشائخ نے کہا ہے کہ اس پر متکلمین کا اجماع ہے۔ رہی یہ بات کہ قدیم کی نسبت مطلقاً فاعل کی طرف نہیں ہوسکتی چاہے فاعل موجب ہو اگر وہ موجود ہو تو یہ خاص امام رازی کا مسلک ہے اس میں اکثریت نے ان کی موافقت نہیں کی، یہاں تک کہ مشائخ نے کہا فلاسفہ کا قدم عالم کا قول اسی صورت میں بزعم خویش درست ہوسکتا ہے کہ وہ فاعل موجب کے قائل ہیں اگر وہ فاعل مختار کا یقین کرلیں تو تمام عالم کے حدوث کا یقین کرلیں اور اسی طرح مسلمانوں کا ہر مخلوق کو حادث قرار دینا اس لئے ہے کہ وہ فاعل مختار کے قائل ہیں۔ اگر وہ اس کے قائل نہ ہوں تو قدم عالم کا قول کرلیں۔ **قلت** مقصد تو تعمیم پر اجماع کی نفی ہے اور وہ حاصل ہے اگرچہ کلام میں کلام ہے۔ اللہ سبحٰنہ وتعالٰی خوب جانتا ہے ۱۲ منہ (ت)

علہ

www.alahazratnetwork.org

بلکہ حدوثِ تمام اَجسام و صفاتِ اَجسام پر تمام اہلِ مِلَل کا اتفاق ہے۔ یہود و نصارٰی تک اس میں خلاف نہیں رکھتے۔ فی شرح المواقف :

الاَجسام محدثۃٌ بذواتہا الجوھریۃ، و صفاتہا العرضیۃ و ھوالحق، و بہ قال الملّیون کلّھم من المسلمین والیھود والنصارٰی والمجوس[1]

اَجسام اپنی ذواتِ جوہریہ اور صفات عرضیہ کے ساتھ حادث ہیں، اور یہی حق ہے۔ اور یہی کہا تمام ملتوں نے مسلمانوں، یہودیوں، نصارٰی اور مجوسیوں میں سے۔ (ت)

اور بیشک زید کا اِن مضامینِ کفریہ کو مقام رَدّ و اِستدلال میں لانا، اور اُن پر اختیارِ مذاہب و تحقیقِ مشارب کی بِنا رکھنا، صراحۃً اُن کی رضا و قبول پر دال۔ اور بالفرض نہ ہو تو بلااکراہ ایراد میں کیا مقال!

وتذکّر کلّ ما قدّمنا من الکلام علی القول الاوّل، تجد ھُنالك ما فیہ الغناءُ وعلیہ المعوّل۔

قولِ اوّل پر جو گفتگو ہم نے مقدم کی اس کو یاد کرلے، اس میں تو غناء پائے گا اور اسی پر بھروسا ہے۔ (ت)

معدنِ ضلالات قولِ پنجم

یہ قول متعدد ضلالتوں، متکثر جہالتوں کی طُرفہ معجون، بلکہ معجونِ فلاسفہ قُرّۃُ العیُون ہے ــــ زید مسکین نے تَشَدُّقِ بَقری کو علقِ نفیس جان کر اَمنّا بہٖ تو کہہ دیا مگر نہ دیکھا کہ اس پر کیا کیا شناعاتِ عظیم ہائلہ وارد۔

فاقول وبحول اللہ تعالٰی اَصُول (چنانچہ میں کہتا ہوں اور اللہ تعالٰی کی توفیق سے حملہ آور ہوتا ہوں۔ ت)

اَوّلاً تمام انواع کا قِدَم لازم کہ جب طبائعِ مرسلہ میں مجرد امکانِ ذاتی بِلاکِ فیضان۔ اور امکانِ ذاتی یعنی دائرۂ قدرت میں داخل ہونا قطعاً ازلی ۔ وَ اِلَّا لَزِمَ الانقلاب (ورنہ انقلاب لازم آئے گا۔ ت) ۔۔ اور جانبِ مُبدِی تبارک و تعالٰی میں قطعاً بُخل نہیں۔ تو واجب ہُوا کہ ہر نوع قدیم ہو۔

ع ــ مؤلف المنطق الجدید تمسك ھٰنا بما تفوّہ بہ الباقر وھذا اللفظ یشیر الیہ ۱۲ محمد احمد

---

[1] شرح المواقف المرصد الثانی فی عوارض الاجسام منشورات الشریف الرضی قم ایران ۷/ ۲۲۰

www.alahazratnetwork.org

اور یہ امر اصولِ باطلۂ فلسفہ پر قِدَمِ ہیولیٰ و قِدَمِ صورتِ جسمیہ و قِدَمِ صورتِ نوعیہ، و قِدَمِ جمیع اشخاصِ منحصرہ فیہا الانواع، و قِدَمِ بعض افرادِ انواعِ باقیہ، و قِدَمِ انواع و اشخاصِ اَعراض لازمہ علی التفصیل المُشارِ اِلیہ (اس تفصیل کی بنیاد پر جس کی طرف اشارہ کیا گیا۔ ت) کو مُستلزِم، کما لایخفٰی (جیسا کہ پوشیدہ نہیں۔ ت) ــــ پورا پورا مذہب نامہذب فلسفۂ مُزخرفہ کا ثابت ہوگیا۔

فلسفی متبوع[علیہ] کا مطلب بمادۃ و مدۃ سے نکلتا تھا۔ مُتفلسِف تابع نے مستلزم للفعلیہ صاف لکھ دیا، ہیہات! اس متبوع سے کیا جائے شکایت کہ وہ حضرات تو قدیماً و حدیثاً سُفہائے سُفسطہ کے فضلہ خوار رہے ہیں۔ ومن لم یستغن بالقرآن فلا اغناہ اللہ (جو قرآن کے ذریعے استغنار حاصل نہ کرے اللہ تعالٰی اس کو غنی نہیں کرتا۔ ت)۔ مگر اس تابع مدعیِ تسنّن کا تلوّن و تفنّن قابلِ تماشا ــــ فنسأل اللہ الثبات علی الایمان والسنۃ (ہم اللہ تعالٰی سے ایمان و سنّت پر ثابت قدمی طلب کرتے ہیں۔ ت)

ثانیاً اور اشد و اعظم قباحت لازم کہ اس تقدیر پر قدرتِ الٰہیہ صرف انواعِ موجودہ میں مُنحصِر ہوتی جاتی ہے۔ اور جو نوع نہ بنی اس کے یہ معنٰی کہ حق جلّ و علا کو اس پر قدرت ہی نہ تھی کہ اگر مقدور ہوتی تو ممکن ہوتی۔ اور طبیعتِ مُطلقہ میں نفسِ اِمکان مستلزمِ فیضان۔ تو انتفائے لازم انتفائے ملزوم پر دلیلِ جازم۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

یہ شناعتِ خبیثہ تو ایسی ہے کہ جس طرح اسلامیوں کے نزدیک کفر یونہی شاید فلسفیوں کو بھی مقبول نہ ہو کہ وہ بھی تقاسیمِ کلی میں کلی معدوم الافراد کو قسیمِ ممتنع الافراد کی قسم بتاتے ہیں۔ کما صرّح بہ فی اسفارھم (جیسا کہ انکی معتمد کتابوں میں اس کی تصریح کی گئی ہے۔ ت)

یا للعجب! اگر باقر[علیہ] غافل تھا "متبقر" تو عاقل تھا۔ ولکن صدق ربنا تبارک و تعالٰی (لیکن ہمارے رب تعالٰی نے صدق فرمایا۔ ت):

انہا لاتعمی الابصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور[1]	آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ وہ دل اندھے ہوتے ہیں جو سینوں میں ہیں۔ (ت)

[علیہ] ای بمعنی فی دمنتشر ۱۲ منہ

[علیہ] باقر داماد شیعی ۱۲ م

---

[1] القرآن الکریم ۲۲/ ۴۶

www.alahazratnetwork.org

ثالثاً تابع ومتبوع کا یہ قول کہ "جانبِ مبدء میں بُخل نہ ہونا مستلزمِ فیضان ہے" اصولِ سنّت سے محض مباین۔ اہلِ سنّت کا ایمان ہے کہ مبدئ تبارک و تعالٰی جواد، کریم، اکرمُ الاکرمین ہے جَلَّ جَلَالُہٗ وَ تَقَدَّسَ فِعَالُہٗ۔ مگر بایں ہمہ کوئی شَے اس پر واجب نہیں مانتے۔

عالَم جب تک نہ بنایا تھا وہ جب بھی جواد تھا، اور اگر کبھی نہ بناتا تاہم جواد ہوتا۔ نہ اس نہ بنانے سے کوئی عیب اُسے لگتا نہ کوئی نقصان اس کے کمالِ اکمل میں آتا۔ کسی شَے کا ایجاد و اِعدام کچھ اس پر ضرور نہیں۔

قال تعالٰی: فعّال لما یرید[1] (تمہارا رب جو چاہے کرے۔ ت) وقال تعالٰی: یفعل اللہ ما یشاء[2] و یحکم ما یرید[3] (اور اللہ جو چاہے کرے اور وہ حکم فرماتا ہے جو چاہے۔ ت) وقال تعالٰی: لا یسئل عمّا یفعل وھم یسئلون[4] (اس سے نہیں پوچھا جاتا جو وہ کرے اور ان سب سے سوال ہوگا۔ ت) وھذا اوضح جلیّ عند کل مَن نوّر اللہ بصیرتہ (اور یہ واضح اور خوب روشن ہے ہر اس شخص پر جس کی بصیرت کو اللہ تعالٰی نے منوّر فرمایا۔ ت) ــــ ومن لم یجعل اللہ لہ نورًا فما لہ من نور[5] (اللہ تعالٰی فرمان ہے: جسے اللہ تعالٰی نُور نہ دے اس کے لئے کہیں نور نہیں۔ ت)

تو یہ استلزام بھی اسی فلسفۂ ملعونہ پر مبنی کہ قادرِ مختار تعالٰی شانہٗ کو فاعلِ موجِب اور ایجادِ عالَم کو اُس کے کمال کا سبب جانتے ہیں۔ تعالی اللہ عمّا یقول الظّٰلمون علوًّا کبیرا (اللہ تعالٰی اس سے بہت بلند ہے جو ظالم کہتے ہیں۔ ت)

رابعاً متفلسف تابع نے شطرنج میں بغلہ اور طنبور میں ایک نغمہ اور زائد کیا کہ "اگر غیر اَحق صادر اور اَحق غیر صادر ہو تو ترجیح مرجوح لازم آئے گی"۔

سُبحٰن اللہ! نہ وہاں کوئی احق، نہ قادر حمید، فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ پر تمہاری عقولِ سخیفہ حاکم۔ نہ ہمارے نزدیک اُس کے ارادہ کے سوا کوئی مُرجّح ــ اور ہو بھی تو اس پر کچھ اعتراض نہیں۔

قال تعالٰی: اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ[6] (حکم نہیں مگر اللہ کا۔ ت)۔ وقال تعالٰی: واللہ یحکم لا معقب لحکمہ[7] (اور اللہ حکم فرماتا ہے اس کا حکم پیچھے ڈالنے والا کوئی نہیں۔ ت)

---

[1] القرآن الحکیم ۱۱/ ۱۰۷ و ۸۵/ ۱۶
[2] القرآن الکریم ۱۴/ ۲۷
[3] " " " ۵/ ۱
[4] " " " ۲۱/ ۲۳
[5] " " " ۲۴/ ۴۰
[6] " " " ۱۲/ ۴۰
[7] " " " ۱۳/ ۴۱

www.alahazratnetwork.org

وقال تعالیٰ :

وربّك یخلق مایشاء و یختار ماکان لھم الخیرۃ سبحٰن اللّٰہ و تعٰلی عمّا یشرکون[1]

اور تمہارا رب پیدا کرتا ہے جو چاہے اور پسند فرماتا ہے ان کا کچھ اختیار نہیں، پاکی اور برتری ہے اللہ کو ان کے شرک سے۔ (ت)

واضح تر کہوں ــــ حاصلِ مذہب اہل سنّت یہ ہے کہ تمام مقدورات اُس جنابِ رفیع کے حضور یکساں ہیں۔ کوئی اپنی ذات سے کچھ استحقاق نہیں رکھتا کہ ایک کو راجح دوسرے کو مرجوح کہیں۔

علامہ سنوسی شرح جزائریہ میں فرماتے ہیں :

ان الذی اوقع المعتزلۃ فی الضلالات، کایجاب الثواب وفعل الصلاح والاصلح علی اللّٰہ، اعتمادُھم فی عقائدِھم علی التحسین والتقبیح العقلیین، وقیاسھم افعالَ اللّٰہِ تعالیٰ واحکامہ علیٰ افعال المخلوقین واحکامھم، من غیران یکون فی ذٰلك جامع یقتضی التسویۃ فی الاحکام، والذی اجمع علیہ اھلُ الحق اَنّ الافعال کلّھا مستویۃ بالنّسبۃ الیٰ تعلق قُدرۃ اللّٰہ تعالیٰ وارادتہٖ بھا[عہ] الخ[2]

جس چیز نے معتزلہ کو اللہ تعالیٰ پر ثواب اور فعل صلاح واصلح کے واجب قرار دینے جیسی گمراہیوں میں ڈالا وہ یہ ہے کہ انھوں نے اپنے عقائد میں حُسن وقبح کے عقلی ہونے پر اعتماد کیا اور اللہ تعالےٰ کے افعال واحکام کو مخلوق کے افعال واحکام پر قیاس کیا حالانکہ کوئی ایسا امر جامع موجود نہیں جو احکام میں برابری کا مقتضی ہو، اور جس پر اہلِ حق کا اجماع ہے وہ یہ ہے کہ بے شک اللہ تعالےٰ کی قدرت وارادہ کے ساتھ متعلق ہونے میں تمام افعال برابر ہیں۔ (ت)

عہ ای فیقدر علیٰ کل شیئ ویفعل مایرید ــ لاترجیح قبل ارادتہ وانما الترجیح بارادتہٖ فھی موجبۃ

یعنی وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے اور جو چاہتا ہے اس کے ارادہ سے پہلے کوئی ترجیح نہیں، ترجیح توفقط اس کے ارادہ کی وجہ سے ہوتی ہے۔

(باقی برصفحہ آئندہ)

---

[1] القرآن الکریم ۲۸/ ۶۸

[2] الحدیقۃ الندیۃ شرح الطریقۃ المحمدیۃ الباب الثانی فی الامور المھمۃ فی الشریعۃ مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۱/ ۲۵۰

www.alahazratnetwork.org

وہاں صرف ترجیح اُس قدیر مجید عزّمجدہٗ کے ارادہ سے ہے۔ جس چیز کے ایجاد سے اس کا ارادہ متعلق ہوگیا اُسی نے ترجیح پالی۔ شرح طوالع میں ہے:

تخصیص بعض المقدورات بالتحصیل، وبعضھا بالتقدیم والتاخیر لابُدّ لہ من مخصِّص۔ لان نسبۃ جمیع المقدورات الیٰ ذاتہ متساویۃ ولیس ھو نفس العلم، فانہٗ تابعٌ للمعلوم، ولا القدرۃ فانّ نسبتھا الی الجمیع علٰی وتیرۃٍ واحدۃ۔ فلابُدّ من صفۃٍ اُخریٰ من شانھا التخصیص۔ وھی الارادۃ[1] اھ ملخصًا۔

بعض مقدورات کے تحصیل اور بعض کے تقدیم و تاخیر کے ساتھ خاص کرنے کے لئے کسی مخصص کا ہونا ضروری ہے کیونکہ تمام مقدورات کی نسبت اللہ تعالٰی کی ذات کی طرف مساوی ہے۔ اور وہ مخصص نفسِ علم نہیں کیونکہ وہ تو معلوم کے تابع ہوتا ہے اور نہ ہی وہ قدرت ہے کیونکہ اس کی نسبت سب کی طرف ایک جیسی ہے لہذا کسی اور صفت کا ہونا ضروری ہے جس کی شان تخصیص ہے اور وہ ارادہ ہے اھ تلخیص۔ (ت)

اور بفرضِ باطل اگر یہاں کوئی مرجّح ہو بھی تو اُس کا اتباع مولٰی مقتدر جلّ جلالہٗ پر ضرور نہیں۔ اُسے اختیار ہے چاہے راجح کو کبھی نہ کرے اور مرجوح کو خلعتِ وجود عطا فرمائے۔ زنہار اس پر اعتراض نہیں ہوسکتا۔

شرحِ مواقف میں ہے:

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

الرجحان لاھو محرک الارادۃ۔ ھکذا ینبغی ان یفھم ھذا المقام۔ وقد رأینا تصدیق ذٰلک، فی قدحَی العطشان و طریقی السالک، فارادۃ اللہ سبحنہ اولٰی بذٰلک ۱۲ منہ۔

چنانچہ ارادہ موجبِ رجحان ہے نہ کہ رجحان محرکِ ارادہ۔ اس مقام کو یوں ہی سمجھنا چاہئے، اور تحقیق ہم نے اس کی تصدیق پیاسے کے دو پیالوں اور چلنے والے کے دو راستوں میں دیکھی ہے۔ پس اللہ سبحٰنہ وتعالٰی کا ارادہ اس کے لئے اولٰی ہے ۱۲ منہ (ت)

---

[1] شرح طوالع الانوار من مطالع الانظار

www.alahazratnetwork.org

اِعلَموا اَنّ الامۃ قد اجمعت اجماعًا مرکّبًا علیٰ اَنّ اللّٰہ تعالیٰ لایفعل القبیح و لا یترك الواجب ۔ فالاشاعرۃ من جہۃ انّہ لاقبیح منہ ولاواجب علیہ ۔ واَمّا المعتزلۃ فمن جہۃ انّ ما ھو قبیح یترکہ وما یجب علیہ یفعلہ ۔ ونحن قد بیّنا فیما تقدم انّہٗ تعالیٰ الحاکم فیحکم بما یرید ویفعل ما یشاء ۔ لا وُجوب علیہ کما لاوجوب عنہ ولا استقباح منہ[1] اھ ملتقطا ۔

تُو جان لے کہ اُمت کا اس پر اجماع مرکّب ہوچکا ہے کہ بے شک اللہ تعالٰی فعل قبیح نہیں کرتا اور نہ واجب کو ترک فرماتا ہے۔ اشاعرہ تو اس جہت سے کہتے ہیں کہ جو کچھ اس کی طرف سے ہو وہ قبیح نہیں اور اس پر کچھ واجب نہیں۔ اور معتزلہ اس جہت سے کہ جو قبیح ہے وہ اس کو ترک کرتا ہے اور جو واجب ہے وہ اُس کو کرتا ہے۔ اور بیشک ہم ماقبل میں واضح کرچکے ہیں کہ اللہ تعالٰی حاکم ہے جو چاہتا ہے حکم فرماتا ہے اور جو چاہتا ہے کرتا ہے اس پر کچھ واجب نہیں جیسا کہ اس سے کچھ واجب نہیں اور نہ ہی اس کی طرف سے کچھ قبیح ہے اھ التقاط۔ (ت)

مولٰی ناصح محمد آفندی برکلی طریقہ محمدیہ و سیدی عارف باللہ عبدالغنی نابلسی اس کی شرح حدیقہ ندیہ میں فرماتے ہیں :

لایلزم علیہ تعالیٰ شیئ من فعل صلاح او اصلح ، او فساد او افسد بل ھو الفاعل العدل المختار ، و یخلق اللّٰہ مایشاء و یختار[2] اھ مختصرًا۔

اللہ تعالٰی پر فعل صلاح یا اصلح یا فساد یا افسد میں سے کچھ بھی لازم نہیں بلکہ وہ فاعل، عادل، مختار ہے۔ اور جو چاہتا ہے پیدا فرماتا ہے اور پسند فرماتا ہے اھ اختصار۔ (ت)

شرح عقائد نسفی میں ہے :

لیت شعری ما معنیٰ وجوب الشیئ علی اللّٰہ تعالیٰ ، اذلیس معناہ استحقاق تارکہ الذم والعقاب ، وھو ظاھر ، ولا لزوم صدورہ عنہ تعالیٰ بحیث لایتمکن من الترك بناءً علی استلزامہ

کاش میرا علم حاضر ہو۔ اللہ تعالٰی پر کسی شَی کے واجب ہونے کا کیا معنی ہے اس لئے کہ یہاں یہ معنی تو ہو نہیں سکتا کہ اس کا تارک ذم وعقاب کا مستحق ہے اور وہ ظاہر ہے۔ اور نہ ہی یہ معنی ہوسکتا ہے کہ اُس واجب کا صدور اللہ تعالٰی

---

[1] شرح المواقف المرصد السادس المقصد السادس منشورات الشریف الرضی قم ایران ۸/ ۱۹۵-۱۹۶

[2] الحدیقۃ الندیۃ شرح الطریقۃ المحمدیۃ الباب الثانی الفصل الاول المکتبۃ النوریۃ الرضویۃ فیصل آباد ۱/ ۲۴۹

www.alahazratnetwork.org

محالاً من سفه او جهل او عبث او بخل او نحو ذٰلك ۔ لانه رفض لقاعدۃ الاختیار، ومیل الی الفلسفۃ الظاھرۃ العوار۔[1]

سے لازم ہے بایں طور کہ اس کے ترک پر قادر نہیں اس بنیاد پر یہ محال کو مستلزم ہے یعنی سفہ، جہل، عبث، بخل یا اس کی شکل کوئی اور قباحت لازم آئے گی۔ یہ معنیٰ اس لئے نہیں ہو سکتا کہ اس سے مختار ہونے کے قاعدے کا ٹوٹ جانا اور اس سے فلسفہ کی طرف میلان لازم آتا ہے جس کا عیب ظاہر ہے۔ (ت)

دیکھو اس عبارت میں اُس فلسفی کے الزامِ بخل کا بھی رَد ہے۔ وﷲ الحجۃ السامیۃ (اور اللہ تعالٰی ہی کی حجت بلند ہے۔ ت) ۔۔ اور یہ سب مطالب کہ علماء نے افادہ فرمائے فرداً فرداً اُن آیاتِ کریمہ سے کہ فقیر نے تلاوت کیں، ثابت۔ اور اگر کچھ نہ ہوتا سوا آیہ کریمہ "ان اللہ علٰی کل شیئ قدیر"[2] (بے شک اللہ سب کچھ کر سکتا ہے۔ ت) کے، تو بس تھی، کہ مرجوح بھی ایک شے ہے اور ہر شے مقدور ۔۔ اور معنیٰ قدرت نہیں مگر صحتِ فعل و ترک، یعنی کرے یا نہ کرے دونوں یکساں، اور کسی تقدیر پر کچھ حرج و نقصان نہیں۔ طوالع میں ہے:

القادر ھو الذی یصح منہ ان یفعل المقدور وان لا یفعل[3] اھ۔

قادر وہ ہے جس سے مقدور کو کرنا اور نہ کرنا دونوں صحیح ہوں اھ۔ (ت)

پھر ترجیحِ مرجوح کا الزام کیسا! ۔۔ اور قادر مختار پر یہ تقوّلات کس شریعت میں روا!

ثم اقول بعبارۃ اخصر (پھر میں مختصر عبارت کے ساتھ کہتا ہوں۔ ت) ہم پوچھتے ہیں قولِ زید "لزم ترجیح المرجوح" (مرجوح کو ترجیح دینا لازم آیا۔ ت) سے کیا مقصود؟ ۔۔ آیا استحالہ ذاتیہ؟ ۔۔ تو بیّن البطلان کہ وہ ہماری قدرتِ فانیہ زائلہ، قاصرہ باطلہ کے تحت میں داخل ۔۔ نہ کہ قدرتِ باقیہ تامہ، کاملہ دائمہ ۔۔ یا یہ کہ خدا کو عیب لگے گا؟ ۔۔ تو یہ وہی اس غنیِ حمید کو بندوں پر قیاس کرنا، اور صدہا نصوصِ قرآنیہ سے منہ پھیرنا ہے۔

ہمارے فعل بھلے بُرے سب طرح کے ہیں اور وہ جو کچھ کرے سب اچھا ۔۔ وہی کام ہم کریں ہم پر اعتراض ہو۔ وہ کرے اس پر اصلاً اعتراض نہیں ۔۔ یقین نہ آئے تو کافر کی حمایت میں کسی مسلمان کو قتل کر دیکھو۔

---

[1] شرح عقائد النسفی دار الاشاعۃ العربیۃ قندھار افغانستان ص ۷۶

[2] القرآن الکریم ۲/۲۰ و ۲/۱۰۶ و ۲/۱۰۹ و ۲/۱۴۸ و ۲/۲۵۹

[3] طوالع الانوار من مطالع الانظار

www.alahazratnetwork.org

اور اُس نے بارہا کفار کو مسلمین پر غلبہ دیا۔

واللہ! یہ وہ جگہ ہے کہ مومن کا دل اپنے مولیٰ کی محبت سے چھلکے، العظمۃ للہ (عظمت اللہ کے لئے ہے۔ت) جمیل کی ہر بات جمیل۔ (ہیہات ہیہات، بلاتشبیہ) میلے کپڑے کہ بدصورت پر سخت بدنما ہوں کسی حسین کو پہنے دیجئے، دیکھئے کتنی بہار دیتے ہیں، وللہ المثل الاعلیٰ (اور اللہ ہی کے لئے ہے سب سے برتر شان۔ت) عیاذاً باللہ (اللہ کی پناہ۔ت) اگر وہ اپنے بندہ مسلمان کو دوزخ میں ڈالے (اور اُسی کے وجہ کریم کی پناہ) ۔اُس وقت اُس مومن سے پوچھئے تیرے رب نے یہ کام کیسا کیا؟ — واللہ! یہی کہے گا کہ بہت اچھا، نہایت خوب، کمال بجا، ولکن عافیتك اوسع لی (لیکن تیری عافیت میرے لئے زیادہ وسعت والی ہے۔

بالجملہ زید کا یہ قول انواع انواع ضلالات وجہالات کا مجمع — اور صریح فلسفہ و اعتزال اُس کا منبع — نسأل اللہ العافیۃ، ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العزیز الحکیم (ہم اللہ تعالٰی سے عافیت مانگتے ہیں، اور گناہ سے بچنے کی طاقت اور نیکی کرنے کی قوت نہیں مگر اللہ عزت والے حکمت والے کی توفیق سے۔ت)۔

قولِ ششم

میں کہ عقولِ عشرہ کا تمام نقائص و قبائح سے مقدس و منزّہ، اور اُن کے علم کا تام و محیط باحاطۂ تامہ ہونا نقل کیا۔ یہاں تک کہ کوئی ذرہ ذراتِ عالم سے اُن پر مخفی رہنا ممکن نہیں۔ — یہ خاص صفت حضرت عالم الغیب والشہادہ کی ہے جلّ و علا۔

قال تعالٰی

وما یعزب عن ربك من مثقال ذرۃ فی الارض ولا فی السماء[1] — نہیں چھپتی تیرے رب سے ذرہ برابر چیز زمین میں اور نہ آسمان میں۔

اور اس کا غیر خدا کے لئے ثابت کرنا قطعاً کفر، العزۃ للہ (عزت اللہ کے لئے ہے۔ت) اس عدمِ اِمکان کو مسلمان غور کرے کہ کیسا کفر واشگاف، اور کتنے صریح نصوصِ قرآنیہ کا خلاف ہے۔

قال تعالٰی: وما یعلم جنود ربك الا ھو[2]۔ کوئی نہیں جانتا تیرے رب کے لشکروں کو

---

[1] القرآن الکریم ۱۰/ ۶۱ [2] القرآن الکریم ۷۴/ ۳۱

www.alahazratnetwork.org

اس کے سوا۔

10 وقال تعالیٰ: الیہ یرد علم الساعۃ[۱]۔ اسی کی طرف پھیرا جاتا ہے علم قیامت کا۔

وقال تعالیٰ: و یقولون متیٰ ھٰذا الوعد ان کنتم صٰدقین ہ قل انما العلم عند اللہ و انما انا نذیر مبین[۲] کافر کہتے ہیں یہ قیامت کا وعدہ کب ہے اگر تم سچے ہو۔ تو فرما اس کا علم تو خدا ہی کو ہے، اور میں تو یہی ڈر سنانے والا ہوں صاف صاف۔

وقال تعالیٰ: لا یحیطون بشیئ من علمہ الا بما شاء[۳]۔ نہیں گھیرتے اُس کے علم سے کچھ، مگر جتنا وہ چاہے۔

وقال تعالیٰ حکایۃً عن ملٰئکتہ: سُبحٰنک لا علم لنا الا ما علّمتنا انک انت العلیم الحکیم[۴] پاکی ہے تجھے ہمیں کچھ علم نہیں مگر جتنا تُو نے ہمیں سکھایا۔ بیشک تو ہی ہے دانا، حکمت والا۔

سبحٰن اللہ! متفلسفہ کہتے ہیں کہ "عقولِ عشرہ" ملٰئکہ سے عبارت ہے۔ اگرچہ یہ بات محض غلط کہ جو امور وہ بے عقول ان دس عقول کے لئے ثابت کرتے ہیں، صفات ملٰئکہ سے اصلاً علاقہ نہیں رکھتے۔ ولا اکذب ممن کذبہ القرآن (اس سے بڑھ کر کوئی جھوٹا نہیں جس کو قرآن نے جھوٹا قرار دیا۔ت) بلکہ یہ صرف اُن سُفہاء کے اوہام تراشیدہ ہیں جن کی اصل نام کو نہیں۔

ان ھی الا اسماء سمیتموھا انتم و اٰباؤکم ما انزل اللہ بھا من سلطٰن[۵] وہ تو نہیں مگر کچھ نام کہ تم نے اور تمھارے باپ دادوں نے رکھ لئے ہیں۔ اللہ نے ان کی کوئی سند نہیں اتاری۔ (ت)

تاہم اگر مان لیں، اور یوں سمجھیں کہ مشرکینِ عرب نے شانِ املاک (فرشتے) میں غلو کے ساتھ تفریط بھی کی کہ انھیں عورتیں ٹھہرایا۔ کفارِ یونان نے وہ اِفراطِ خالص بنایا کہ اوصافِ خلق سے متعالی بتایا۔ تو اب اس آیۂ کریمہ سے اُن عقول کی حالتِ ادراک کیجئے۔

کس طرح اِن احمقوں کو جھٹلاتے، اور اپنے مالک کے حضور اپنے عجز و بے علمی کا اقرار لاتے، اور پاکی و قدوسی اُس کے وجہِ کریم کے لئے خاص ٹھہراتے ہیں۔ صدق اللہ تعالیٰ:

---

[۱] القرآن الکریم ۴۱/۴۷
[۲] القرآن الکریم ۶۷/۲۵ و ۲۶
[۳] " " " ۲/۲۵۵
[۴] " " " ۲/۳۲
[۵] " " " ۵۳/۲۳

www.alahazratnetwork.org

سیکفرون بعبادتھم ویکونون علیھم ضدا[1] — عنقریب وہ ان کی بندگی سے منکر ہوں گے اور ان کے مخالف ہوجائیں گے۔ (ت) 10/10

اعلام بقواطع الاسلام میں ہے:

من ادّعی علم الغیب فی قضیۃ او قضایا لایکفر ومن ادّعی علمہ فی سائر القضایا کفر[2] — جس نے ایک قضیہ یا چند قضایا میں علمِ غیب کا دعوٰی کیا وُہ کافر نہ ہوگا۔ اور جس نے تمام قضایا میں اپنے علم کا دعوٰی کیا وہ کافر ہوجائیگا۔ (ت)

اور اسی میں علمائے حنفیہ سے کفرِ مُتّفقٌ عَلَیہ کی فصل میں منقول:

او وصف مُحدثا بصفاتہ او اسمائہ[3] الخ — یا کسی حادث کو اللہ تعالٰی کی صفات یا اس کے اسماء کے ساتھ متصف کیا الخ (ت)

غرض حکمِ مسئلہ واضح ہے۔ صرف بنائے نظر اس قدر کہ یہاں زید نے لفظ عِندَھُم لکھ دیا کہ صراحۃً حکایت پر دال۔

اقول مگر قطع نظر اس سے کہ جملہ لایمکن ان لایعلم العقل الاول مثلاً الخ (یہ ناممکن ہے کہ مثلاً عقلِ اوّل کو علم نہ ہوا الخ۔ ت) کہ خود کفرِ جلی ہے، داخلِ حکایت نہیں، بلکہ تنزّہِ تام پر تفریع ہے کما یشھد بہ سَوقُ البیان (جیسا کہ سیاقِ بیان اس پر شاہد ہے۔ ت)۔ عجب کرتا ہُوں کہ یہ اُسے مفید ہوا۔ اس نے مجرّدات کا جزئیاتِ مادّیہ کو بروجہِ جزئی جاننا اپنا مذہبِ محقق بتایا، اور اسکی حقانیت پر اس قول کو دلیل ٹھہرایا، تو وہ یہاں محض محلِّ نقل وحکایت میں نہیں، بلکہ مقامِ تمسّک واستناد میں ہے۔ وُہ بھی مُجیبًا وَّمُنتَصِرًا، نہ سائلاً وصائلاً۔ تو یہ صاف اُمارتِ رضا وقبول ہے کما لایخفٰی علٰی کلّ عاقل، فضلاً عن فاضلٍ (جیسا کہ ہر عاقل پر پوشیدہ نہیں چہ جائیکہ فاضل پر پوشیدہ ہو۔ ت)۔ علاوہ بریں ہم ثابت کر آئے کہ ایسے اقوال کا بہ تصریحِ حکایت بیان کرنا بھی حلال نہیں جب تک مقرون بہ رَدّ وانکار نہ ہو۔

وبعد اللتیا والتی اِس قول کی شَناعَت وبَشاعَت میں شک نہیں، تَدَبّر تَدرِ (غور کر،

---

[1] القرآن الکریم ۱۹/۸۲

[2] اعلام بقواطع الاسلام مع سبل النجاۃ الفصل الاول مکتبۃ الحقیقیۃ دار الشفقت ترکی ص ۳۵۹

[3] ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍ ۳۷۴

www.alahazratnetwork.org

توسمجھ لے گا۔ ت)۔

قولِ ہفتم

میں اُس کفرِ بَواح کو خُوب چمکایا اور رفعِ ریا سے پردۂ حیا اٹھا کر حقِ مبین و قولِ محققین ٹھہرایا۔ صاف لکھا کہ:

عدمِ زمانی حقیقۃً عدم نہیں جس نے کسی وقت میں خلعتِ وجود پایا یا پائے گا، وہ نہ معدوم تھا، نہ معدوم ہو۔ بلکہ یہ فقط پردہ وحجاب ہیں۔ پہلے نہ تھا، یعنی پوشیدہ تھا۔ اور اب نہ رہا، یعنی چھُپ گیا۔ ورنہ حقیقۃً وہ واقع ونفس الامر میں وجود سے مُنفک نہیں۔

اِنّا للہِ و اِنّا الیہ راجعون (بے شک ہم اللہ کے مال ہیں اور ہم کو اسی طرف پھرنا ہے۔ ت)۔

اس قولِ شنیع پر جو شناعاتِ شدیدہ لازم، حدِ عَد سے خارج۔ ولکن مالا یُدرَکُ کُلُّہٗ لایُترَكُ کلّہٗ (لیکن جو چیز مکمل طور پر پائی نہ جاسکتی ہو وہ مکمل طور پر چھوڑی نہ جائیگی۔ ت)

فاقول وباللہ التوفیق (تومیں کہتا ہوں، اور اللہ تعالٰی ہی کی طرف سے توفیق ہے۔ ت):

اوّلاً نصوصِ صریحۂ قرآنیہ کا خلاف، اللہ تبارک وتعالٰے فرماتا ہے:

اَوَلایذکر الانسان انّا خلقنٰہ مِن قبل ولم یك شیئًا[۱] کیا آدمی یاد نہیں کرتا کہ ہم نے اُسے بنایا اِس سے پہلے، اور وُہ کچھ نہ تھا۔

زیدِ متفلسِف کہتا ہے: تھا کیوں نہیں؟ البتہ پوشیدہ تھا۔ حق جَلَّ وَعَلا فرماتا ہے:

وانّہ اھلك عادا الاولیٰ o وثمودَ فما اَبقیٰ[۲] اللہ نے ہلاک کر دیا اگلی قومِ عاد کو اور ثمود کو، سو ان میں کوئی باقی نہ رکھا۔

زیدِ متفلسف کہتا ہے، باقی کیسے نہیں؟ واقع ونفس الامر میں رُوحیں بدن سے متعلق ہیں، ہاں نگاہوں سے چھُپ گئے۔

رب تعالٰی وتقدس فرماتا ہے:

---

[۱] القرآن الکریم ۱۹/ ۶۷

[۲] " " ۵۳/ ۵۰ و ۵۱

www.alahazratnetwork.org

کل من علیہا فان ویبقٰی وجہ ربک ذو الجلال والاکرام[1] جتنے زمین پر ہیں سب فنا ہونے والے ہیں اور باقی رہے گا تیرے رب کا وجہ کریم عظمت وتکریم والا۔

زید متفلسف کہتا ہے: باقی تو سبھی رہیں گے مگر ۔ اور پردہ میں، اور تو ظاہر۔

اسی طرح صدہا آیات واحادیث میں جن سے زنہار زید کو جواب ممکن نہیں۔ مگر یہ کہ جہاں جہاں قرآن[عہ] حدیث میں خلق وایجاد وابداع وتکوین واقع ہوئے ہیں، انھیں بمعنی ظہور، اور اماتت و اہلاک و افنا و اعدام کو بمعنی تغییب۔ اور عدم وفنا وموت وہلاک کو بمعنی غیبوبت (کہے[عہ])

اور پُر ظاہر کہ یہ تاویل نہیں، تبدیل ہے، کہ ہر گز لغت وعرف کچھ اس کے مُساعد نہیں ۔۔۔۔ اَشقیائے فلاسفہ قرآن عظیم میں یوں ہی تحریف معنوی کرتے ہیں ۔۔۔ جنّت کیا ہے؟ لذتِ نفسانی ۔۔۔ نار کیا ہے؟ اَلمِ روحانی ۔۔۔ تطّلع علی الافئدۃ[2] (وہ آگ جو دلوں پر چڑھ جائے گی۔ ت) دیکھا فی عمد ممددۃ[3] (لمبے لمبے ستونوں میں اُن پر بند کردی جائے گی۔ ت) سے کام نہیں۔ عیاذًا باللہ (اللہ تعالٰی کی پناہ۔ ت)۔

وہ دن قریب آتا ہے کہ: یدعون الٰی نار جہنم دعًا[4] (جس دن جہنم کی طرف دھکا دے کر دھکیلے جائیں گے۔ ت) جہنم میں دھکا دے کر پُوچھا جائے گا: افسحرٌ ھٰذا ام انتم لا تبصرون[5] کیوں بھلا یہ جادو ہے یا تمھیں سُوجھتا نہیں؟ ۔ اُس وقت اِن تاویلوں کا مزہ آئے گا ۔ فانتظروا انی معکم من المنتظرین[6] (تو راستہ دیکھو میں بھی تمھارے ساتھ دیکھتا ہوں۔ ت)۔

اور ایک انھیں پر کیا ہے، دنیا بھر کے بدعتی نصوصِ شرع کے ساتھ یوں ہی کھیلتے ہیں ۔ خود اصلِ بدعت ومنشاء ضلالت اِسی قسم کی تاویلیں ہیں۔ معتزلہ کہتے ہیں:

والوزن یومئذن الحق[7] تول اُس دن حق ہے ۔ یعنی جانچ ہوگی، میزان کچھ نہیں۔

عہ سقط من نسختنا المخطوطۃ ولابد منہ او من نحوہ ۱۲ محمد احمد

---

[1] القرآن الکریم ۵۵/ ۲۶، ۲۷
[2] القرآن الکریم ۱۰۴/ ۷
[3] " " ۱۰۴/ ۹
[4] " " ۵۲/ ۱۳
[5] " " ۵۲/ ۱۵
[6] " " ۷/ ۷۱ و ۱۰/ ۲۰ و ۱۰/ ۱۰۲
[7] " " ۷/ ۸

www.alahazratnetwork.org

وجوہ یومئذ ناضرۃ ۝ الٰی ربھا ناظرۃ۔[1] کچھ مُنہ اُس دن تر و تازہ ہوں گے اپنے رب کی طرف دیکھتے۔

یعنی اُس کی رحمت کی اُمید رکھتے رُؤیتِ الٰہی ہوئے، الٰی غیر ذٰلك من الجھالات الکثیفۃ والضلالات الخسیفۃ (اس کے علاوہ بھاری جہالتوں اور ذلیل گمراہیوں سے۔ ت)۔

پھر کیا یہ تاویلیں اُن کے کام آئیں اور اُنھیں بدعتی ہونے سے بچالیا؟ ــــ تاہم وزن سے جانچ اور منہ دیکھنے سے امیدواری مراد ہونا اتنا بعید نہیں جس قدر بے لگاؤ تحریفیں اِس مُتفلسف کو کرنی پڑیں گی۔ کما لایخفٰی۔ واللہ الھادی (جیسا کہ پوشیدہ نہیں۔ اور اللہ ہی ہادی ہے۔ ت)۔

شِفا شریف میں باطنیہ وغیرہم غُلاۃ کو ذکر کرکے فرماتے ہیں:

زعموا ان ظواھر الشرع لیس منھا شیئ علٰی مقتضٰی و مفھوم خطابھا۔ وانما خاطبوا بھا الخلق علٰی جھۃ المصلحۃ لھم اذ لم یمکنھم التصریح، لقصور افھامھم۔ فمضمن مقالاتھم ابطال الشرائع وتکذیب الرسل والارتیاب فیما اتوا بہ[2] اھ ملخصًا۔

انھوں (باطنیہ) نے گمان کیا کہ نصوصِ شرع اپنے ظاہری الفاظ و خطاب کے مقتضٰی پر نہیں، رسولوں نے تو مخلوق کو محض ان کی مصلحت کے اعتبار سے خطاب کیا کیونکہ مخلوق کی کم فہمی کی وجہ سے رسولوں کے لئے تصریح کرنا ممکن نہ تھا۔ ان لوگوں (باطنیہ) کے کلام کا تقاضا یہ ہے کہ احکامِ شرع باطل ہوجائیں، رسولوں کی تکذیب ہوجائے اور رسولوں کے لائے ہوئے احکام میں شک و شبہہ پیدا ہوجائے اھ تلخیص (ت)

اہلِ سنّت کا اجماع ہے کہ نصوص اپنے ظاہر پر حمل کئے جائیں، اور اُن میں پھیر پھار حرام و نابکار، کما صُرِّحَ بہٖ فی کتب العقائد متنًا وشرحًا (جیسا کہ کتبِ عقائد چاہے متن ہوں یا شرح میں اسکی تصریح کردی گئی ہے۔ ت)۔

ثانیًا جب وِعائے دہر میں باقی رہنا حقیقۃً وجود ٹھہرا اور اَعدامِ زمانیہ محض حجاب و خفا، تو لازم آیا کہ حضرت حق جلّ و علا کسی موجود کو معدوم نہ کرسکے۔ اور اُس کی مخلوق پر اُس کا قابو نہ رہے کہ

---

[1] القرآن الکریم ۷۵/ ۲۲ و ۲۳

[2] الشفا بتعریف حقوق المصطفٰی فصل فی بیان ما ھو من المقالات کفر المکتبۃ الشرکۃ الصحافیہ ۲/ ۲۶۹

www.alahazratnetwork.org

غایت درجہ اُنھیں غائب کرسکتا ہے، صفحۂ دہر سے مٹانا کیونکر ممکن؟ کہ ہُوئی آن ہُوئی کبھی نہ ہو گی ـــــ وھٰذا ابینٌ جدًّا (اور یہ خوب ظاہر ہے۔ ت)۔

والحاصل انّ العدم الحقیقی علٰی ھذا هو الارتفاعُ عن صفحۃِ الدھر، کما اعترف بہ، وکلّ ما وُجِد اویُوجدُ فانّہٗ مرتسمٌ فیھا۔ وانّما المرتفع مالم یتناولہ اسم الوجود من ازل الاٰزال الٰی ابدِ الاٰبود۔ فما دخل فی الکونِ ولو اٰنًا قد تناولہٗ اسمُ الوجود ـــ لایمکن ان یصیر التناولُ لاتناولًا، فاستحال العدمُ الحقیقی ـ والعیاذُ باللہِ تعالٰی۔

خلاصہ یہ ہے کہ اس نظریے کی بنیاد پر عدمِ حقیقی، صفحۂ دہر سے مرتفع ہونے کا نام ہے جیسا کہ زید نے اس کا اعتراف کیا ہے۔ جو شئے بھی پائی گئی یا پائی جائے گی کہ وُہ اس میں مرتسم ہے۔ مرتفع تو فقط وہ ہے جو ازل سے ابد تک اسمِ وجود سے موسوم نہ ہو۔ لہٰذا جو شئے کون میں ایک آن کے لیے بھی داخل ہوئی اسمِ وجود اس کو متناول ہوگیا۔ اور تناول کا لاتناول ہونا ممکن نہیں ہے۔ چنانچہ عدمِ حقیقی محال ہوا۔ اور اللہ تعالٰی کی پناہ۔ (ت)

ثالثًا جو مسلمان بہ شفاعتِ سیّد الشافعین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یا بہ محض رحمتِ ارحم الراحمین جلت عظمتہ، جہنّم سے نکل کر جنّت میں جائیں اِس مذہب پر لازم کہ وہ واقع ونفسُ الامر میں جہنم میں ہوں، اور اس نکلنے کا صرف یہ حاصل کہ اُن کا دوزخ میں ہونا مخفی ہے۔

یوں ہی ابلیس قبلِ انکارِ سجود جنّت میں تھا۔ قال تعالٰی:

فاھبط منھا فما یکون لک ان تتکبّر فیھا[1]

اُتر جنّت سے کہ تیرے لئے یہ نہ ہوگا کہ تُو اس میں غرور کرے۔

تو لازم کہ واقع ونفسُ الامر میں وہ جنّت میں ہے، اور یہ نکالنا فقط اُس امر کا چھپا ڈالنا۔

اگر کہئے اُن مسلمانوں کو عذاب وعقاب کی تکلیف تو نہ رہے گی۔ ہم کہیں گے تمھارے طور پر بیشک رہے گی ـــ نہایت یہ کہ چھپے چوری ـــ واستغفر اللہ العظیم (میں عظمت والے اللہ سے مغفرت چاہتا ہوں۔ ت) اِسی طرح شیطان کا اِلتذاذ۔

غرض یہ کہ کسی قدر کوشش کیجئے خفاء وظہور سے بڑھ کر کوئی بات نہ نکلے گی۔ اور کام واقع ونفس الامر سے ہے۔

---

[1] القرآن الکریم ۷/ ۱۳

www.alahazratnetwork.org

سابعًا لازم کہ کافر عہ بحالتِ کفر داخلِ جنت ہو ـــ مثلاً زید کافر تھا اب اسلام لایا تو اس کے کفر پر صرف عدمِ زمانی طاری ہوا جس کا محصّل اختفا سے زیادہ نہیں ـــ وجودِ حقیقی کی نفی نہیں کرسکتا ـــ اور کفر طبیعتِ ناعتیہ ہے کہ اپنے قیام کو طالبِ موضوع ـــ اور تبدلِ موضوع بہ اجماعِ عقلا ممنوع؛

فان القائم بهذا غير القائم بذاك.

اس لئے کہ جو اس کے ساتھ قائم ہے وہ اور ہے اور جو اس کے ساتھ قائم ہے وہ اور ہے (ت)

تو بالضرور وہ کفر کہ واقع و نفس الامر میں موجود ہے، زید ہی کی ذات سے قائم ـــ اور قیامِ مبدء صدقِ مشتق کو مستلزم ـــ تو حقیقۃً وہ کافر بھی ہے۔

اور ہر کافر کہ مسلمان ہوجائے بہ حکمِ شرع داخلِ جنت ہوگا تو بالضرورۃ لازم کہ یہ کافر باوصفِ کفر داخلِ جنت ہو ـــ نہایتِ کار یہ کہ وہ کفر اس کا بوجہِ عدمِ زمانی پوشیدہ ہے اور اسلام آشکار۔

خامسًا جب سابق و لاحق اعدامِ زمانیہ سبب احتجاب و خفا تو لازم کہ عالمِ ایجاد کا ذرہ ذرہ ازلی ابدی ہو ـــ زید کل تک نہ تھا، یعنی پوشیدہ تھا ـــ پرسوں نہ رہے گا یعنی چھپ جائے گا ـــ وجودِ حقیقی دائم و سرمدی ـــ اس سے بڑھ کر کون سا کفر ہوگا!

تقريره ان القدم الذي نخصه بالملك العزيز جل جلاله وصفاته العلى ليس بمعنى ان لا يمر زمان الا وهو فيه، او لا يخلو عنه جزء من اجزاء الزمان، فانه سبحنه وتعالى متعال عن الزمان، لا يمر عليه زمان كما لا يحيط به مكان، فهو مع كل زمان لكن ليس فى الزمان، وكذلك صفاته جلت اسماؤه، الا ترى ان الفلاسفة قالوا بقدم العقول

اس کی تقریر یہ ہے کہ جو قدم ہم اللہ تعالٰی کی ذات اور اس کی صفاتِ عالیہ کے ساتھ مختص کرتے ہیں اس کا یہ معنی نہیں کہ کوئی زمانہ نہیں گزرتا مگر وہ اس میں ہوتا ہے یا یہ کہ اجزاءِ زمانہ میں سے کوئی جز اس سے خالی نہیں ہوتی۔ اس لئے کہ اللہ سبحنہ وتعالٰی زمان سے برتر ہے۔ اس پر زمان کا مرور نہیں ہوسکتا جیسا کہ مکان اس کا احاطہ نہیں کرسکتا، چنانچہ وہ ہر زمان کے ساتھ ہے لیکن ہر زمان میں نہیں ہے۔ یونہی اس کی صفاتِ جلیلہ ہیں۔ کیا تو نہیں دیکھتا کہ فلاسفہ نے عقول کو قدیم کہا تو ہم نے

عہ یوں ہی لازم کہ مسلمان باوصفِ اسلام مخلّد فی النار ہو کما فی الارتداد، والعیاذ باللہ والبیان البیان (جیسا کہ ارتداد میں ہوتا ہے۔ اور اللہ کی پناہ۔ جو بیان تمہارا وہی بیان ہمارا۔ ت) ۱۲ منہ

www.alahazratnetwork.org

فاکفرناھم، مع انھم لایعتقدون قِدمھا بالمعنی المذکور لانھا ایضًا لیست عندھم من الزمانیات، فاذن لانعنی بہ الاّ انّ الشیئ لابدایۃ لوجودہ کما نقصد بالابدیۃ ان لانھایۃ لخلودہ، وھذا ظاھر جلیٌّ، وقد صرّح بہ ائمۃ الکلام کالامام الرّازی وغیرہ۔ واذا کان الامر کما وصفنا لک، والاعدام الزمانیۃ لاتزیدُ عندک علٰی غیبۃٍ وخفاءٍ فاذن ما تظنہ اٰن الحدوث واٰن الفناء لیسا بھما، ولا بھما بدایۃ الوجود ونھایتہ، وانّما ھما اٰنا بدایۃ الظھور وانتھائہ۔ امّا الوجود الواقعی فلا اول لہ ولا اٰخر، اذ لیس فی الدھر علی القول بہ امکان یسع "یکون وقد کان" فما خلت عنہ الصفحۃ لایرتسم فیھا ابدا، وما ارتسم فیھا مرّۃً لاینمحق عنھا اصلا۔ فلابد انّ کُلّ موجودٍ کان مستقرًّا فیھا من الازل، ویبقٰی مستمرًّا الی الابد، فثبت ان لابدایۃ لوجود العالم ولانھایۃ، وھذا ما اردنا الالزام بہ۔ یقول العبد الضعیف

انھیں کافر قرار دیا باوجودیکہ وُہ معنی مذکور کے ساتھ عقول کے قدیم ہونے کا اعتقاد نہیں رکھتے، کیونکہ ان کے نزدیک عقول بھی زمانیات میں سے نہیں ہیں۔ تو اب قدیم ہونے سے ہماری مراد فقط یہ ہے کہ شَی کے وجود کی ابتداء نہ ہو جیسا کہ ہم ابدیت سے اس معنٰی کا قصد کرتے ہیں کہ اس کے خلود کی انتہا نہ ہو۔ اور یہ خوب ظاہر ہے۔ تحقیق اس کی تصریح فرمائی ہے ائمہ کلام نے، جیسے امام رازی وغیرہ۔ اور جب معاملہ ایسا ہی ہے جیسا ہم نے تیرے لئے بیان کیا اور اعدام زمانیہ تیرے نزدیک حجاب و خفاء سے بڑھ کر نہیں ہیں تو اس صورت میں لازم آئے گا کہ جس کو ہم آنِ حدوث اور آنِ فناء گمان کرتے ہیں وہ آن حدوث و آنِ فناء نہ ہوں اور نہ ہی اُن سے وجود کی ابتداء و انتہاء ہو بلکہ وہ تو ظہور کی آنِ بدایت و آنِ نہایت ہوں گی۔ رہا وجودِ واقعی تو اس کا نہ اوّل ہے نہ آخر، کیونکہ اس قول کی بنیاد پر دہر میں کوئی امکان نہیں جو ہوسکتا ہو اور ہوچکا ہو۔ چنانچہ جس شَی سے صفحۂ دہر خالی ہے وہ کبھی بھی صفحۂ دہر میں مرتسم نہیں ہوگا اور جو اس میں ایک مرتبہ مرتسم ہوگیا ہے وہ کبھی بھی اس سے نہیں مٹے گا۔ لہذا ضروری ہے کہ ہر موجود اس میں ازل سے مستقر ہو اور ابد تک مسلسل باقی رہے، تو ثابت ہوگیا کہ وجودِ عالم کی نہ ابتداء ہے نہ انتہاء۔ اور یہ ہی وہ الزام ہے جس کا ہم نے ارادہ کیا تھا۔ عبدِ ضعیف کہتا ہے

www.alahazratnetwork.org

نُطف بہ المولی اللطیف : انا لو اوسعنا المقال، فی ابطال ھذا المحال، فعندنا بحمد اللہ تعالٰی شوارق بوارق تبھر العماء عہ، وسحائب قواضب تمطر الدماء، ولئن تضرعنا الی القریب المجید، لرجونا المزید، ونلنا البعید، ولکن فیما ذکرنا کفایۃ، لاھل الدرایۃ، والحمد للہ علٰی حسن الھدایۃ۔

اللہ مہربان اس پر مہربانی فرمائے کہ اگر ہم اس محال کو باطل کرنے میں کلام کو وسعت دیں تو اللہ تعالٰی کی مہربانی سے ہمارے پاس ایسی چمکدار بجلیاں ہیں جو بلند بادل پر غالب آجائیں اور ایسی تیز برسنے والی بدلیاں ہیں جو خون برسا دیں۔ اور اگر ہم اپنے قریب بزرگی والے رب کی بارگاہ میں فریاد کریں تو مزید کی امید ہے اور ہم بعید کو بھی پالیں لیکن جس قدر ہم نے ذکر کیا ہے اس میں سمجھداروں کے لئے کفایت ہے، اور اچھی ہدایت پر اللہ تعالٰی کیلئے تمام حمدیں ہیں۔ (ت)

اے مسکین! البتہ یہ شان ہمارے نزدیک علمِ باری عزّ مجدہٗ کی ہے کہ ازلاً و ابداً تمام کوائن ماضیہ و آتیہ کو محیط، اور زمانہ سے منزّہ ۔

لایعزب عنہ مثقال ذرۃ فی السمٰوٰت و لا فی الارض[1]

اس سے غائب نہیں ذرہ بھر کوئی چیز آسمانوں میں اور نہ زمین میں۔ (ت)

عالَم جب تک نہ بنا تھا ذرہ ذرہ اس کے علم میں تھا، اب کہ بنا، اب بھی بدستور ہے۔ جب فانیات پر وعدۂ الٰہیہ آئے گا اُس وقت بھی ہر چیز اُس کے علم میں ہو گی۔ عالَم بدلتا ہے اور اُس عالِم کا علم نہیں بدلتا۔ شَے پر تین حال گزرے: عدم، حدوث، فنا۔ وہ اُسے اِن تینوں حالوں پر تفصیلاً ازل سے جانتا ہے اور ابد تک جانے گا۔ معلوم میں تغیّر آیا اور علم میں اصلاً تغیّر نہ ہوا۔ البتہ صرف ہماری زبان میں کہ دائرۂ زمان سے باہر قدم نہیں رکھ سکتی۔ اُس علم سے تعبیریں متعدد ہوگئیں، یعنی: یُوْجَدُ، موجود، کان وُجِدَ۔

غرض یہی ہے وہ نحوِ وجود جس میں تبدّل کو راہ نہیں۔ اب چاہے اِسے تم اپنی اصطلاح میں "وِعائے دہر" کہو، یا "حاقِ واقع" یا کچھ اور ۔ مگر حاشا کہ یہ اشیاء کا وجود حقیقی ذاتی نہیں، نہ اِس میں حصولِ شے کو فی نفسہٖ

عہ ھو اللجاج لانھم قلیلا مایبتھون ۱۲ منہ

---

[1] القرآن الکریم ۳۴/ ۳

www.alahazratnetwork.org

موجود کہیں، ورنہ وہی استحالے لازم آئیں۔

زمانیات کا وجود و عدم حقیقۃً یہی ہے جسے زید ظہور و خفا کہتا ہے ــ کافر مسلمان ہوا، قطعاً اُس کا کفر نفسُ الامر میں مُنعَدِم ہوگیا کہ وہ زنہار اب اُس کی ذات سے قائم نہیں، اور اس کا کون فی نفسہٖ نہیں مگر کَوْنٌ فی الموضوع۔ مسلمان دوزخ سے نکلا، یقیناً وہ حالت معدوم ہوگئی کہ یہ بھی عرض ہے اور بعد زوال باطل و مرفوع ــــ وعلٰی ہٰذا القیاس۔

یا ھٰذا! اگر صرف وجودِ علمی، وجودِ واقعی ہو تو ممتنعات کے سوا کوئی معدوم نہ رہے کہ علم میں حجر نہیں۔ موجود و معدوم سب سے متعلق ہوتا ہے ــــ مَعَ ھٰذا ہر عاقل جانتا ہے کہ علمِ عالم میں وجودِ شَے سے شَے کو موجود نہیں کہہ سکتے ــ طوفانِ نوح مفقود ہے اور ہمارے علم میں موجود۔ قیامت ہنوز معدوم ہے اور ہمارے ذہن کو معلوم ــ ولن یقاس العلم بالواقع، فاین الحکایۃ من المحکی عنہ (علم کا اندازہ واقع سے نہیں لگایا جاتا تو کہاں حکایت اور کہاں محکی عنہ۔ ت)۔

اے نادان! یہ دقتیں جو تجھے پیش آئیں اِس سَفاہت کا ثمرہ تھیں کہ اُس وِعاءِ مُختَرَع کا نفس الامر نام رکھ کر اُس میں بقاء و استمرار کو حقیقۃً وجودِ اشیا مانا اور اَعدامِ سابقہ و لاحقہ زمانیہ کو محض اِحتجاب و خفا جانا

ع فَلَیْتَ النَّمْلَ لَمْ تَطِرْ

(کاش! چیونٹی نہ اُڑتی۔ ت)

اور اُس پر طُرّہ یہ ہے کہ وِعاءِ دہر کو ظرفِ حقیقی جُداگانہ ٹھہرایا۔ اور زمانیات کا وجودِ دہری وجودِ زمانی سے علٰحدہ بتایا، یہاں تک کہ تمام اجزائے زمان سے اِنعدام پر بھی بقا باقی رکھی۔ اور اس تقریر پر مَنہَجِ عقلی سے بھی جو استحالات قائم، مُشتَغِلانِ فلسفہ و کلام و مُعتادانِ جِدال و خِصام پر مُختَفی نہیں ــــ مگر ہم ان میں اِطالت سے اِضاعتِ اوقات نہ کریں گے کہ شانِ فتوٰی واجبُ الاِعْظَام نہ یہ چپقلش ہمارا کام۔ ومِنْ حُسنِ اسلامِ المرء ترکُہٗ مالا یَعْنِیْہِ[1] (آدمی کے اسلام کا حُسن یہ ہے کہ وہ لایعنی باتوں کو چھوڑ دے۔ ت)۔

تنبیہ: قد علمنا ان الکلام ھٰھنا سینجرّ (تحقیق ہمیں معلوم ہے کہ کلام ایک مشکل علمی مسئلہ کی

---

[1] جامع الترمذی ابواب الزہد باب ماجاء من تکلم بالکلمۃ لیضحک الناس امین کمپنی دہلی ۲/۵۵
سنن ابن ماجہ ابواب الفتن باب کف اللسان فی الفتنۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۹۵
مسند احمد بن حنبل عن حسین رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۱/۲۰۱

www.alahazratnetwork.org

الیٰ مسئلۃ عویصۃ فی العلم۔ ولکنّھا انما تعتاص علی الذین جعلوا قلوبھم وراء ظنونھم، او اعتادوا الجدال ؕ وقیل وقال ؕ وکثرۃ السؤال ؕ وركض البغال[1] ؕ فی مضیق المجال ؕ امّا اھل السنۃ فھم بحمد اللہ اٰمنون فرحون ؕ بفضل اللہ مستبشرون، لایصعب علیھم شیئ من مسائل الذات ؕ و دقائق الصفات ؕ کیف وانّھم اصّلوا اصلاً فی اصول الدین ؕ فھو وردھم وھو صدرھم فی کل حین ؕ وذٰلک انّ ما اثبتہ الشرع فسمعا و طاعۃ، وما ردّہ فالیک عنّا، وما لم یخبر فعلمہ الی اللہ ــ وھم لایجزون[2] التقوّل علی اللہ سبحٰنہ و تعالٰی من دون ثبت او اثارۃ من علم ــ سبحٰنک لاعلم لنا الّا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم[3]

طرف بڑھے گا۔ لیکن وہ مسئلہ اُن لوگوں پر دشوار اور پیچیدہ ہوگا جنھوں نے اپنے دلوں کو گمانوں کے پیچھے کردیا۔ یا وہ جھگڑے، قیل وقال، کثرتِ سوال اور تنگ میدان میں خچروں کو ایڑ لگانے کے عادی ہیں۔ رہے اہلِ سنّت وجماعت تو وہ بحمداللہ ایمان لانیوالے خوش ہونیوالے اور اللہ تعالٰی کے فضل پر خوشیاں منانے والے ہیں۔ ان پر مسائلِ ذات اور دقائق صفات میں سے کچھ بھی دشوار نہیں، کیسے دشوار ہوسکتا ہے جبکہ خود انھوں نے دین کے اصول بیان کئے ہیں اور دین میں وہی گھاٹ ہے جس پر ہر وقت ان کا آنا جانا ہے۔ اور یہ اس لئے کہ جس کو شرع نے ثابت کیا ہم اسی کو سُنتے اور مانتے ہیں۔ اور جس کو شرع نے رَد کردیا تو وہ ہماری طرف سے تیری طرف لوٹا اور جس کی خبر شرع نے نہ دی تو اس کا علم اللہ تعالٰی کو ہے۔ وُہ اللہ سبحٰنہ وتعالٰی کے بارے میں دلیل وعلم کے بغیر گفتگو کو روا نہیں رکھتے۔ پاکی ہے تجھے، ہمیں کچھ علم نہیں مگر جتنا تُو نے ہمیں سکھایا، بیشک تُو ہی علم وحکمت والا ہے۔ (ت)

---

[1] خصّھا بالذکر لانھا لا تصلح لکر ولا فر ۱۲ منہ (قدس سرہ)

بطور خاص اس کا ذکر کیا کیونکہ یہ کر و فر کی صلاحیت نہیں رکھتا ۱۲ منہ (ت)

[2] کذا فی نسختنا المخطوطۃ (لایجزون) لیصح معناہ ایضاً۔ لکن یخالج صدری انہ لایجیزون وسقطت الیاء من قلم الناسخ، فان الاخطاء وقعت منہ کثیرا و صوبنا بالصعوبات یطول ذکرھا ۱۲ محمد احمد المصباحی۔

---

[3] القرآن الکریم ۲/ ۳۲

www.alahazratnetwork.org

اتفق مشایخنا ان من رأی امر الکفار حسنا فقد کفر، حتی قالوا فی رجل قال ترك الکلام عند اکل الطعام حسن من المجوس، او ترك المضاجعۃ عندھم حال الحیض حسن، فھو کافر[1] اھ ومثلہ فی البحر الرائق وغیرہ۔

ہمارے مشائخ کا اس پر اتفاق ہے کہ جو کافروں کے کسی کام کی تحسین کرے وہ کافر ہے، یہاں تک انھوں نے اُس شخص کے بارے میں کہا کہ وہ کافر ہے جس نے یُوں کہا کیا مجوسیوں کا کھانے کے وقت کلام کو ترک کرنا حسن ہے یا حالتِ حیض میں ان کا بیوی کے ساتھ ہم بستری کو ترک کرنا حسن ہے اھ۔ بحرالرائق وغیرہ میں اس کی مثل ہے۔ (ت)

اِعلام میں ہمارے عُلما سے کفرِ متفق علیہ کی فصل میں منقول:

او صدق کلام اھل الاھواء او قال عندی کلامھم کلام معنوی او معناہ صحیح او حسن رسوم الکفار[2] اھ۔

یا اُس نے بدمذہبوں کے کلام کی تصدیق کی یا کہا کہ میرے نزدیک ان کا کلام بامعنی ہے یا اس کا معنیٰ صحیح ہے یا کافروں کی رسموں کی تحسین کی اھ (ت)

وحمل العلامۃ ابن حجر اھل الاھواء علی الذین نکفرھم ببدعتھم، قُلْتُ وھو کما افاد، ولایستقیم التخریج علی قول من اطلق الاکفار بکل بدعۃ، فان الکلام فی الکفر المتفق علیہ، فلیتنبہ۔

امام حجر نے بدمذہبوں کو اُن لوگوں پر محمول کیا ہے جن کو ان کی بدعات کی وجہ سے ہم کافر قرار دیتے ہیں میں کہتا ہوں کہ ایسا ہی ہے جیسا امام حجر نے افادہ فرمایا۔ اور اُس شخص کے قول پر تخریج درست نہ ہوگی جو ہر اہلِ بدعت کو مطلقاً کافر کہتا ہے کیونکہ کلام اُس کفر میں ہے جو متفق علیہ ہے۔ خبردار ہونا چاہئے۔ (ت)

ثانیاً ابوبکر بن ابی الدنیا کتاب ذم الغیبۃ اور ابویعلٰی اپنی مسند اور بیہقی شعب الایمان میں سیدنا انس رضی اللہ تعالٰی عنہ ــ اور ابن عدی کامل میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی حضور پُرنور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اذا مُدِحَ الفَاسِقُ غَضِبَ الرَّبُّ وَاھْتَزَّ لِذٰلِكَ

جب فاسق کی تعریف کی جاتی ہے رب غضب فرماتا ہے اور اس کے سبب عرشِ خدا

---

[1] غمز عیون البصائر مع الاشباہ والنظائر الفن الثانی کتاب السیر والردۃ ادارۃ القرآن کراچی ۱/۲۹۵
[2] اعلام بقواطع الاسلام مع سبل النجاۃ الفصل الاول مکتبۃ الحقیقۃ دارالشفقۃ استنبول ترکی ص ۳۷۱

www.alahazratnetwork.org

طریقہ محمدیہ میں ہے:

کل تحسین للقبیح القطعی کفر۔[۱] جو قطعی طور پر قبیح ہو اس کی تحسین کفر ہے (ت)

اُسی میں امام ظہیر الدین مرغینانی سے مروی:

من قال لمقرئ زماننا احسنت عند قراءتہ یکفر۔[۲] ہمارے زمانے کے نغمہ کے ساتھ قرآن پڑھنے والے کو کسی نے کہا تُو نے اچھا کیا ہے تو کافر ہو جائے گا۔ (ت)

محیط میں ہے:

اذا شرع فی الفساد وقال لاصحابہ "بیایید تا یکے خوش بزیم" کفر۔[۳] فساد شروع کیا اور اپنے ساتھیوں کو کہا کہ "آؤ خوشی چنیں" تو کافر ہوگیا۔ (ت)

اور اس اصل کی فروع، کلماتِ علما میں بیش از بیش ہیں۔ نسأل اللہ العافیۃ (ہم اللہ تعالٰی سے عافیت مانگتے ہیں۔ ت)

رابعًا اطراء و اغراق کا طوفانِ مُغرق، فوران مُوبق تماشے کے لائق، کہ یہ کتاب فرشتہ اثر بلکہ فرشتہ گر ہے۔

سبحان اللہ! کفریات و ضلالات و خرافات و بطالات کا مجموعہ۔ اور یہ بڑا دعوٰی کہ آدمی کو فرشتہ[عہ] بنا دیتی ہے۔ عُلَما فرماتے ہیں، ملائکہ سے تشبیہ دینا نہ چاہیے، اور اُس پر اصرار، مورثِ اکفار۔ والعیاذ باللہ تعالٰی۔

شفا و نسیم میں ہے:

عہ یارب! مگر وہ قول مرجوح و مہجور اختیار کیا گیا ہوگا کہ ابلیس بھی ایک صنفِ ملکی سے تھا اس بنا پر "شیطان گر" کی جگہ "فرشتہ گر" کا اطلاق کیا، یا منطقِ جدید تو ہے ہی۔ نئی بولی میں شاید شیطان کو فرشتہ کہتے ہوں گے ۱۲ سلطان احمد عفا عنہ وسلمہ ربہٗ۔

---

[۱] الطریقۃ المحمدیۃ السابع عشر الغناء "التغنی حرام فی جمیع الادیان" مکتبہ حنفیہ کوئٹہ ۲/۱۴۰

[۲] " " " " " " " " " " " " " " ۲/۱۴۰

[۳] الفتاوی الہندیۃ بحوالہ المحیط کتاب السیر الباب التاسع نورانی کتب خانہ پشاور ۲/۲۷۳

www.alahazratnetwork.org

من یمثل بعض الاشیاء ببعض ما عظم اللہ من ملکوته (من الملئکة والعرش ونحوه) غیر قاصد للاستخفاف فان تکرر هذا منه وعرف به دل علی تلاعبه بدینه، وهذا کفر لامریة فیه[1] اھ ملخصا۔ 1

جس نے بعض اشیاء کو ایسی بعض اشیاء کے ساتھ تشبیہ دی جن کو اللہ تعالٰی نے عظمت بخشی (ملائکہ وعرش وغیرہ) درانحالیکہ تخفیف وتحقیر کے ارادہ سے نہ ہو۔ تو اگر وہ اس کا تکرار کرے اور اس کا عادی ہو تو یہ اس کے دین میں لہو ولعب کی دلیل ہے اور یہ کفر ہے، اس میں کوئی شک نہیں اھ ملخصاً (ت)

سبحٰن اللہ! پھر ایسے مجموعۂ چنیں وچناں کو "فرشتہ اثر" کہنا کس درجہ سخت ہوگا ــــ فتاوٰی عالمگیریہ میں ہے:

رجل قال لاٰخر "من فرشتہ توام" فی موضع کذا اعینك علی امرك، فقد قیل انه لایکفر وکذا اذا قال مطلقا انا ملك، بخلاف ما اذا قال "انا نبی" کذا فی التاتارخانیة[2]

ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ میں تیرا فرشتہ ہوں، فلاں جگہ تیرے کام میں تیری مدد کروں گا، تو کہا گیا ہے کہ وہ کافر نہیں ہوگا۔ یوں ہی اگر مطلقاً کہا کہ میں فرشتہ ہوں، بخلاف اس کے کہ کہے میں نبی ہوں۔ یوں ہی تتارخانیہ میں ہے۔ (ت)

محلِ غور ہے کہ فرشتہ بننا ایسی ہی خطرناک بات تھی جب تو بابِ مُکفِرات سے اُسے مناسبت، اور عُلما کو اظہارِ حکم کی حاجت ہو، وہ بھی ایسے الفاظ سے جو غالباً مُشعِرِ ضعف یا اختلاف ــــ تو فرشتہ گر بننا کس قدر اَشد واعظم ہوگا!

نسأل اللہ العافیة، وتمام العافیة، ودوام العافیة، والشکر علی العافیة، وحسن العاقبة، وکمال الایمان، واللہ المستعان، وعلیه التکلان۔

ہم اللہ تعالٰی سے عافیت طلب کرتے ہیں، عافیت تامہ، عافیت دائمہ، عافیت پر شکر، اچھی عاقبت اور ایمان کامل مانگتے ہیں، اور اللہ تعالٰی ہی سے مدد طلب کی جاتی ہے، اور اُسی پر بھروسہ ہے (ت)

---

[1] الشفا بتعریف حقوق المصطفٰی فصل واما من تکلم من سقط المطبعة الشرکة الصحافیة ۲/ ۲۸۳
نسیم الریاض فی شرح القاضی عیاض " " " " مرکز اہلسنت برکات رضا ۴/ ۳۴۱ - ۵۴۰
[2] الفتاوی الہندیة کتاب السیر الباب التاسع نورانی کتب خانہ پشاور ۲/ ۲۶۶

www.alahazratnetwork.org

11/11

اب نہ باقی رہا مگر نامِ کتاب

جس کے حکم سے بعض خُلّص اَعزّہ کان حِفظُ اللہِ لہٗ نصیرا حسناً (اللہ تعالٰی کی حفاظت اس کے لئے اچھی مددگار ہو۔ ت) نے اس مسئلہ کے وُرُود سے پیشتر سوال کیا تھا۔ ت)

فاقول وبِعَوْنِ اللہِ اَجُوْل (چنانچہ میں کہتا ہوں اور اللہ تعالٰی کی مدد سے گھومتا ہوں۔ ت) اُس میں باعتبارِ اختلافِ اضافت وتوصیفِ لفظ "ناطق" احتمالات عدیدہ پیدا۔ مگر کوئی محذورِ شرعی سے خالی نہیں۔

بر تقدیرِ اضافت ۔۔ عام ازاں کہ نام میں لام ہو یا من ۔۔ ظاہر ومتبادر "ناطق اَلنَّا لَہُ الحَدِید" سے جنابِ الٰہی ہے تعالٰی وتقدس ۔۔ کہ اس کا صریح ترجمہ اَلنَّا لَہُ الحَدِید کہنے والے کا منطقِ جدید ۔۔ یا ۔۔ اس کی طرف سے منطقِ جدید۔" اور پُر ظاہر کہ اس کلام کا فرمانے والا کون ہے؟ ۔۔ ہمارا مولٰی تبارک وتعالٰی۔

اِس تقدیر پر متعدد شناعاتِ شدیدہ لازم،

اَوّلاً مضامینِ کتاب کو حضرتِ عزّت تبارک وتعالٰی کی طرف نسبت کرنا، کہ جنابِ الٰہی جلّ ذکرہٗ پر کھلا افترا۔ حق عزّ مِن قائل فرماتا ہے:

انّ الذین یفترون علی اللہ الکذب لا یفلحون[1]	بے شک جو لوگ اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں مراد کو نہ پہنچیں گے۔

اور فرماتا ہے:

فمن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا[2]	اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر بہتان اٹھائے۔

یہاں تک کہ جمہور علماء ایسے شخص کو مطلقاً کافر کہتے ہیں۔ شرحِ فقہِ اکبر میں ہے،

فی الفتاوی الصغرٰی من قال "یعلم اللہ انّی فعلت ھذا" وکان لم یفعل کفر، ای لانّہ کذب علی اللہ[3]	فتاوٰی صغرٰی میں ہے جس نے کہا اللہ تعالٰی جانتا ہے کہ میں نے یہ کام کیا ہے حالانکہ اس نے وہ کام نہ کیا ہو تو کافر ہو جائے گا، کیونکہ اس نے اللہ تعالٰی پر جھوٹ باندھا ہے (ت)

---

[1] القرآن الکریم ۱۰/ ۶۹

[2] " " ۶/ ۱۴۴ و ۷/ ۳۷ و ۱۰/ ۱۷ و ۱۸/ ۱۵

[3] منح الروض الازہر شرح الفقہ الاکبر فصل فی الکفر صریحاً وکنایۃً مصطفی البابی مصر ص ۱۹۱

www.alahazratnetwork.org

محیط میں ہے :

فمن قیل لہ یا احمر قال خلقنی اللہ من سویق التفاح ، وخلقك من الطین او من الحمأۃ وھی لیست کالسویق کفر[1]

جس شخص کو کہا گیا اے احمر، تو اس نے کہا مجھے اللہ تعالٰی نے سیب کی شراب سے بنایا جبکہ تجھے کیچڑ یا گارے سے بنایا ہے اور وہ شراب کی مثل نہیں تو کافر ہوجائے گا۔ (ت)

فاضل علی قاری نے فرمایا :

ای لافترائہ علی اللہ تعالٰی ۔ مع احتمال انہ لایکفر بناء علی انہ کذب فی دعواہ[2]

یعنی وہ اللہ تعالٰی پر افترا باندھنے کی وجہ سے کافر ہوجائے گا باوجودیکہ یہ احتمال موجود ہے کہ وہ کافر نہ ہو اس بنیاد پر کہ وہ اپنے دعوٰی میں جھوٹا ہے۔ (ت)

دُرِ مختار میں ہے :

ھل یکفر بقولہ " اللہ یعلم او یعلم اللہ انہ فعل کذا ، اولم یفعل کذا " کاذبا ؟ قال الزاھدی الاکثر نعم ، وقال الشمنی الاَصَحُّ لا[3]

کیا کوئی شخص جھوٹ بول کر یہ کہنے سے کافر ہوجاتا ہے کہ اللہ جانتا ہے میں نے یہ کام کیا ہے یا اللہ جانتا ہے کہ میں نے یہ کام نہیں کیا۔ زاہدی کا کہنا ہے کہ اکثر نے کہا ہے ہاں (یعنی کافر ہوجائے گا) اور شمنی نے کہا، اصح یہ ہے کہ کافر نہیں ہوگا۔ (ت)

ردّ المحتار میں ہے :

ونُقِلَ فی نورِ العین عن الفتاوٰی تصحیحُ الاول[4]

نور العین میں فتاوٰی سے پہلے قول کی تصحیح منقول ہے۔ (ت)

ثانیًا یہود و نصارٰی سے کامل مشابہت۔ قال تعالٰی :

---

[1] منح الروض الازہر شرح الفقہ الاکبر بحوالہ المحیط فصل فی الکفر صریحًا وکنایۃً مصطفی البابی مصر ص ۱۸۲

[2] " " " " " " " " " " " " " "

[3] الدر المختار کتاب الایمان مطبع مجتبائی دہلی ۱/۲۹۲

[4] ردالمحتار " داراحیاء التراث العربی بیروت ۳/۵۲

www.alahazratnetwork.org

فویل للذین یکتبون الکتٰب بایدیھم ثم یقولون ھذا من عند اللہ لیشتروا بہ ثمنا قلیلا فویل لھم مما کتبت ایدیھم وویل لھم مما یکسبون[1]

سو خرابی ہے ان کے لئے جو اپنے ہاتھوں کتاب لکھتے ہیں پھر کہتے ہیں یہ اللہ کے پاس سے ہے تاکہ اس کے بدلے تھوڑی قیمت لیں۔ سو خرابی ہے انھیں ان کے ہاتھوں کے لکھے سے۔ اور خرابی ہے انھیں اس چیز سے جو کماتے ہیں۔

نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

مَنْ تَشَبَّہَ بِقَوْمٍ فَھُوَ مِنْھُمْ[2]۔ اخرجہ احمد وابوداؤد وابویعلٰی والطبرانی فی الکبیر عن ابن عمر باسناد حسن، وعلقہ خ۔ واخرجہ الطبرانی فی الاوسط بسند حسن عن حذیفۃ رضی اللہ تعالٰی عنہم۔

جو کسی قوم سے مشابہت پیدا کرے وہ انھیں میں سے ہے۔ (احمد، ابوداؤد، ابویعلٰی اور طبرانی نے معجم کبیر میں اسنادِ حسن کے ساتھ ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے تخریج کی۔ اور خ نے اس کو بطورِ تعلیق بیان کیا۔ اور طبرانی نے معجم اوسط میں اسنادِ حسن کے ساتھ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے تخریج کی ہے۔ ت)

ثالثاً علمائے نفسِ منطق کے لئے فرماتے ہیں: جو اُسے نبی صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی تعلیم بتائے کافر ہے کہ اس نے علمِ اقدس حضور سیدِ عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی تحقیر کی۔ حدیقہ ندیہ میں ہے:

الصحابۃ رضی اللہ تعالٰی عنھم لم یکونوا لیشغلوا انفسھم بھذا الفشار الذی اخترعہ الحکماء الفلاسفۃ۔ بل من اعتقد فی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انہ کان یعلم الصحابۃ ھذہ الشقاشق والھذیانات المنطقیۃ فھو کافر لتحقیرہ علم

صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کی یہ شان نہیں تھی کہ وہ خود کو ایسے چھلکوں میں مشغول کرتے جن کو فلاسفہ نے گھڑا ہے بلکہ جو شخص یہ اعتقاد رکھے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کو یہ جھاگ اور منطق کی نامعقول باتیں سکھاتے تھے وہ کافر ہے کیونکہ اس نے رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی

---

[1] القرآن الکریم ۲/ ۷۹

[2] سنن ابی داؤد کتاب اللباس باب فی لبس الشہرۃ آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۲۰۳
المعجم الاوسط حدیث ۸۳۲۳ مکتبۃ المعارف ریاض ۹/ ۱۵۱

www.alahazratnetwork.org

النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم[1] | علیہ وسلم کے علم کی تحقیر کی۔ (ت)

سبحٰن اللہ! پھر یہ منطق مزخرف کہ صدہا وساوسِ اباطیل وو ساوسِ فلاسفہ پر مشتمل، اسے اللہ جل جلالہ کی طرف سے ٹھہرانا کیونکر جنابِ الٰہی کی تحقیر واہانت نہ ہوگی! والعیاذ باللہ تعالٰی۔

رابعًا حضرت حق جلّ وعلا کو "ناطق" کہنا جائز نہیں کہ یہ لفظ شرع سے ثابت نہ ہوا۔ اسمائے الٰہیہ توقیفیہ ہیں، یہاں تک کہ اللہ جل جلالہ کا جواد ہونا اپنا ایمان مگر اُسے سخی نہیں کہہ سکتے کہ شرع میں وارد نہیں۔

والمسئلۃ شھیرۃ فی الکتب سطیر۔ وقد یمثل بجواز الشافی دون الطبیب لعدم الورود **اقول** ولکن قد ورد فی الحدیث، اللہ الطبیب، وانت الرفیق[2]۔ وعن ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ، اَلطَّبِیْبُ اَمْرَضَنِیْ[3] فلیحرر۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ مشہور ہے، اور کتابوں میں لکھا ہوا ہے، اور کبھی یُوں اس کی مثال دی جاتی ہے کہ اللہ تعالٰی کو شافی کہنا جائز اور طبیب کہنا ناجائز ہے کیونکہ شرع میں اُس کے لئے طبیب وارد نہیں ہوا۔ میں کہتا ہوں حدیث میں آیا ہے اللہ طبیب ہے اور تو رفیق ہے، اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ طبیب نے مجھے بیماری میں مبتلا کیا۔ اس کو لکھنا چاہئے۔ اور اللہ تعالٰی خوب جانتا ہے۔ (ت)

خامسًا اس کے اطلاق پر ایہامِ نقص بھی ہے کہ نُطق کلام با حروف وآواز کو کہتے ہیں۔ قاموس میں ہے:

نَطَقَ یَنْطِقُ نُطْقًا، تَکَلَّمَ بِصَوْتٍ وَّحُرُوْفٍ تُعْرَفُ بِھَا الْمَعَانِیْ[4]۔

نطق ینطق نطقا کا معنٰی ہے کہ اُس نے آواز وحروف کے ساتھ تکلم کیا جن حروف کا معنٰی پہچانا جاتا ہے۔ (ت)

---

[1] الحدیقۃ الندیۃ شرح الطریقۃ المحمدیۃ النوع الثانی المکتبۃ النوریۃ الرضویۃ فیصل آباد ۱/ ۳۲۸
[2] مسند امام احمد بن حنبل حدیث ابی امثہ المکتب الاسلامی بیروت ۲/ ۱۶۳
[3] الجامع لاحکام القرآن (تفسیر القرطبی) تحت الآیۃ ۲۶/ ۶۹ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۰/ ۱۳۹
[4] القاموس المحیط باب القاف فصل النون مصطفی البابی مصر ۳/ ۲۵۹

www.alahazratnetwork.org

فائدہ: یہاں سے ظاہر ہوا کہ عدمِ وُرُود سے قطع نظر کرکے اِطلاقِ "نطق" باری عزّوجلّ پر لُغۃً بھی غلط — بخلاف کلام و قول کہ ان میں حرف و صوت شرط نہیں — امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ حدیثِ ثَقیفہ میں فرماتے ہیں:

زَوَّرْتُ فِیْ نَفْسِیْ مَقَالَۃً۔[1] میں نے اپنے دل میں ایک مقالہ تیار کیا (ت)

اَخطل کا شعر ہے:

اِنّ الکلام لفی الفؤاد و انّما جُعِل اللسان علی الفؤاد دلیلًا[2]

(بے شک کلام دل میں ہوتا ہے، زبان کو تو فقط دل پر دلیل بنایا گیا ہے۔ ت)

ولہذا نَطَقْتُ فِیْ نَفْسِیْ نہیں کہہ سکتے۔ حقیقۃً نُطق اِس بولی کا نام ہے، جیسے صَہیل و نَہیق آوازِ مخصوصِ اَسپ و خر کا۔ اِسی لئے سُفہائے فلسفہ نے انسان کی تعریف حیوانِ ناطق سے کی۔ جس طرح فرس و حمار کی، حیوانِ صاہل و ناہق سے — پھر اُسے حدِّ تام بنانے کے لئے متاخّرین نے نُطق کے معنی "ادراکِ کلیات" گھڑے مگر صَہیل و نَہیق میں کوئی تراش نہ کرسکے۔ ذٰلِکَ مَبْلَغُھُمْ مِّنَ الْعِلْمِ،[3] اِنْ ھُمْ اِلَّا یَخْرُصُوْنَ[4] (یہاں تک ان کے علم کی پہنچ ہے، یونہی اٹکلیں دوڑاتے ہیں۔ ت)

خیر بر تقدیرِ اضافت اِس نام کے معنی مُتَبادِر تو یہ تھے۔

وجہِ دوم: اگر مصنّفِ کتاب بتاویلِ دُور از کار، اضافت بہ ادنٰی مُلابَسَت مان کر، اِس لفظ سے اپنی ذات، مراد بتائے۔ تو البتہ نسبت صحیح اور محذوراتِ مذکورہ مندفع۔ مگر:

اَوّلًا بے داعیِ شرعی، روزمرّہ باہمی میں، خلافِ مُتَبادِر مراد لینے کو عُلَما آفاتِ لِسان سے شمار کرتے ہیں۔ طریقہ و حدیقہ میں ہے:

الخامس من اٰفات اللسان ارادۃ غیر الظاھر المتبادر من الکلام (الذی یفھمہ، کل احد) وھو جائز عند

آفاتِ زبان میں سے پانچویں آفت کلام کے ظاہر مُتَبادر معنی جس کو ہر کوئی سمجھتا ہے کے غیر کا ارادہ کرنا، اور بوقتِ ضرورت جائز ہے جیسے جھوٹ بولنا

---

[1] فتح الباری کتاب التوحید باب قول اللہ تعالٰی ولا تنفع الشفاعۃ عندہ الخ مصطفی البابی مصر ۱/۲۳۴

[2]

[3] القرآن الکریم ۵۳/۳۰

[4] ؍؍ ؍؍ ۴۳/۲۰

www.alahazratnetwork.org

الا حاجة الیه (کالکذب علی الزوجة و بین الاثنین وفی الحرب وما الحق بذٰلك) ویکرہ (کراھة تحریم) بدونھا اھ ملخصًا۔

بیوی کی دلجوئی کے لئے، دو شخصوں کے درمیان صلح کرانے کے لئے، جنگ اور اس کے ملحقات کے لئے۔ اور بلاضرورت ایسا کرنا مکروہ تحریمی ہے اھ تلخیص (ت)

نہ کہ ایسی جگہ جس کا ظاہر وہ کچھ مجمع آفات ہو۔

ثانیًا مجردِ ایہام، منع میں کافی — ردّ المحتار میں ہے:

مجرد ایھام المعنی المحال کاف فی المنع عن التلفّظ بھذا الکلام وان احتمل معنی صحیحا۔ ولذا علل المشایخ بقولھم لانّہ یوھم الخ۔ ونظیرہ ما قالوا فی انا مؤمن ان شاء اللہ، فانھم کرھوا ذٰلك وان قصد التبرك دون التعلیق لما فیہ من الایھام، کما قررہ العلامة التفتازانی فی شرح العقائد، وابن الھمام فی المسایرة۔[2]

محض معنی محال کا ایہام اس کلام کے ساتھ تلفظ سے ممانعت کے لئے کافی ہے۔ اسی لئے مشائخ نے علت ممانعت بیان کرتے ہوئے کہا اس لئے کروہ وہم میں ڈالتا ہے الخ اور اس کی نظیر وہ ہے جو مشائخ نے کسی ایسے شخص کے بارے میں کہا جو کہے میں مومن ہوں اگر اللہ چاہے، کیونکہ انھوں نے اس قول کو ناپسند جانا اگرچہ وہ تبرک کا ارادہ کرے نہ کہ تعلیق کا۔ اس لئے کہ اس میں ایہام ہے جیسا کہ علامہ تفتازانی نے شرح العقائد اور علامہ ابن الہمام نے مسایرہ میں اس کی تقریر فرمائی ہے۔ (ت)

نہ کہ معنی ممنوع متبادر ہوں۔

ثالثًا ہنوز نجات نہیں — اب وہ مُلابَست پوچھی جائے گی کہ حق جل جلالہٗ کے اِس کلام پاک سے، جس میں وہ اپنے ایک نبی جلیل کو اپنی قدرت کاملہ سے ایک مُعجزۂ عظیمہ عطا فرمانا، ارشاد کرتا ہے — تجھے کیا مناسبت و مُلابَست ہے جس کے سبب یہ اضافت روا ہوئی!

اگر کہے کہ میں نے مضامین مُغلَقَہ کو "حدید" اور اُن کی توضیح کو "اِلانت" سے تشبیہ دے کر ایسا کہا تو — سخت مغرور۔ اور مقام رفیع و منصب منیع نبوت پر جری و جسُور۔

---

[1] الحدیقة الندیة شرح الطریقة المحمدیة النوع الخامس المکتبة النوریة الرضویة فیصل آباد ۲/۲۱۶

[2] ردّ المحتار کتاب الحظر والاباحة فصل فی البیع داراحیاء التراث العربی بیروت ۵/۲۵۳

www.alahazratnetwork.org

سُبحٰن اللہ! کہاں انبیاء علیہم الصّلوٰۃ والسّلام کا اعجاز اور کہاں یہ ناپاک مضامین مجمع ہر گونہ انجاس وارجاز،

ع چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک

(مٹّی کو عالمِ پاک سے کیا نسبت ہے۔ت)

ع وَاَیْنَ الثّریا واَیْنَ الثّرٰی

(کہاں ثریا اور کہاں کیچڑ۔ت)

ع وَمَا التَّنَاسُبُ بَیْنَ الْبَوْلِ وَالْعَسَلِ

(پیشاب اور شہد میں کیا مناسبت ہے۔ت)

ملائکہ سے تشبیہ کا حکم اُوپر گزرا ___ پھر انبیاء علیہم الصّلوٰۃ والثّنا تو اُن سے افضل ہیں ___ ائمہ دین تصریح فرماتے ہیں کہ ایسا شخص توقیرِ نبوت و تعظیمِ رسالت سے برکراں، اور مستحقِ زجر و نکیر و ضرب و تعزیر و قیدِ گراں ہے۔

اور فرماتے ہیں: یہ احمق ایسی باتوں کو سہل سمجھتے ہیں حالانکہ بوجہ گناہِ کبیرہ ہونے کے اللہ جلّ جلالہٗ کے نزدیک شدید ہیں اگرچہ قائل کو اہانتِ نبی منظور نہ ہو۔

شفائے عیاض و نسیم الریاض میں ہے:

الوجہ الخامس ان لایقصد نقصا و لایذکر عیبا ولا سبا ولکنہ ینزع بذکر بعض اوصافہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم علٰی طریق التشبیہ بہ او علٰی سبیل التمثیل وعدم التوقیر لنبیہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم (لتشبیہ نفسہ بہ واین الثریا واین الثرٰی) یحسبونہ ھینا و ھو عند اللہ عظیم (لانہ من الکبائر) فان ھذہ وان لم تتضمن سبا، ولا اضافت الی الملئکۃ والانبیاء نقصا، ولاقصد قائلھا ازراء و لا غضا،

پانچویں وجہ یہ کہ متکلم نقص کا ارادہ نہ کرے اور نہ ہی عیب اور سب و شتم کو ذکر کرے لیکن نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے بعض اوصاف بطور تشبیہ یا بطور تمثیل وعدمِ توقیر ذکر کرے تاکہ اپنی ذات کو آپ کے ساتھ تشبیہ دے کر (کہاں ثریا اور کہاں کیچڑ) وہ اسے ہلکا جانتے ہیں حالانکہ اللہ تعالٰی کے ہاں وہ بہت عظیم ہے (کیونکہ وہ کبیرہ گناہوں میں سے ہے) اس لئے کہ یہ مثالیں اگرچہ سب وشتم کو متضمن نہیں اور نہ ہی انھوں نے ملائکہ و انبیاء کی طرف کسی نقص کی نسبت کی اور اُن کے قائل نے بھی جسارت و تنقیص کا

www.alahazratnetwork.org

فما وقر النبوة ولا عظم الرسالة ، حق شبہه من شبّه فی کرامة نالها او ضرب مثل بمن عظّم الله خطره ، و شرّف قدره ، والزم توقیرهٔ و برّه - فحق هذا (القائل) إن دُرِیَ عنه القتلُ ، الأذبُ (بضرب او لوم او زجر) والسِّجنُ ــ ولم یزل المتقدمون (من السلف وکبارِ الائمة) ینکرون مثل هذا ممن جاء به (فلیحذر من ارتکاب هذه القبائح الشدیدةِ السوء، العظیمة الاثمِ ، فانها ربما جرت الی الکفر نعوذ بالله من ذلك) و قد انکر الرشید علی اَبِی نُواسٍ فی قوله ؛ فان عصا موسٰی بکف خصیب (خصیب عبد للرشید ولّاه مصر ، استعار عصا موسٰی لسیاسة حاکمهم وقمع ظلمهم ــ ففیه استعارةٌ وتشبیهٌ بدیع ـ لکن فیه سوءُ ادبٍ لما فیه من جعل العصا التی هی معجزة لرسول بکف عبدٍ من عبیدِ الخلفاء

ارادہ نہیں کیا۔ مگر اس کے باوجود اُس نے نبوت کی توقیر اور رسالت کی تعظیم کما حقہٗ نہ کی، یہاں تک کہ کسی تشبیہ دینے والے نے اپنے ممدوح کو کسی کرامت کے حاصل ہونے کی وجہ سے یا بطور ضرب المثل اُس عظیم الشان شخصیت سے تشبیہ دے دی جس کی شان کو اللہ تعالٰی نے معظم اور اس کی قدر و منزلت کو مشرف کیا، اس کی توقیر اور اس کے ساتھ نیکی کرنے کو لازم قرار دیا، چنانچہ اس قائل کو اگر قتل کی سزا نہ بھی دی جائے مگر وہ مار پیٹ، ملامت اور زجر و توبیخ کے ساتھ تعزیر اور قید کا حقدار ہے، (اسلاف وائمہ کبار میں سے) متقدمین ایسی مثالوں میں اُن کے قائل پر سخت ناراضگی و ناپسندیدگی کا اظہار کرتے تھے (لہٰذا اس قسم کی قبیح مثالوں سے بچنا چاہیے جن کا وبال شدید اور گناہ عظیم ہے کیونکہ لبسا اوقات یہ کفر تک پہنچا دیتی ہیں ۔ ہم اس سے اللہ تعالٰی کی پناہ چاہتے ہیں) تحقیق رشید نے ابو نواس پر ناراضگی کا اظہار کیا جب ابونواس نے یہ کہا کہ "بے شک عصا موسٰی خصیب کے ہاتھ میں ہے (خصیب رشید کا ایک غلام تھا جس کو رشید نے مصر کا حاکم بنا دیا تھا۔ ابو نواس نے اہل مصر کے حاکم کی سیاست اور ان سے ظلم کو مٹانے کے لئے عصا موسٰی کا استعارہ کیا۔ اُس کے کلام میں عمدہ تشبیہ اور استعارہ ہے لیکن اس میں بے ادبی ہے کیونکہ اُس نے عصا موسٰی کو خلفاء کے غلاموں میں سے ایک غلام کے ہاتھ میں

www.alahazratnetwork.org

وجعل ذلك العبد كرسول من اولی العزم) وقال لہ (ای الرشید لابی نواس) یاابن اللخناء) ھذا مما تشتم بہ العرب ، واللخنا ھنا امہ من اللخن ، وھو النتن فاستعیر للفاحشۃ اوللمرأۃ التی لم تختتن۔ ای یا دنی الاصل ولئیم الام) اتستھزئ بعصا موسٰی (وھی معجزۃ نبی عظیم) وامر باخراجہ من عسکرہ من لیلتہ[1] اھ ملتقطًا۔

قرار دیا حالانکہ وہ عصا ایک عظیم الشان رسول کا معجزہ ہے اور اُس نے غلامِ مذکور کو اولوالعزم رسولوں میں سے ایک رسول کی مثل قرار دیا) اس نے کہا (یعنی رشید نے ابونواس کو کہا) اے لخنار کے بیٹے (اس کلمہ کے ساتھ اہلِ عرب گالی دیتے ہیں ، یہاں لخنار سے مراد اس کی ماں ہے۔ یہ لفظ لخن بمعنی بدبو سے مشتق ہے۔ یہ لفظ فاحشہ یا غیر مختونہ عورت کے لئے بطور استعارہ بولا جاتا ہے (یعنی ایک گھٹیا نسب یا کمینی ماں والے) کیا تو عصاء موسٰی کا مذاق اڑاتا ہے (حالانکہ وہ ایک عظیم نبی کا معجزہ ہے) اور رشید نے اُسی رات ابونواس کو اپنے لشکر سے نکالنے کا حکم دے دیا اھ التقاط۔ (ت)

بالجملہ کون مسلمان گوارا کرے گا کہ وہ آیت جس میں ایک نبی کریم کی مدح بیان فرمائی ہو تشبیہ و تمثیل کے زور لگا کر اپنے اوپر ڈھال لائے ، اور سلطانِ عظیم القدر جلیل الشان کا تاج لے کر ایک چمار کو پہنائے۔ نسأل اللہ العافیۃ (ہم اللہ تعالٰی سے عافیت مانگتے ہیں۔ ت)

وجہِ سوم : یہیں سے ظاہر ہو گیا کہ اس ناطق سے کہ بر تقدیرِ لام ، اور لوگ مثلاً طلبۂ منطق و ناظرین کتاب مراد لینا بھی نجات نہ دے گا کہ یہ تشبیہ جیسے اپنے نفس کے لئے ناجائز ہے یونہی ان کے لئے۔ کما لایخفی۔

وجہِ چہارم : ہاں اگر یُوں جان بچایا چاہے کہ میں نے ناطق اَلَنَّا لَہُ الحدید سے خود جناب سیدنا داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مراد لیا ہے۔ تو بے شک اِس صورت میں یہ اضافت نہایت حَسَن و بجا ۔۔۔ مگر اب وہ آفتیں رَجْعَتِ قَہْقَرِی کریں گی کہ نبی اللہ پر تہمت رکھی اور اُس کے علمِ عزیز کی تحقیر کی ۔۔۔ کما یظھر مما قررنا انفا (جیسا کہ اُس تقریر سے ظاہر ہوتا ہے جو ہم نے ابھی ابھی کی ہے۔ ت) ۔۔۔ اگر تہمت سے یوں بچے کہ حقیقتِ نسبت مقصود نہیں ، بلکہ اِس طور پر کہا جیسے بے باک لوگ خوش آوازوں کے گانوں کو " نغمۂ داودی " یا " الحانِ داود " کہتے ہیں ۔۔۔ تو اب وہ بلائے تشبیہ ، جگر دوزی و جاں گدازی کو بس ہے۔

غرض کوئی شکل مفر کی نہیں ۔۔۔ والعیاذ باللہ سبحٰنہ وتعالٰی (اللہ سبحٰنہ وتعالٰی کی پناہ۔ ت)

---

[1] نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض فصل الوجہ الخامس مرکز اہلسنت برکات رضا ۴/۴۰۳ تا ۴۱۱

[illegible]

www.alahazratnetwork.org

اب بر تقدیر توصیف چلئے، یعنی ناطق کو تنوین دے کر ـــــ اس صورت میں حسن تو اصلاً چھپاں نہیں، مگر بہ ارتکاب تمحّل کہ تعلیلیہ ٹھہرائیں اور لاٴجل کے معنیٰ میں لے کر لنا طق کے قریب لے جائیں۔

بہرحال اس ترکیب میں انا لہ الحدید کی ضمیر متکلم سے ذاتِ مصنف مراد ہوگی، کما لایخفیٰ (جیسا کہ پوشیدہ نہیں ۔ ت) اور ناطق سے وہی طلبہ و نُظّار ـــــ اور حدید سے مطالب عوِیصہ ـــــ اور ان کو الانت سے ایضاح و ابانت ـــــ حاصل یہ کہ "منطق جدید اس ناطق کے لئے، جس کے واسطے ہم نے مطالب مشکلہ حل کر دیئے"۔

اس معنیٰ میں ناواقف کو کوئی محذور نظر نہ آئے مگر ہیہات ہیہات یہاں محذورِ شدید باقی ہے ـــــ کلامِ الٰہی تعالت عظمتہٗ (جس کی عظمت بلند ہے ۔ ت) کا اپنے کلام کے عوض ایسا استعمال شرعاً حرام و وبال و نکال ـــــ یہاں تک کہ بہت فقہائے کرام نے حکم کفر دیا، والعیاذ باللہ سبحٰنہ و تعالیٰ (اور اللہ سبحٰنہ و تعالیٰ کی پناہ ۔ ت) ـــــ اور وجہ تحریم ظاہر و واضح۔

ذرا اپنے رب تبارک و تعالیٰ کی عظمت پیش نظر رکھ کر خیال کرے کہ انا لہ الحدید کس نے فرمایا؟ اور ضمیر نا سے کون سی ذاتِ پاک مراد؟ اور لہ میں کس جلیل القدر کی طرف ضمیر، اور مضمونِ جملہ کس امرِ عظیم سے تعبیر؟ ـــــ اب اُسی کلام کو کون شخص کس طرح اپنے استعمال میں لاتا، اور ضمیر نا سے خدا کے عوض کس ذلیل حقیر کو مراد لیتا ـــــ اور کنایۂ لہ نبی اللہ کے بدلے کس کی طرف پھیرتا ـــــ اور اس عزت والی بات کو، جس کی قدر خدا و رسول ہی خوب جانتے ہیں، کس بیہودہ بات پر ڈھالتا ہے؟

ع حقا کہ تاج شاہی کناس را نہ زیبد
(حق یہ ہے کہ بادشاہ کا تاج جھاڑو پھیرنے والے کے سر پر زیب نہیں دیتا)

یاھذا، حق بات اپنے مقابل کم سمجھ میں آتی ہے کہ نفس آمادۂ دفع و انتصار ہوتا ہے۔ دوسروں پر خیال کر کے دیکھ ـــــ مثلاً زید عمرو کو مال کثیر دے کر کہے کہ انا اعطینٰک الکوثر[1] (اے محبوب! ہم نے تمھیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں ۔ ت) کیا نہ کہا جائے گا کہ اس نے خدا و کلام خدا اور رسول خدا کی قدر زجانی ـــــ حاشَ للہ! کہاں خدا، کہاں زید ـــــ کجا حضور، کجا عمرو ـــــ کہاں کوثر، کہاں زر ـــــ!

یا عمرو نے زید کو کہیں بھیجا ـــــ بکر نے پوچھا کس کے حکم سے گیا تھا؟ ـــــ عمرو بولا: امرًا من عندنا انا کنا مرسلین[2] (ہمارے پاس کے حکم سے بے شک ہم بھیجنے والے ہیں ۔ ت)

ع لا یبد وما ھنا فی المخطوطۃ صافیا ۱۲ محمد احمد

---

[1] القرآن الکریم ۱۰۸/۱ [2] القرآن الکریم ۴۴/۵

www.alahazratnetwork.org

وعلٰی ھذا قیاس غیر ذٰلک من امر اجیف جھلۃ الناس (اس کے علاوہ جاہل لوگوں کی منگھڑت باتوں کو اسی پر قیاس کرلو۔ ت)

ہاں ہاں قطعاً اس طرح کا استعمال مستلزم کفرو استخفاف۔ پھر جس نے التزام بہ لازم کیا کافر کہا۔ اور محققین نے عدمِ التزام پا کر صرف حرام ٹھہرایا۔

فاتقن ھذا فانہ مفید، وتحقیق المقام یقتضی المزید، وانّ لہ عند العبد الضعیف، بفضل المولی القوی اللطیف، تنقیحاً وبسطاً، وتوضیحاً وضبطاً، یُطلب ھو وامثالہ من مجموعنا المبارک ان شاء اللہ تعالٰی: العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ ـــ وبھٰذا القدر، وضح الامر، وبان الفرق بینہ وبین التضمین، فانہ سائغ عند الاکثرین، وان ذھب ناس الی التحریم، واللہ سبحٰنہ بالحق علیم۔

اس کو پختہ کرے کیونکہ یہ مفید ہے۔ اس مقام کی تحقیق مزید کا تقاضا کرتی ہے۔ اور اس کے لئے قوت و لطف والے مولٰی تعالٰی کے فضل سے عبد ضعیف کے پاس تنقیح وتفصیل اور توضیح و ضبط ہے۔ اُس کو اور اس کی مثال کو ان شاء اللہ تعالٰی ہمارے بابرکت مجموعے "العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ" سے طلب کیا جاسکتا ہے۔ اس قدر سے معاملہ کی وضاحت ہوگئی۔ اور اس کے درمیان اور تضمین کے درمیان فرق ظاہر ہوگیا کیونکہ اکثر کے نزدیک وہ جائز ہے اگرچہ کچھ لوگ اس کے حرام ہونے کی طرف گئے ہیں۔ اور اللہ سبحٰنہ وتعالٰی حق کو خوب جانتا ہے۔ (ت)

فتاوٰی ہندیہ میں ہے:

جمع اھل موضع وقال، فجمعنٰھم جمعاً او قال، وحشرنٰھم فلم نغادر منھم احدا، کفر[1] اھ ملتقطاً۔

کسی نے شہر والوں کو جمع کیا اور کہا فجمعنٰھم جمعاً (تو ہم ان سب کو اکٹھا کرلائیں گے) یا کہا وحشرنٰھم فلم نغادر منھم احدا (اور ہم اُن کو جمع کردیں گے تو ہم ان میں سے کسی کو نہیں چھوڑیں گے) تو وہ کافر ہوگیا اھ التقاط۔ (ت)

اسی میں ہے:

اذا قال لغیرہ خانہ چناں پاک کردہ کہ چوں

جب دوسرے شخص کو کہا کہ گھر کو تُو نے ایسا پاک

---

[1] الفتاوی الہندیۃ کتاب السیر الباب التاسع نورانی کتب خانہ پشاور ۲/۲۶۷

www.alahazratnetwork.org

والسماء والطارق ٥ قیل یکفر ۔ وقال الامام ابوبکر بن اسحٰق رحمہ اللہ تعالٰی : ان کان القائل جاھلا ، لایکفر ۔ وان کان عالما یکفر ۔ واذ قال : قاعًا صفصفا شدہ است فھذہ مخاطرۃ عظیمۃ ۔ واذ قال لباقی القدر : والبٰقیٰت الصٰلحٰت ۔ فھذہ مخاطرۃٌ عظیمۃ ۔ کذا فی الفصول العمادیۃ۔[1]

کردیا ہے کہ جیسے والسماء والطارق (آسمان کی قسم اور رات کو آنے والے کی) تو کہا گیا ہے کہ کافر ہوجائے گا۔ اور امام ابوبکر بن اسحاق علیہ الرحمہ نے کہا کہ اگر قائل جاہل ہے تو کافر نہ ہوگا اور اگر عالم ہے تو کافر ہوجائے گا۔ اور اگر کہا کہ قاعا صفصفا (کھلا ہموار میدان) ہوگیا ہے تو یہ خود کو عظیم خطرہ میں ڈالنا ہے، اور جب ہنڈیا کی کھرچن یا بقیہ کے بارے میں کہا والباقیات الصالحات (باقی رہنے والے نیک کام) تو یہ خود کو عظیم خطرہ میں ڈالنا ہے۔ فصول عمادیہ میں یوں ہی ہے۔ (ت)

تتمۃ الفتاوٰی میں ہے :

من استعمل کلام اللہ تعالٰی فی بدل کلامہ کمن قال فی ازدحام الناس فجمعنٰھم جمعا ، کفر۔[2]

جس نے اپنے کلام کے بدلے میں اللہ تعالٰی کے کلام کو استعمال کیا تو کافر ہوجائے گا، جیسے لوگوں کے ہجوم کے بارے میں کہا فجمعنٰھم جمعًا (تو ہم ان سب کو اکٹھا کر لائیں گے)۔ (ت)

محیط میں ہے :

من جمع اھل موضع وقال : وحشرنٰھم فلم نغادر منھم احدا ٥ اوقال فجمعنٰھم جمعا ٥ کفر۔[3]

جس نے کسی بستی کے لوگوں کو جمع کیا اور کہا وحشرنٰھم فلم نغادر منھم احدًا (اور ہم ان کو جمع کریں گے توان میں سے کسی کو نہیں چھوڑیں گے) یا کہا فجمعنٰھم جمعًا (تو ہم ان سب کو اکٹھا کر لائیں گے) تو کافر ہوجائے گا۔ (ت)

فاضل علی بن سلطان محمد مکی اسکی تعلیل میں فرماتے ہیں :

---

[1] الفتاوی الہندیہ کتاب السیر الباب التاسع نورانی کتب خانہ پشاور ۲/۲۶۷

[2] منح الروض الازہر شرح الفقہ الاکبر بحوالہ تتمۃ الفتاوٰی فصل فی القراءۃ والصلوٰۃ مصطفی البابی مصر ص ۱۶۸

[3] " " " " " " بحوالہ المحیط " " " " ۱۶۸

www.alahazratnetwork.org

لانه وضع القرأت فی موضع کلامه۔[1] | اس لئے کہ اس نے قرآن مجید کو اپنے کلام کی جگہ رکھا۔ (ت)

اِعلام میں ہمارے عُلما سے کفرِ اتفاقی میں منقول،

او ملأ قدحا فقال، کاسًا دھاقًا ٥ او فرغ شرابا فقال، فکانت سرابا ٥ اوقال بالاستھزاء عند الوزن او الکیل، واذا کالوھم اووزنوھم یخسرون ٥[2] الخ۔

یا پیالہ بھرا اور کہا کاسًا دھاقا (چھلکتا جام) یا شراب کو انڈیلا اور کہا فکانت سرابا (تو ہوجائیں گے جیسے چمکتا ریتا) یا ناپ اور وزن کرتے وقت بطور استہزاء کہا واذا کالوھم اووزنوھم یخسرون (اور جب انھیں دیں ناپ کر یا تول کر گھٹا کر دیں)۔ (ت)

بالجملہ جہاں تک نظر کی جاتی ہے، اس نام میں کوئی احتمال قابلِ قبولِ اربابِ عقول ایسا نہیں جو واضعِ نام کو ارتکابِ گناہ سے بچالے۔ اور واقعی ایسی کتاب کو ایسا ہی نام پھبتا تھا۔

الخبیثٰت للخبیثین والخبیثون للخبیثٰت[3]

نسأل مولٰینا العفو والعافیۃ ؞ والنعمۃ الوافیۃ ؞ والرحمۃ الکافیۃ ؞ والھدایۃ الشافیۃ ؞ والعیشۃ الصافیۃ ؞ انہ ھو الغفور الرحیم ؞ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم ؞ وصلی اللہ تعالٰی علٰی سیدنا ومولٰینا محمد و اٰلہ وصحبہ اجمعین؛ اٰمین!

گندیاں گندوں کے لئے اور گندے گندیوں کیلئے۔ (ت)

ہم اپنے مولٰی سے مانگتے ہیں درگزر اور عافیت، بھرپور نعمت، کفایت کرنیوالی رحمت، شافی ہدایت اور ستھری زندگی۔ بیشک وہی بخشنے والا مہربان ہے۔ نہ گناہ سے بچنے کی طاقت اور نہ ہی نیکی کرنے کی قوت ہے مگر بلندی وعظمت والے معبود کی توفیق سے۔ اللہ تعالٰی درود نازل فرمائے ہمارے آقا و مولٰی محمد مصطفٰے اور آپ کے تمام آل واصحاب پر۔ اے اللہ! ہماری دعا قبول فرما! (ت)

---

[1] منح الروض الازہر شرح الفقہ الاکبر فصل فی القراءۃ والصلوٰۃ مصطفی البابی مصر ص ۱۶۸

[2] اعلام بقواطع الاسلام مع سبل النجاۃ الفصل الاول مکتبۃ الحقیقۃ دارالشفقت استنبول ترکی ص ۳۶۹

[3] القرآن الکریم ۲۴/ ۲۶

www.alahazratnetwork.org

تنبیہ النّبیہ (عظیم الشان تنبیہ)

إعلم، أكرمني الله تعالى وإياك، ووقانا جميعا مواقع الهلاك.

انّ هٰذا الكلام النفيس الموجز كان متعلقا بنفس الاقوال، والاٰن آن ان نتكلم على المتكلم الردى الحال.

فاقول وعلى الله التوكّل بان لك ممّا بيّنّا ان اقوال زيد وان لم تخرج بحذافيرها عن دائرة الاكفار واشدّ البوار، لادقّها ولاجلّها ولاكثرها ولاقلّها. فما منها من قال ولا قيل إلّا وللكفر اليه سبيل، لكنّها في تنوّع الموارد اذ لم يكن نسجها على منوال واحد۔

فمنها ما تنازعت فيه آراء العلماء، ويرد مورده كفر لا يعطيه منطوق المقال، وانّما يتطرّق اليه من جهة اللزوم كالّذى الزمناه على القول السابع من خلود الكافر المتلبّس بكفره في الجنّة۔

فهٰذا ممّا يتوارد عليه النفي والاثبات من الائمة الاثبات۔ فمن الزمه بموجب كلامه اكفر، ومن لا فلا كما في الشفاء للامام قاضي عياض، وشرحه نسيم الرياض: من قال زمن

تُو جان لے اللہ تعالیٰ مجھے اور تجھے عزت عطا فرمائے اور ہمیں ہلاکت کی جگہوں سے بچائے کہ بیشک یہ عمدہ مختصر کلام نفس اقوال سے متعلق ہے، اب وقت آگیا ہے کہ ہم ردی حال والے متکلم پر گفتگو کریں۔

چنانچہ میں کہتا ہوں اور اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ ہے، ہمارے بیان سے تجھ پر عیاں ہوگیا کہ اگر زید کے چھوٹے، بڑے، کثیر و قلیل تمام اقوال دائرۂ تکفیر اور شدید ترین ہلاکت سے خارج نہیں، ان میں کوئی قیل و قال ایسی نہیں جس کا کفر کی طرف راستہ نہ ہو لیکن ان کے مواضع استعمال مختلف انواع کے ہیں کیونکہ اُن کو ایک ہی سانچے پر نہیں بُنا گیا۔

ان میں سے بعض ایسے اقوال ہیں جن میں علماء کی آراء باہم مختلف ہیں۔ ان پر نفس کلام سے کفر وارد نہیں ہوتا مگر اس سے کفر لازم آتا ہے جیسے ہم نے قول ہفتم پر اُسے الزام دیا کہ اس سے کافر کا کفر کے ساتھ ملبس ہوتے ہوئے ہمیشہ جنت میں رہنا لازم آتا ہے۔

یہ ان اقوال میں سے ہے جن پر متبحر ائمہ کرام سے کفر کی نفی و اثبات دونوں وارد ہیں، چنانچہ جس نے اس کو کلام کے موجب سے الزام دیا اس نے کافر قرار دے دیا اور جس نے ایسا نہیں کہا اُس نے کافر قرار نہیں دیا جیسا کہ امام قاضی عیاض کی تصنیف الشفا اور اس کی شرح

www.alahazratnetwork.org

اهل السنة) بالمآل لما يؤديه اليه قوله كفره — فكانهم صرحوا (عند المكفر لهم) بما ادّى اليه قولهم — ومن لم يواخذهم بمآل قولهم لم يرا كفارهم (لشمول معنى الايمان لهم بحسب الظاهر) قال لانهم اذا وُقفوا علٰى هذا قالوا نحن ننتفى من القول الذى الزمتموه لنا ونعتقد نحن وانتم انه كفر — بل نقول ان قولنا لا يؤول اليه على ما اصلناه ـ فعلٰى هٰذين الماخذين اختلف الناس (من علماء الملّة واهل السنّة) فى اكفار اهل التاويل — والصواب (عند المحققين) ترك اكفارهم لكن يغلّظ عليهم بوجيع الادب ، و شديد الزجر والهجر ، حتى يرجعوا عن بدعهم — وهٰذه كانت سيرة الصدر الاوّل (من الصحابة والتابعين ومن قرب منهم) فيهم ما ازاحوا لهم قبرًا ، ولا قطعوا لهم ميراثا ، لكنهم هجروهم وادبوهم بالضرب و النفى والقتل على قدر احوالهم ، لانهم فساق ضُلّالٌ (اهل بدع ، والله المُوفّق)[1] اھ ملتقطا۔

نسیم الریاض میں ہے، اہل سنت میں سے جس نے اس کے کلام کے مآل کو دیکھا اس نے اسے کافر قرار دے دیا انھوں نے (تکفیر کرنیوالے کے نزدیک) اُس مآل کی تصریح کی جس کی طرف قائلین کا کلام پہنچاتا ہے۔اور جس نے مآلِ کلام کی بنیاد پر مؤاخذہ کو روا نہ سمجھا اس نے ان کی تکفیر نہ کی (کیونکہ بظاہر معنی ایمان انھیں شامل ہے) اُس نے کہا عدمِ تکفیر کی وجہ یہ ہے کہ جب انھیں مآلِ کلام سے آگاہ کیا جائے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم اُس قول سے انکاری ہیں جس کا الزام تم نے ہمیں دیا۔ اور ہم اور تم اُس کو کفر جانتے ہیں۔ بلکہ ہم یہ کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے قول کی جو بنیاد رکھی ہے اُس اعتبار سے ہمارے قول کا مآل وُہ نہیں (جو تم نے بتایا)۔ ان دو مآخذوں کی بنیاد پر لوگوں (یعنی علمائے ملت و اہلسنت) میں اہل تاویل کی تکفیر میں اختلاف واقع ہوا۔ اور (محققین کے نزدیک) درست یہ ہے ان کی تکفیر نہ کی جائے لیکن مارپیٹ، سخت ڈانٹ ڈپٹ اور بائیکاٹ کے ذریعے ان کو سزا دی جائے یہاں تک کہ وُہ اپنی بدعتوں سے رجوع کرلیں۔ یہ طریقہ ان کے بارے میں صدر اول (عہد صحابہ و تابعین و تبع تابعین) میں تھا۔ صدر اوّل کے مسلمانوں نے اہل تاویل کو نہ تو قبروں سے محروم کیا اور نہ ہی میراث سے منقطع کیا لیکن ان سے قطع تعلق کیا اور ان کے حالات کے مطابق مارپیٹ، جلاوطنی اور قتل کے ذریعے انھیں سزائیں دیں کیونکہ وہ فاسق، گمراہ اور اہل بدعت ہیں، اور اللہ تعالٰی ہی توفیق دینے والا ہے اھ التقاط (ت)

[1] الشفا بتعریف حقوق المصطفٰی ۲/ ۲۷۹-۲۸۰ و نسیم الریاض برکات رضا گجرات، ہند ۴/ ۵۲۸ تا ۵۳۱

www.alahazratnetwork.org

ومنها ما لا امتراء في كونه كفرا — لكن
نشأ في مطاوي المقال ما اخرجه عن 12
حد الافصاح، ووقع به التجاذب
في اعطاء الكفر البواح، كلفظة "عندهم"
في القول السادس — فربما جاء
للتبري، وان كان الظاهر ثمه خلاف
ذلك، عند العارف باساليب الكلام —
وهذان القسمان لا اكفار بهما عند
المحققين۔

اما الثاني، فواضح، لان من يشهد بالشهادتين فقد ثبت اسلامه بيقين، واليقين لايزول بالشك[1] — وقد روى ذلك عن ائمتنا، كما في حاشية السيد احمد الطحطاوي عن البحر الرائق عن جامع الفصولين عن الامام الطحاوي عن الاجلة الاصحاب رضي الله تعالى عنهم۔

واما الاول فلما صرح الائمة الاثبات ان التكفير امر عظيم، وخطر جسيم، كلحم جمل غث على رأس جبل وعر، لا سهل فيرتقى، ولا سمين فينتقى — مسالكه عسيرة ومهالكه كثيرة — فالذي

اور بعض اقوال ایسے ہیں جن کے کفر ہونے میں کوئی شک نہیں لیکن اثناء کلام میں کوئی ایسا قرینہ پایا گیا جو اس کو کفر صریح کی حد سے خارج کردیتا ہے، اور اس کی وجہ سے قائل پر ظاہری کفر کا حکم لگانے میں باہم کشمکش واقع ہوجاتی ہے جیسے قول ششم میں لفظ "عندھم"۔ بسا اوقات یہ لفظ برارت کے لئے آتا ہے اگرچہ اسالیب کلام کے ماہر کے نزدیک وہاں بظاہر اس کے خلاف ہے۔ ان دونوں قسموں پر محققین کے نزدیک تکفیر نہیں کی جاتی۔

قسم ثانی تو واضح ہے کیونکہ جو توحید و رسالت کی شہادت دے اس کا اسلام یقینی طور پر ثابت ہوجاتا ہے۔ اور یقین شک کے ساتھ زائل نہیں ہوتا۔ تحقیق ہمارے ائمہ کرام سے یہی مروی ہے جیسا کہ سید احمد طحطاوی کے حاشیہ میں البحر الرائق سے بحوالہ جامع الفصولین مذکور ہے، جامع الفصولین نے امام طحاوی سے اور انھوں نے جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم سے روایت کیا ہے۔

رہی قسم اول تو وہ اس لئے کہ متبحر ائمہ کرام نے تصریح فرمائی ہے کہ بیشک تکفیر ایک عظیم اور بہت زیادہ ہلاکت میں ڈالنے والا معاملہ ہے۔ جیسے لاغر اونٹ کا گوشت دشوار گزار پہاڑ کی چوٹی پر پڑا ہو، نہ راستہ آسان کہ چڑھا جائے اور نہ ہی وہ گوشت طاقتور کہ اس کے لئے مشقت اٹھائی جائے، اس کے

[1] الاشباہ والنظائر الفن الاول القاعدۃ الثالثۃ ادارۃ القرآن کراچی ۱/۸۴

www.alahazratnetwork.org

2
2

يحتاط لدينه لا يتجاسر عليه الا بدلائل كشموس بل اجلٰى، حتّٰى ان المسئلة ان كانت لها وِجهة الى الاسلام و تسع و تسعون وِجهة الى الكفر فعلى المفتى ان يميل الى الوِجهة الاولٰى، فانّ الاسلام يَعْلُو و لا يُعلٰى ـــ و ان كان هذا لا ينفع القائل عند الله تعالٰى ان كان اراد وِجهة اُخرٰى۔

راستے دشوار اور اس کی ہلاکتیں کثیر ہیں۔ جو شخص اپنے دین میں محتاط ہے وہ تکفیر پر جسارت نہیں کرتا جب تک سورج کی مثل بلکہ اس سے بھی زیادہ روشن دلائل موجود نہ ہوں، یہاں تک کہ اگر کسی مسئلہ میں ایک جہتِ اسلام کی اور ننانوے ۹۹ جہتیں کفر کی نکلتی ہوں تو مفتی پر لازم ہے کہ وہ پہلی جہت کی طرف میلان کرے کیونکہ اسلام غالب ہوتا ہے مغلوب نہیں ہوتا اگرچہ یہ قائل کے لئے عنداللہ نافع نہیں اگر اس نے دوسری جہت یعنی جہتِ کفر کا ارادہ کیا ہے۔

وقد قال المولى العلامة زين بن نُجَيم المصرى فى البحر: والذى تحرر انه لا يُفتٰى بتكفير مسلم امكن حمل كلامه على محمل حسن، او كان فى كفره اختلاف ولو رواية ضعيفة ـــ قال رحمه الله تعالٰى ـــ فعلى هذا اكثر الفاظ التكفير المذكورة لا يفتٰى بالتكفير بها۔ ولقد الزمت نفسى ان لا افتى بشئ منها اھ[1]۔

مولانا علامہ زین بن نجیم مصری نے البحر الرائق میں فرمایا، اور وہ جسے ہم تحریر کرتے ہیں یہ ہے کہ کسی ایسے مسلمان کی تکفیر کا فتوٰی نہ دیا جائے جس کے کلام کو اچھے معنی پر محمول کرنا ممکن ہو یا جس کے کفر میں اختلاف پایا جائے اگرچہ ضعیف روایت کی وجہ سے ہو۔ علامہ مصری علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ اسی وجہ سے مذکورہ الفاظ تکفیر میں سے اکثر پر تکفیر کا فتوٰی نہیں دیا جاسکتا، اور میں نے خود پر لازم کرلیا ہے کہ ان میں سے کسی کے ساتھ کفر کا فتوٰی نہیں دوں گا اھ۔

قال الحبر الخير الرملى: اقول ولو كانت الرواية لغير مذهبنا۔ ويدل على ذلك اشتراط كون ما يوجب الكفر مُجمعًا عليه اھ[2] ـــ تابعه عليه۔

عالم صالح خیرالدین رملی نے فرمایا: میں کہتا ہوں اگرچہ وہ روایت ہمارے مذہب کے غیر کی ہو، اور موجب کفر کے متفق علیہ ہونے کی شرط لگانا اس پر دلالت کرتا ہے اھ۔ ابوالسعود نے

---

[1] البحر الرائق، کتاب السیر، باب احکام المرتدین، ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱۲۵/۵

[2] ردالمحتار، کتاب الجہاد، باب المرتد، داراحیاء التراث العربی بیروت ۲۸۹/۳

www.alahazratnetwork.org

ابوالسعود فی شرح الاشباہ۔

شرح اشباہ میں اس کی متابعت کی ہے۔

وقد فصّل الکلام، فی ھذا المرام تاج المحققین، سراج المدققین، سیدنا الوالد قدّس سرّہ الماجد فی بعض فتاواہ التی شدّد فیھا النکیر علی بعض اعلام عصرہ فلم یردّوا شیئا، وکانوا لہ مذعنین۔

تحقیق اس مقصد میں کلام کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے میرے والد ماجد قدس سرہٗ نے جو محققین کے تاج اور مدققین کے چراغ ہیں اپنے اُن بعض فتاوٰی میں جن میں آپ نے اپنے ہمعصر مشاہیر پر سخت تنقید کی تو انھوں نے کوئی جواب نہ دیا اور وہ آپ کی اطاعت کرنے والے تھے۔

ومنھا وھو الاکثر مالا عذر فیہ لزید، ولا مھلا ولا رویدا، کالاقوال الاربعۃ الاول وغیرھا، فانہ قد ناضل فیھا ضروریات الدین، وخلع من رقبتہ ربقۃ الیقین واتی بما لا تغسلہ البحار ولا تساعد الحیل والاعذار — وقد علمت انہ اذا کان عن علم وعمد وطوع — ولا ریب فی وجودھا ھھنا۔ فلا تنفع العزائم ولا تمنع التمائم، ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

اور بعض اقوال جو کہ اکثر ہیں ایسے ہیں کہ ان میں زید کے لئے عذر نہیں، نہ اُن میں کوئی مہلت ہے نہ ڈھیل جیسے پہلے چار اقوال وغیرہا۔ کیونکہ ان میں اُس نے ضروریاتِ دین پر تیر اندازی کی اور یقین کا پھندا اپنی گردن سے اتار پھینکا، اور ایسے غلیظ کلمات و اقوال لایا کہ انھیں کئی سمندر بھی نہیں دھو سکتے اور نہ ہی حیلے بہانے اس کی موافقت کرتے ہیں۔ تحقیق تُو جان چکا ہے کہ اگر وہ اقوال جانتے بوجھتے بخوشی کہے گئے جیسا کہ یہاں ان امور کی موجودگی میں کوئی شک نہیں تو نہ ارادے نفع دے سکتے ہیں اور نہ ہی تعویذات دفاع کر سکتے ہیں، اور نہیں ہے بُرائی سے بچنے کی طاقت اور نہ ہی نیکی کرنے کی قوت مگر بلندی وعظمت والے معبود کی توفیق سے۔

واعلم انّ العبد الضعیف لطف بہ المولی اللطیف، لمّا وصل الی ھذا المقام، وحان اوان الحکم علی المتکلم بذاک الکلام، تعرضت لہ حشمۃ کلمۃ الاسلام، فاستعظم الجزم بالاکفار

تُو جان لے کہ عبدِ ضعیف (اس پر مہربان مولیٰ مہربانی فرمائے) جب اس مقام پر پہنچا اور اس کلام کی وجہ سے متکلم پر حکم لگانے کا وقت آیا تو اُسے کلمۂ اسلام کی عظمت وجلالت دامنگیر ہوئی۔ چنانچہ اس نے تکفیر کو بہت ہی عظیم معاملہ سمجھا اس بات کا خوف

www.alahazratnetwork.org

ايّما استعظام؛ فرقًا من ان تكون هناك دقيقة عميقة لم يصلها فهمى، او شاذة فاذّة لم يحط بها علمى؛ فاستخرت المولىٰ سبحٰنه وتعالىٰ، وجعلت اراجع الكتب واقلّب الاوراق؛ حتى اكملت الجِدّ وانهيت الجُهد حسب مايطاق؛ وصرفت فيه يومين كاملين؛ فلم ار شيئا تقرّ به العين؛ بل كلّما توغلت فى تتبع الاسفار؛ تتابع الاقوال تؤذن بالاكفار؛ الى ان وقفت على معظم المسائل؛ وعامة الفروع فى كتب الاماثل؛ من اصحابنا الحنفية؛ وعمائد الشافعية؛ وقمائم المالكية؛ والذى تيسر من كلمات الحنبلية؛ فاذا هى جمعا كما هى علىحدة؛ كانها ترمى عن قوس واحدة؛ فايقنت ان ليس للرجل محيص؛ ولا عن الحكم بالاكفار مفيص؛ اللّٰهم الا حكاية ضعيفة عن بعض علمائنا فى الجامع الاصغر، ان عقد القلب هو المعتبر؛ اوردها ثم ردها ثم ردها، ولكن رددت بها تلعثما؛ ووددت الوقوف هناك تأثّما؛ علمًا منى بان الخلاف وان كان ضعيفا، ههنا كافٍ — فامعنت النظر؛ وانعمت

کرتے ہوئے کہ ہوسکتا ہے یہاں گہرا باریک علمی نکتہ ہو جس تک میری دانش نہ پہنچی ہو یا کوئی الگ تھلگ علمی بات جس کو میرا علم حاوی نہ ہوا ہو، تو میں نے مولےٰ سبحٰنہ وتعالیٰ سے استخارہ کیا اور کتابوں کی طرف مراجعت اور ورق گردانی کرنے لگا یہاں تک کہ میں نے اپنی پوری کوشش کرلی اور مقدور بھر انتہائی محنت ومشقت کو بروئے کار لایا۔ اور اس میں پورے دو دن صرف کردیئے۔ اس کے باوجود میں نے کوئی ایسی شئے نہ پائی جس سے آنکھ ٹھنڈی ہوتی بلکہ جب بھی کتابوں کی تلاش میں منہمک ہوا' پے در پے تکفیر کے مؤید اقوال ہی پائے، یہاں تک میں نے حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی فقہاءِ کرام اور علماءِ عظام کی کتب میں بہت سے عظیم مسائل اور عام فروع پر واقفیت حاصل کی تو وہ مجموعی طور پر بھی ایسے ہی ہیں جیسے الگ الگ گویا کہ وہ سب ایک ہی کمان سے تیر اندازی کرتے ہیں۔ چنانچہ میں نے یقین کرلیا کہ اُس شخص کے لئے کوئی جائے فرار نہیں اور نہ ہی حکمِ تکفیر سے ہٹنے کی کوئی گنجائش ہے۔ اے اللہ! مگر ایک ضعیف روایت جو ہمارے بعض علمائے جامع اصغر میں منقول ہے وہ یہ کہ ارادۂ قلبی معتبر ہے' جامع اصغر میں اس کو وارد کیا پھر اُس کا خوب رد کیا۔ لیکن میں نے اُس میں زیادہ سوچ بچار کی اور گناہ سے بچنے کے لئے توقف کو پسند کیا یہ سمجھتے ہوئے کہ مخالفت اگرچہ کمزور ہے مگر یہاں کافی ہے۔ چنانچہ میں نے گہری نظر ڈالی اور فکر میں

www.alahazratnetwork.org

الفکر، حتی فتح المولٰی تبارك و تعالٰی ان الاکفار علیه الاجماع، و انما وقع فی الکفر النزاع، فلا شك ولا ارتیاب ان من تکلم بکلمة الکفر طائعا عالما عامدا صاحیا فھو کافر عندنا قطعا، لاینتطح فیه عنزان، و تجری علیه احکام الردة، و یحرم علی امرأته ان یمکنه من نفسھا، و یجوز لھا ان تنکح من دون طلاق من تشاء، والقائل نحبسه ثلاثا ندبا[عـه] و نمھله لیرزق توبا، فان تاب و الا قتل ورمی بجیفة کجیفة الکلاب، من دون غسل ولا کفن، ولا صلٰوة ولا دفن، و قطعنا میراثه عن مورثیه المسلمین، و جعلنا کسب ردته فیئا لجمیع المؤمنین، الی غیر ذٰلك من الاحکام المشرحة فی الکتب الفقھیة۔

اما انه ھل یکفر بذٰلك فیما بینه و بین ربه تبارك و تعالٰی فقیل: مالم یعقد الضمیر علیه، لان التصدیق

مبالغہ کیا یہاں تک کہ مولٰی تبارک و تعالٰی نے مجھ پر آشکارا فرما دیا کہ تکفیر پر اجماع ہے۔ نزاع تو فقط کفر میں ہے۔ اس میں کوئی شک وشبہہ نہیں کہ جس نے بخوشی جان بوجھ کر بقائمی ہوش وحواس کلمۂ کفر بولا وہ ہمارے نزدیک قطعی طور پر کافر ہے۔ اس میں دو بکریاں سینگ نہیں لڑائیں گی۔ ہم اُس پر مرتد ہونے کے احکام جاری کریں گے۔ اُس کی بیوی پر حرام ہوگا کہ وہ خود کو اس کے قابو میں دے اور اس کیلئے جائز ہوگا بغیر طلاق جس کے ساتھ چاہے نکاح کرلے اور کلمۂ کفر کہنے والے کو ہم بطور استحباب تین دن محبوس رکھیں گے اور اُس کو مہلت دیں گے تاکہ اُسے توبہ کی توفیق ملے۔ اگر اُس نے توبہ کرلی تو ٹھیک ورنہ قتل کرکے اس کے لاشہ کو کتے کے لاشہ کی طرح غسل، کفن، نماز جنازہ اور دفن کے بغیر پھینک دیں گے۔ مسلمان مورثوں سے اس کی میراث منقطع کردینگے اور اس کی حالتِ ارتداد کی کمائی کو تمام مسلمانوں کے لئے غنیمت بنا دیں گے۔ اسی طرح اس کے علاوہ دیگر احکام جاری کرینگے جو کُتبِ فقہ میں تفصیل کے ساتھ مذکور ہیں۔

رہا یہ مسئلہ کہ کیا وہ اس کلمہ کے ساتھ عنداللہ کافر ہوجائے گا یا نہیں، تو ایک قول یہ ہے کہ نہیں ہوگا جب دلی ارادہ نہ پایا جائے کیونکہ تصدیق کا

عـه الا اذا استمھل فیجب فی ظاھر الروایة ۱۲ منه۔

مگر جب وہ مہلت طلب کرے تو پھر ظاہر الروایہ میں واجب ہے ۱۲ منہ (ت)

www.alahazratnetwork.org

محله القلب — وهذه هي الحكاية التي اشرنا اليها — وقال عامة العلماء و جُمهُور الأُمناء: نعم، وإن لم يعتقد — لانّهٗ متلاعبٌ بالدين، وهو كفرٌ بيقين۔

وقد قضى الله تعالٰى انّ مثل ذٰلك لايُقدِم عليه الّا من نزع الله الايمان من قلبه — عوذاً به سبحٰنه وتعالٰى۔

قال تعالٰى: ولئن سألتهم ليقولنّ انما كُنّا نخوض ونلعب، قل ابالله و اٰيٰته ورسوله كنتم تستهزءُون لاتعتذروا قد كفرتم بعد ايمانكم[1]

وهذا هو الصحيح الرجيح المذيل بطراز التصحيح — فهنالك عملت في ذٰلك رسالةً جليلةً وعُجالةً جميلةً تشتمل على غرر الفوائد والدُّرر الفرائد، سمّيتها "البارقة اللمعا في سوء من نطق بكفرٍ طوعا" ١٣٠٤ ليكون العَلَم علمًا على التاريخ كرسالتنا هٰذه التي نحن الاٰن مفيضون فيها سمّيناها "مقامع الحديد على خدّ المنطق الجديد" ١٣٠٤

محل دل ہے۔ یہی وہ حکایت ہے جس کی طرف ہم نے اشارہ کیا ہے جبکہ عام علمائے کرام اور جمہور اُمنائے کہا ہے کہ وہ کافر ہو جائے گا اگرچہ دلی طور پر عزم نہ پایا جائے کیونکہ وہ دین کے ساتھ کھیلنے والا ہے اور یہ یقیناً کفر ہے۔

تحقیق اللہ تعالٰی نے فیصلہ فرما دیا ہے کہ اس جیسے فعل کا ارتکاب صرف وہی کرے گا جس کے دل سے اللہ تعالٰی ایمان سلب کر لیتا ہے۔ اللہ سبحٰنہ و تعالٰی کی پناہ!

اللہ تعالٰی نے فرمایا: اور اے محبوب! اگر تم ان سے پُوچھو تو کہیں گے کہ ہم تو یُونہی ہنسی کھیل میں تھے۔ تم فرماؤ کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ہنستے ہو، بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے ہو مسلمان ہو کر۔

اور یہی صحیح و راجح ہے جو تصحیح کے نقش و نگار سے مزین ہے۔ تو یہاں سے ہی میں نے ایک خوبصورت جلیل القدر رسالہ بنا دیا جو چمکدار فوائد اور بڑے بڑے موتیوں پر مشتمل ہے، میں نے اس کا نام "البارقۃ اللمعا فی سوء من نطق بکفر طوعا" (١٣٠٤ھ) رکھا تاکہ نام سے رسالہ کی تاریخ تصنیف کا علم ہو جائے، ہمارے اُس رسالے کی طرح جس میں اب ہم مشغول ہونے والے ہیں اُس کا نام ہم نے "مقامع الحدید علی خدّ المنطق الجدید" ١٣٠٤ رکھا۔

---

[1] القرآن الکریم ٩/ ٦٥ و ٦٦

www.alahazratnetwork.org

فعلیك^عه^ بھا۔ فانی حققت فیھا ان اکفار الطائع ھوالاجماع من دون نزاع۔ واقمت علٰی ذٰلك دلائل ساطعۃ لاتُرام۔ و براھین قاطعۃ لاتُضام۔ فسکن الصدر۔ واستقر الامر۔ وبان الصواب۔ وانکشف الحجاب۔ والحمدﷲ رب العٰلمین۔

تجھ پر اُس رسالہ (البارقۃ اللمعا) کا مطالعہ لازم ہے کیونکہ میں نے اس میں تحقیق کی ہے کہ برضا و رغبت کفریہ کلمہ بولنے والے کی تکفیر پر اجماع ہے اُس میں کوئی نزاع نہیں، میں نے اس پر ایسے بلند دلائل قائم کئے ہیں جنھیں جھکایا نہیں جاسکتا اور ایسے قطعی براہین قائم کئے ہیں جن میں کمی نہیں کی جاسکتی۔ دل مطمئن، معاملہ ثابت، درستگی ظاہر اور حجاب منکشف ہوگیا۔ اور تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو پروردگار ہے تمام جہانوں کا۔ (ت)

بالجملہ حکمِ اخیر یہ ہے

کہ زید کے اقوالِ مذکورہ بعض حرام و گناہ ـــ اور بعض بدعت و ضلالت ـــ اور اکثر خاص کلماتِ کفر والعیاذ باللہ تعالٰی (اور اللہ تعالٰی کی پناہ۔ ت)

اور زید بہ حکمِ شرع فاسق، فاجر، مرتکب کبائر ـــ بدعتی خاسر، گمراہ غادر ـــ اِس قدر پر تو اعلٰی درجہ کا یقین ـــ اِس کے سوا اُس پر حکمِ کفر و ارتداد سے بھی کوئی مانع نظر نہیں آتا ـــ حنفیہ، شافعیہ، مالکیہ، حنبلیہ سب کے کلمات ـــ بلکہ صحابہ و تابعین سے لے کر اِس زمانہ تک کے اِفتاء و قضیات، بالاتفاق یہی اِفادہ کرتے ہیں ـــ کمابیّناہ فی البارقۃ اللمعا (جیسا کہ اُس کو ہم نے "البارقۃ اللمعا" میں بیان کردیا۔ ت)

بالفرض اگر بہ ہزار دقت کوئی کچی ہوئی صورت نکل بھی سکی تو یہ بالجزم یقین و مبین و صریح و ظاہر کہ وہ اپنے اِن اقوال کے سبب عامّہ علمائے دین و جماہیر ائمۂ کاملین کے نزدیک کافر، اور اُس پر احکامِ ارتداد جاری ـــ اور بے توبہ مرے تو جہنمی ناری ـــ والعیاذ باللہ القدیر البادی (اور اللہ کی پناہ جو قدرت والا پیدا کرنے والا ہے۔ ت)

اَلْعَظْمَۃُ لِلّٰہِ! (بڑائی اللہ کے لئے ہے۔ ت) اس قدر کیا کم ہے!

عہ الضمیر یرجع الی "البارقۃ اللمعا" فانھا التی اشبع فیھا الکلام حول ذاالموضوع ۱۲۔ محمد احمد

www.alahazratnetwork.org

اعلام میں فرماتے ہیں :

لوتشبہ بالمعلمین فاخذ خشبۃ وجلس القوم حولہ کالصبیان فضحکوا واستھزءوا کفر ـــــ زاد فی الروضۃ : الصواب لا ـ ولا یغتر بذٰلک فانہ یصیر مرتدا علٰی قول جماعۃ ، وکفٰی بھٰذا خسارا وتفریطا[1] ملتقطا ۔

اگر کوئی معلمین کی مشابہت اختیار کرتے ہوئے تخت پر بیٹھا اور لوگ مثل بچّوں کے اس کے ارد گرد بیٹھ گئے اور ہنسی مذاق کرنے لگے تو وہ کافر ہوجائیگا ۔ روضہ میں یہ اضافہ کیا کہ درست بات یہ ہے کہ کافر نہ ہوگا ۔ اور تجھے یہ بات دھوکے میں نہ ڈالے اس لئے کہ ایک بڑی جماعت کے قول پر وہ مرتد ہوجائیگا اور اُسے یہ خسارہ و نقصان کافی ہے اھ التقاط۔ (ت)

مع ہذا ، شِفا شریف سے ، اوپر منقول ہوا کہ ،

بعض اقوال اگرچہ فی نفسہٖ کفر نہیں مگر بار بار بہ تکرار اُن کا صدور دلیل ہوتا ہے کہ قائل کے قلب میں اسلام کی عظمت نہیں ۔ اُس وقت اُس کے کفر میں زنہار شک نہ ہوگا ۔[2]

سُبحٰن اللہ ! پھر کفریاتِ خالصہ کا یہ ایں زور و شور ، صدور کیونکر کفرِ قائل پر بُرہانِ کامل نہ ہوگا ! ـــــ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العزیز الحکیم ۔

زید پر ہر فرض سے بڑھ کر فرض کہ از سرِ نَو مسلمان ہو اور اِن کفریات و ضلالات سے علی الاعلان توبہ کرے ، اور صرف بہ طورِ عادت کلمۂ شہادت زبان پر لانا ہرگز کافی نہ ہوگا کہ اِس قدر تو وہ قبل از توبہ بھی بجالاتا تھا ، بلکہ اِس کے ساتھ تصریح کرے کہ وہ کلمات کفریہ تھے اور میں نے اُن سے توبہ کی ۔ اُس وقت اہلِ اسلام کے نزدیک اُس کی توبہ صحیح ہوگی ـــــ اور ایمان لائے کہ اللہ جل جلالہٗ کے سوا کوئی خالق نہیں ، نہ اس کا غیر قِدَم کے لائق ـــــ اور ایمان لائے کہ وہ تمام عالم کا مدبّر اور ہر چیز پر قادر ہے ، اور عقولِ مخترعۂ فلاسفہ باطل ـــــ الٰی غیر ذٰلک مما یظھر بالمراجعۃ الٰی ما قدمنا من المسائل (اس کے علاوہ جو کچھ ظاہر ہوتا ہے اُن مسائل کی طرف رجوع کرنے سے جن کو ماقبل میں ہم نے بیان کیا ہے ۔ ت)

بحرالرائق میں ہے :

اتٰی بالشہادتین علٰی وجہِ العادۃ

بطورِ عادت شہادتین کو لایا (کلمۂ شہادت پڑھا) تو

---

[1] اعلام بقواطع الاسلام مع سبل النجاۃ الفصل الاول مکتبۃ الحقیقۃ دارالشفقۃ ترکی ص ۳۶۲

[2] الشفا بتعریف حقوق المصطفٰی فصل واما من تکلم من سقط الخ المکتبۃ الشرکۃ الصحافیۃ ۲/ ۲۸۳

www.alahazratnetwork.org

ينفعه مالم يرجع عما قال، اذ لا يرتفع بهما كفره۔ كذا فى البزازية و جامع الفصولين[1] اھ۔

اُس کو نفع نہ دے گا جب تک اپنے قول سے رجوع نہ کرے کیونکہ اتیانِ شہادتین سے اُس کا کفر مرتفع نہ ہوگا۔ بزازیہ اور جامع الفصولین میں یونہی ہے اھ (ت)

اور ضرور ہے کہ جس طرح کتاب چھاپ کر ان کفریات وضلالات کی اشاعت کی یوں ہی ان سے تبری اور اپنی توبہ کا اعلان کرے کہ آشکارا گناہ کی توبہ بھی آشکارا ہوتی ہے۔ امام احمد کتاب الزہد اور طبرانی معجم کبیر میں سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اذا عملت سيئة فاحدث عندها توبة، السر بالسر والعلانية بالعلانية[2]

جب تُو کوئی گناہ کرے تو فوراً توبہ بجالا، پوشیدہ کی پوشیدہ اور ظاہر کی ظاہر۔

قلتُ واسنادهُ حسنٌ على اصول الحنفية۔

میں کہتا ہوں اصولِ حنفیہ کے مطابق اس کا اسناد حسن ہے۔ (ت)

اور اس کتاب تباہ خراب کی نسبت میں وہ نہیں کہتا جو بعض علمائے حنفیہ وشافعیہ کتب منطقیہ کی نسبت فرماتے ہیں کہ ان کے جو ورق نامِ خدا و رسول سے خالی ہوں اُن سے استنجا روا۔ شرح فقہ اکبر میں ہے:

لوكان الكتاب فى المنطق ونحوه، تجوز اهانته فى الشريعة، حتّى افتى بعض الحنفية وكذا بعض الشافعية بجواز الاستنجاء به اذا كان خاليا عن ذكر الله تعالٰى مع الاتفاق على عدم جواز الاستنجاء بالورق الابيض الخالى عن الكتابة[3] اھ مُلخصًا۔

اگر منطق وغیرہ میں کوئی کتاب ہو تو شریعت میں اس کی توہین کرنا جائز ہے یہاں تک کہ بعض حنفیوں نے یوں ہی بعض شافعیوں نے اس کے ساتھ استنجاء کے جواز کا فتوٰی دیا ہے بشرطیکہ وہ اللہ تعالٰی کے ذکر سے خالی ہو باوجودیکہ کتابت سے خالی سفید کاغذ کے ساتھ استنجاء کے عدمِ جواز پر اتفاق ہے اھ تلخیص (ت)

---

[1] البحر الرائق کتاب السیر باب احکام المرتدین ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۵/۱۲۸
[2] الزہد للامام احمد بن حنبل حدیث ۱۴۱ دار الکتاب العربی بیروت ص ۴۹
المعجم الکبیر عن معاذ بن جبل ۳۳۱ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۲۰/۱۵۹
[3] منح الروض الازہر شرح الفقہ الاکبر فصل فی العلم والعلماء مصطفی البابی مصر ص ۱۶۴

www.alahazratnetwork.org

ہاں اتنا ضرور کہوں گا کہ اب اس کی اشاعت سے باز رہے۔ اور جس قدر جلدیں باقی ہوں جلا دے اور حتی الوسع اس کے اخمادِ نار و اماتتِ اذکار میں سعی کرے کہ منکر باطل اسی کے قابل۔ قال اللہ تعالٰی:

ان الذین یحبون ان تشیع الفاحشۃ فی الذین اٰمنوا لھم عذاب الیم فی الدنیا والاٰخرۃ واللہ یعلم وانتم لاتعلمون[1] بے شک جو لوگ چاہتے ہیں کہ بے حیائی پھیلے مسلمانوں میں، اُن کے لئے دُکھ کی مار ہے دُنیا و آخرت میں۔ اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

سُبحٰنَ اللہ! اشاعتِ فاحشہ پر یہ ہائل وعید ـــــ پھر اشاعتِ کفر کس قدر شدید ـــــ والعیاذ باللہ العلیّ الحمید (بلندی والے سراہے ہوئے معبود کی پناہ۔ ت)

خاتمہ رزقنا اللہ حسنھا (اللہ تعالٰی ہمیں اچھا خاتمہ عطا فرمائے۔ ت) چند تنبیہات نزاکیات میں

تنبیہ اوّل: اے عزیز! آدمی کو اس کی انانیت نے ہلاک کیا، گناہ کرتا ہے، اور جب اس سے کہا جائے توبہ کر، تو اپنی کسرِ شان سمجھتا ہے۔ عقل رکھتا تو اصرار میں زیادہ ذلت و خواری جانتا۔

یا ھٰذا۔ ہرگز منصبِ علم کے منافی نہیں کہ حق کی طرف رجوع کیجئے، بلکہ یہ عین مقتضائے علم ہے اور سخن پروری ہر جہل سے بدتر جہل ـــــ وہ بھی کاہے میں؟ کفریات میں۔ والعیاذ باللہ (اللہ کی پناہ۔ ت)

یا ھٰذا۔ صغیرہ پر اصرار اُسے کبیرہ کر دیتا ہے ـــــ کفریات پر اصرار کس قعرِ نار میں پہنچائے گا!

یا ھٰذا۔ تیرا رب ایک شخص کی مذمت کرتا ہے:

واذا قیل لہ اتق اللہ اخذتہ العزۃ بالاثم فحسبہ جھنم ولبئس المھاد[2] یعنی جب اس سے کہا جائے خدا سے ڈر، تو اُسے غرور کے مارے گناہ کی ضد چڑھتی ہے۔ سو کافی ہے اُسے جہنم، اور بیشک کیا بُرا ٹھکانا ہے۔

للہ! اپنی جان پر رحم کر، اور اس شخص کا شریکِ حال نہ ہو۔

یا ھٰذا۔ تیرا مالک ایک قوم پر رَد فرماتا ہے:

واذا قیل لھم تعالوا یستغفر لکم رسول اللہ لووا رءوسھم و جب اُن سے کہا جائے آؤ تمہارے لئے بخشش چاہے خدا کا رسول، تو اپنے سر پھیر لیتے ہیں اور تو انھیں

---

[1] القرآن الکریم ۲۴/ ۱۹

[2] ؁ ؁ ۲/ ۲۰۶

www.alahazratnetwork.org

سرأيتهم يصدون وهم مستكبرون[1] دیکھے کہ باز رہتے ہیں تکبّر کرتے ہوئے۔

ہاں میں بھی تجھے رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کی طرف بلاتا ہوں، خدا کو مان، اور منہ نہ پھیر۔

یاھذا۔ تُو سمجھتا ہے: اگر میں تسلیم کر لوں گا تو لوگوں کی نگاہ میں میری قدر گھٹ جائے گی اور میرے علم فلسفی میں بٹّا لگے ــــ حالانکہ یہ محض وسوسۂ شیطان ہے ــــ لاحول پڑھ، اور خدا کی طرف جُھک، کہ اس سے اللہ کے یہاں تیری عزّت ہو گی، اور خلق میں بے قدری بھی غلط، بلکہ وہ تجھے مُنصِف و حق پسند جانیں گے، اور نہ مانے گا تو متکبّر و شریر و لوَنڈ۔

یاھذا۔ کیا یہ ڈرتا ہے کہ مان جاؤں گا تو اِس مُجیب کا علم مجھ سے زیادہ ٹھہرے گا؟ ــــ حاش للہ! واللہ کہ اگر کوئی بندۂ خدا میرے ذریعہ سے ہدایت پائے تو اِس میں میری آنکھ کی ٹھنڈک اُس سے ہزار درجہ زائد ہے کہ میرا علم کسی سے زیادہ ٹھہرے۔

ہاں! ہاں!! اگر تو اعلانِ توبہ کرے تو میں اپنے جہل اور تیرے فضل کا نوِشتہ لکھ دوں۔

یاھذا۔ اِک ذرا تعصّب سے الگ اور تنہائی میں بیٹھ کر سوچ کہ کفریات پر اصرار کی شامت تیرے حق میں بہتر ہے یا بعدِ رجوع و توبہ بعض جُہّال کی تحقیر و ملامت؟

ہَیہات، ہَیہات! اللہ کا عذاب بہت سخت ہے ــــ وَاِنَّہٗ لَاٰتٍ (اور وہ بلاشبہہ آنے والا ہے۔ ت) ــــ میں تیرے بھلے کی کہتا ہوں، عار پر نار کو اختیار نہ کرنا۔

الٰہی! میرے بیان میں اثر بخش! اور اپنے اِس بندہ کو ہدایت دے، اور ہمارے قلوب دینِ حق پر قائم رکھ۔

یا واجد، یا ماجد، لا تزل عنی نعمۃ انعمتہا علی، بجاہ من ارسلتہ رحمۃ للعٰلمین، واقمتہ شفیعا للمذنبین المتلوثین الخطائین الھالکین، صلی اللہ تعالٰی علیہ و علیٰ اٰلہ وصحبہ اجمعین۔ اٰمین!

اے محب، اے کمال بزرگی والے! جو نعمت تُو نے مجھے عطا فرمائی ہے وہ مجھ سے سلب نہ فرما، اس کے صدقے میں جسے تُو نے تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ اور تُو نے اُسے ہلاکت میں پڑنے والے خطا کاروں اور لتھڑے ہوئے گنہگاروں کیلئے شفیع بنایا ہے۔ اللہ تعالٰی آپ پر، آپ کی آل پر اور آپ کے تمام اصحاب پر رحمت نازل فرمائے۔ آمین (ت)

---

[1] القرآن الکریم ۵/۶۳

www.alahazratnetwork.org

تنبیہ دوم : مبادا اگر رگِ تعصب جوش میں آئے ۔ اور خدا ایسا نہ کرے ۔ تو اس قدر یاد رہے کہ عقائدِ اسلام و سنّت کے مقابل، ہم پر فلاں ہندی و بہمان سِندی کسی کا قول سند نہیں ۔ نہ احکامِ شرعیہ شخص دُون شخص سے خاص ۔ اَلْعِزَّۃُ لِلّٰہ (عزّت اللہ تعالٰی کے لئے ہے ۔ ت) شرع سب پر حجت ہے ۔ وہ کون ہے جو شرع پر حجت ہو سکے ؟ ۔ اِس قسم کی حرکت جس سے صادر ہوگی وہ بقدر اپنے سیئہ کے حکم کا مستحق ہوگا ۔ کسے باشد ، کائنًا مَن کان (جو بھی ہو ۔ ت) ۔

اِین و آن سے ہمیں موافقت اُسی وقت تک ہے جب تک وُہ دینِ حق سے جُدا نہیں ۔ اور اس کے بعد ، عیاذاً باللہ (اللہ کی پناہ ۔ ت) ؎

سایہ اش دور باد از ما دُور

(اس کا سایہ ہم سے دُور ہو ۔ ت)

جس کا قول ہم اسلام و سنّت کے موافق پائیں گے تسلیم کریں گے ۔ نہ اِس لئے کہ اُس کا قول ہے ، بلکہ اس لئے کہ صراطِ مستقیم سے مطابق ہے ۔ اور جس کی بات خلاف پائیں گے ، زید ہو یا عمرو ، خالد ہو یا بکر ، دیوار سے مار کر رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی رِکاب سے لپٹ جائیں گے ۔ اللہ ان کا دامن ہم سے نہ چھڑائے دُنیا میں نہ عقبیٰ میں ۔ آمین ! الٰہی آمین ! ؎

محمد عربی کابروئے ہر دو سراست ۔۔۔ کسے کہ خاکِ درش نیست خاک بر سرِ اُو

(محمد عربی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم دونوں جہانوں کی آبرو ہیں ، جو اُن کے درِ اقدس کی خاک نہیں ہے اس کے سر پر خاک ہو ۔ ت)

تنبیہ سوم : واجبُ المُلاحَظَۃ نافِعُ الطَّلَبہ (جس کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے وہ طلبہ کے لئے نفع بخش ہے ۔ ت)

اِن اَعصار و اَمصار کے طلبۂ علم چشمِ عبرت کھولیں اور توُغلِ فلسفہ کی آفتِ جاں گزا غور سے دیکھیں ۔ زید کہ جس کے اقوال سے سوال ہے آخر اِس حال کو کاہے کی بدولت پہنچا ۔ اور فلسفہ کی دبی آگ نے 'بے خبری میں بہ تدریج سُلگ کر دفعۃً بھڑکی تو کہاں تک پھُونکا ؟

اے عزیز ! شیطان اوّل دھوکا دیتا ہے کہ مقصود بالذات تو علمِ دین ہے ۔ اور علومِ عقلیہ وسیلہ و آلہ ۔ پھر ان میں اشتغال کس لئے بے جا ؟

ہیہات ! اگر یہ امر اپنے اطلاق پر مسلّم بھی ہو تو اب اپنے حالات پر غور کرو کہ آلہ و مقصود کی شان ہوتی ہے ؟ ۔ شب و روز آلہ میں غرق ہو گئے ، مقصود کا نام تک زبان پر نہ آیا ۔ اچھا توسُّل ہے

www.alahazratnetwork.org

اور اچھا قصد ہے

بوقتِ صبح شود ہمچو روز معلومت کہ باکہ باختۂ عشق در شبِ دیجور

صبح کے وقت تجھے روزِ روشن کی طرح معلوم ہوجائے گا کہ تاریک رات میں تُونے کس کے ساتھ عشق بازی کی ہے۔ (ت)

عزیزو! اگر علم آخرت کے لئے سیکھتے ہو تو واللہ کہ فلسفہ آخرت میں مضر — اور دنیا کے لئے؟ تو یہاں وہ بھی بیکار — اس سے تو بہتر کہ مڈل پاس کرو کہ دس روپیہ کی نوکری پاسکو۔

عزیزو! للہ انصاف! مصطفٰے صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کی حدیث میں علم کو ترکۂ انبیاء، اور علماء کو اُن کا وارث قرار دیا — ذرا دیکھو تو وہ علم یہی ہے جس میں تم سراپا منہمک، یا وہ جسے تم بایں بے پرواہی واستغنا تارک؟ — بھلا ایمان کے دل پر ہاتھ رکھ کر دیکھو کہ مصطفٰے صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کا وارث بننا اچھا' یا ابن سینا و فارابی کا فضلہ خوار؟ ع

ببیں تفاوتِ رَہ از کجاست تا بہ کجا

(ان دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ ت)

عزیزو! شیطان اس قوم کے کان میں پھونک دیتا ہے کہ عمر صرف کرنے کے قابل یہی علوم فلسفیہ ہیں کہ ان کے مدارک عمیق اور مسالک دقیق۔ جب یہ آگئے تو علومِ دینیہ کیا ہیں، ادنٰی توجہ میں پانی ہوجائیں گے۔

حالانکہ واللہ محض غلط — تمھیں اِن علومِ ربّانیہ کا مزہ ہی نہیں پڑا — ورنہ جانتے کہ علم یہی ہیں، اور جو غموض و دقّت و لطف و نزاکت اِن میں ہے اُن کا ہزاروں حصہ وہاں نہیں — مگر کیا کیجئے کہ ع

اَلنَّاسُ اَعْدَاءٌ لِّمَا جَھِلُوْا

(لوگ اُس چیز کے دشمن ہوتے ہیں جس سے وہ جاہل ہوتے ہیں۔ ت)

اچھا نہ سہی — مگر کیا نفیس تدقیق، عمدہ تحقیق ہے کہ ہزاراں برس گزرے آج تک کوئی بات مُنقّح نہ ہوئی — لوگ کہتے ہیں تلاحقِ آراء سے علم تنقیح پاتے ہیں — وہاں اس کے خلاف ع

شد پریشاں خوابِ شاں از کثرتِ تعبیرہا

(زیادہ تعبیروں کی وجہ سے ان کا خواب پریشان ہوگیا۔ ت)

سلف خلف میں جسے دیکھئے کیا چمک چمک کر تقریریں کرتا ہے گویا حق ناصح اس کی بغل سے نکل کر کہیں گیا ہی نہیں — جب دوسرا آیا اُس نے نئی ہانک سُنائی، اگلے کی عقل اوندھی بتائی — یوں ہی یہ سلسلہ بے تمیزی لاتقف عند حدٍّ قبل یوم القیٰمۃ (قیامت سے پہلے یہ سلسلہ کسی حد پر نہیں

www.alahazratnetwork.org

دُکے گا۔ت) چلاجاتا ہے اور چلا جائے گا۔ کچھ محقق ہوسکا نہ ہرگز ہوسکے

ہر کہ آمد عمارتے نو ساخت رفت ومنزل بہ دیگرے پرداخت[1]

(جو بھی آیا اس نے نئی عمارت بنائی، چلاگیا اور عمارت دوسرے کے حوالے کردی۔ت)

کہیے پھر اس "کاو، کاو" کا کیا محصّل نکلا؟ اور کون سا نتیجہ دامن میں آیا؟ ــــ دمِ مرگ جب دیکھئے تو ہاتھ خالی ؎

جہل تھا جو کچھ کہ سیکھا، جو پڑھا افسانہ تھا

ایک فلسفی نزع میں ہاتھ ملتا اور کہتا تھا، عمر کھوئی کچھ تحقیق نہ ہو پایا سوا اس کے کہ: ہر ممکن محتاج ہے اور امکان امرِ عدمی ــــ دُنیا سے چلا اور کچھ نہ ملا۔

اور دوسرا امر یعنی علومِ دینیہ اِس کے ذریعہ سے خود آجانا ــــ ایسا باطل فضیح ہے جس کی واقعیت تمھارے اذہان کے سوا کہیں نہ ملے گی ــــ حاش للہ! کام پڑے دام کھلتے ہیں ــــ دس مسائلِ دینی پُوچھے جائیں، اور کوئی فلسفی صاحب اپنے تفلسف کے زور سے ٹھیک جواب دے دیں تو جانیں ــــ یوں تو زبان کے آگے بارہ ہل چلتے ہیں ؎

کس نگوید کہ دُوغِ من تُرش است

(اپنی لسّی کو کھٹّا کوئی نہیں کہتا۔ ت)

عزیزو! یہ درس کہ اِن بلاد میں رائج، احمق اِسے منتہائے علم سمجھتے ہیں ــــ حاشا کہ وہ ابتدائی علم بھی نہیں ــــ اس سے استعداد آنا منظور ہے ــــ رہا علم! ــــ ہیہات ہیہات! ہنوز دلی دُور ہے ؎

بسیار سفر باید تا پختہ شود خامے

(بہت سفر چاہیے تاکہ کچّا پکّا ہوجائے۔ ت)

طالبِ علم بے چارہ شِفا، اشارات سب لپیٹ گیا اور یہ بھی نہ جانا کہ "اصولِ دین" کو کیونکر سمجھوں! اور خدا ورسول کی جناب میں کیا اعتقاد رکھوں! ــــ اگر کچھ معلوم ہے تو سُنی سُنائی تقلیدی ــــ پھر حلال و حرام کا تو دوسرا درجہ ہے۔

افسوس واضعِ درس نے کتبِ دینیہ گنتی کی رکھیں کہ طلبہ خوض وغور کے عادی ہوجائیں اور ازاں جاکہ

---

[1] گلستانِ سعدی درسببِ تالیف مکتبہ اویسیہ بہاولپور ص ۱۳

www.alahazratnetwork.org

ابھی عقل پختہ نہیں، لہٰذا ایسی چیز میں مشق ہو جس کی اُلٹ پلٹ نقصان نہ دے —— مگر وہ ہو رہی اُلٹی —— کہ انھیں لِمَ ولا نسلّم (کیوں ؟ اور ہم نہیں مانتے۔ ت) کی آفت چڑگئی —— اور جُزتسلیم پر کہ مدارِ ایمان سے قیامت گزر گئی۔

عزیزو ! احمد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن حبّان، حاکم، بیہقی، عبد بن حُمَید بغوی باسانیدِ صحیحہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، سیّدِ عالم صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم فرماتے ہیں :

اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا اَخْطَاَ خَطِیْئَۃً نُکِتَتْ فِیْ قَلْبِہٖ نُکْتَۃٌ سَوْدَاءُ فَاِنْ ھُوَنَزَعَ وَاسْتَغْفَرَ وَتَابَ صقل قَلْبُہٗ۔ وَاِنْ عَادَ زِیْدَ فِیْھَا حَتّٰی تَعْلُوَ عَلٰی قَلْبِہٖ۔ وَھُوَ الرَّانُ الَّذِیْ ذَکَرَاللّٰہُ تَعَالٰی، کَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ مَّا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ[1]۔

جب بندہ کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل میں ایک سیاہ دھبّا پڑ جاتا ہے، پس اگر وہ اس سے جُدا ہو گیا اور توبہ استغفار کی تو اس کے دل پر صیقل ہو جاتی ہے۔ اور اگر دوبارہ کیا تو سیاہی بڑھتی ہے یہاں تک کہ اُس کے دل پر چڑھ جاتی ہے۔ اور یہی ہے وہ زنگ جس کا اللہ تعالٰے نے ذکر فرمایا کہ : یوں نہیں بلکہ زنگ چڑھادی ہے اُن کے دلوں پر اُن کے گناہوں نے کہ وہ کرتے تھے۔

دیکھو ایسا نہ ہو کہ یہ فلسفۂ مُزَخْرَفَہ تمھارے دلوں پر زنگ جما دے کہ پھر علومِ حقہ صادقہ ربّانیہ کی گنجائش نہ رہے گی۔ کہتے یہ ہو کہ اِس کے آنے سے وہ خود آجائیں گے۔ حاشا ! جب یہ دل میں پیر گیا وہ ہرگز سایہ تک نہ ڈالیں گے کہ وہ محض نور ہیں، اور نور نہیں چمکتا مگر صاف آئینہ میں۔

عزیزو ! اِسی زنگ کا ثمرہ ہے کہ منہمکانِ تفلسف علومِ دینیہ کو حقیر جانتے، اور علمائے دین سے استہزا کرتے۔ بلکہ انھیں جاہل، اور لقبِ علم اپنے ہی لئے خاص سمجھتے ہیں۔

اگر آئینۂ دل روشن ہوتا تو جانتے کہ وہ مصطفےٰ صلے اللہ تعالٰےعلیہ وسلم کے وارث و نائب ہیں۔ وہ کیسی نفیس دولت کے حامل و صاحب ہیں جس کے لئے خدا نے کتابیں اتاریں، انبیاء نے تفہیم میں عمریں گزاریں —— وہ اسلام کے رکن ہیں —— وہ جنت کے عماد ہیں —— وہ خدا کے محبوب ہیں ——

---

[1] کنز العمال برمز حم، ت، ہ، حب، ن، ھب عن ابی ہریرہ حدیث ۱۰۱۸۹ موسسۃ الرسالہ بیروت ۴/ ۲۱۰
جامع الترمذی ابواب التفسیر سورۃ ویل للمطففین امین کمپنی دہلی ۲/ ۱۶۸ و ۱۶۹
موارد الظمآن کتاب التفسیر " " " حدیث ۱۷۷۰ المکتبۃ السلفیہ ص ۴۲۹
" " کتاب التوبہ باب ماجاء فی الذنوب " ۲۴۴۸ " " ۶۰۷

www.alahazratnetwork.org

وہ جانِ رشاد ہیں ـــ رہا اُن کے ساتھ استہزا، اُس کا مزہ آج نہ کھلا تو کل قریب ہے ـــ وسیعلم الذین ظلموا ایّ منقلب ینقلبون[1] (اور اب وہ جانا چاہتے ہیں ظالم کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے۔ ت)

عزیزو! نفسِ خود پسند آزادانہ اَقُوْلُ کا مزہ پاکر بھول گیا ـــ اور قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں جو دل کا سرور اور آنکھوں کا نور ہے اُسے بھول گیا۔

ہیہات! کہاں وہ فن جس میں کہا جائے "میں کہتا ہوں"، یا نقل بھی ہو تو: ابن سینا گفت (ابن سینا نے کہا۔ ت) اور وہ فن جس میں کہا جائے "خدا فرماتا ہے، مصطفٰے صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں"۔ جتنا میں اور مصطفٰے میں فرق ہے اُتنا ہی اس اَقُوْلُ و قال اور دونوں علموں میں۔ کیا خوب فرمایا عالمِ قریش سیدنا امام شافعی رضی اللہ تعالٰے عنہ نے: ؎

کل العلوم سوی القراٰن مشغلۃٌ ... الا الحدیث والا الفقہ فی الدین

العلمُ ماکان فیہ قال حدثنا ... وما سوٰی فوسواس الشیاطین[2]

(قرآن کے علاوہ تمام علوم ایک مشغلہ ہیں سوائے حدیث کے اور سوائے فقہ کے دین میں۔ علم تو وہ ہے جس میں کوئی شخص کہے کہ ہمیں حدیث بیان کی اور اس کے ماسوا شیطانوں کا وسوسہ ہے۔ ت) ؎

انچہ قال اللہ و نے قال الرسول ... فضلہ باشد، فضلہ می خواں اے فضول

(وہ کہ اللہ نے فرمایا نہ رسول نے، فضلہ ہوگا فضلہ پڑھتا ہے اے فضول۔ ت)

عزیزو! خدارا غور کرو! قبر میں، حشر میں تم سے یہ سوال ہوگا کہ عقائد کیا تھے اور اعمال کیسے؟ یا یہ کہ: کلی طبعی خارج میں موجود ہے یا معدوم؟ اور زمانہ غیر قار وحرکۃ بمعنی القطع کائن فی الاعیان ہیں، یا آنِ سیال وحرکت بمعنی التوسط سے موہوم؟

عزیزو! میں نہیں کہتا کہ منطقِ اسلامیاں۔ ریاضی، ہندسہ وغیرہا اجزائے جائزہ فلسفہ۔ نہ پڑھو۔ پڑھو مگر بقدرِ ضرورت۔ پھر اُن میں انہماک ہرگز نہ کرو۔ بلکہ اصل کار علوم دینیہ سے رکھو۔ راہ یہ ہے۔ اور آئندہ کسی پر جبر نہیں۔ واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم[3] (اور اللہ تعالٰی جسے چاہے سیدھی راہ

---

[1] القرآن الکریم ۲۶/ ۲۲۷

[2] ابجد العلوم المقدمۃ فی بیان اسماء العلوم الخ المکتبۃ القدوسیۃ لاہور ۲/ ۶

[3] القرآن الکریم ۲/ ۲۱۳

www.alahazratnetwork.org

دکھائے۔ت)

1 ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنك رحمۃ انك انت الوھاب[1]

اے رب ہمارے دل ٹیڑھے نہ کر کہ تُو نے ہمیں ہدایت دی اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا کر بے شک تُو ہی بڑا دینے والا ہے (ت)

وقع الفراغ من تسوید ھذہ الاوراق لسبع[ع] خلون من الشھر السابع، من العام الرابع، من المائۃ الرابعۃ، من الالف الثانی من ھجرۃ سراج الافق، امام الخلق، نبی الرفق، ذی العلم الحق، الحکیم الربانی۔ صلوات اللہ تعالٰی وسلامہ علیہ وعلٰی اٰلہٖ وصحبہٖ وکل مشتاق الیہ۔ برحمتك یا ارحم الراحمین والحمد للہ رب العٰلمین ۝ واللہ تعالٰی اعلم، وعلمہ جلّ مجدہٗ اتم واحکم۔

ان اوراق کے مسودہ سے فراغت ماہ ہفتم کی سات تاریخ کو ہُوئی جبکہ تمام جہانوں کے سورج، تمام مخلوق کے امام، نرمی والے نبی، علمِ حق رکھنے والے حکیم ربانی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی ہجرت اقدس کو تیرہ سو چار سال گزر چکے ہیں (یعنی، رجب ۱۳۰۴ھ) اللہ تعالٰی کی رحمتیں اور سلام ہو آپ پر، آپ کی آل پر، آپ کے صحابہ پر اور ہر ایسے شخص پر جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مشتاق ہے۔ تیری رحمت کے ساتھ اے بہترین رحم فرمانے والے۔ اور تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو سب جہانوں کو پالنے والا ہے۔ اور اللہ تعالٰی خوب جانتا ہے اور اس کا علم تام و مستحکم ہے۔(ت)

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی

عفی عنہ بمحمدن المصطفٰی النبی الامی

صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

ع یعنی ہفتم شہر رجب ۱۳۰۴ ہجریہ علٰی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ ۱۲

سلطان احمد خان عفا عنہ اللہ تعالٰی

---

[1] القرآن الکریم ۳/ ۸

لله در المجیب حیث اتی بتحقیق انیق
نمقہ العبد المذنب الاواہ محمد لطف اللہ

رسول اللہ
خادم شریعت [illegible] مفتی
محمد لطف اللہ
۱۲۹۸

3/3 بلاشبہہ مضامین رسالہ منطق الجدید جو مجیب مصیب نے نقل کئے اس پر خلاف شرع شریف اور مخالف عقائد حقہ اہل اسلام سلفاً و خلفاً ہیں۔ اور مجیب مصیب نے قباحتیں اور شناعتیں اس کی بوجہ احسن بیان فرمائیں، جزاہ اللہ سبحٰنہ عن المسلمین احسن الجزاء۔

محمد احمد ۱۲۸۴
ارشاد حسین